تجلیاتِ محرم الحرام
افادات
خطیبِ اسلام گلشنِ رسالت کے عندلیب
حضرت مولانا عبدالکریم ندیم صاحب
مکتبۃ الحق
ماڈرن ڈیری جوگیشوری ممبئی ۱۰۲

ان من البیان لسحرا

ماہ محرم الحرام کے حوالے سے خطیب اسلام کی معرکۃ الآراء تقاریر کا حسین مجموعہ

تخریج وتحقیق اور وضاحتی حاشیوں کے ساتھ

تجلّیاتِ محرم الحرام

افادات

خطیب اسلام گلشن رسالت کے عندلیب

حضرت مولانا عبد الکریم ندیم صاحب

صدر مبلغین مجلس علماء اہل سنت پاکستان

مہتمم مدرسہ امداد العلوم خانپور ضلع رحیم یار خان

نظر ثانی وزیر نگرانی

حضرت مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر قادری نقشبندی

تحقیق وتخریج

مولانا محمد عمیر شاہین

صفدریہ اسلامک ریسرچ سنٹر مدرسہ عربیہ

جامع مسجد کی ریلوے روڈ میلسی ضلع وہاڑی

ناشر

مکتبۃ الحق

ماڈرن ڈیری جوگیشوری ممبئی ۱۰۲
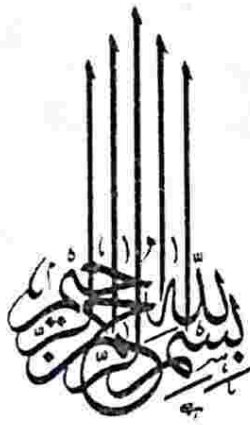
تفصیلات

نام کتاب : تجلیاتِ محرم الحرام

افادات : حضرت مولانا عبدالکریم ندیم صاحب

نظر ثانی ونگرانی : حضرت مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر قادری نقشبندی

تحقیق وتخریج : مولانا محمد عمیر شاہین

صفحات : 320

اشاعت : ۲۰۱۳ء

ناشر : مکتبہ الحق، ماڈرن ڈیری، جوگیشوری، ممبئی

باہتمام : شمشیر احمد مہار اشٹری

قیمت : 220/-

ملنے کے پتے

دارالکتاب دیوبند — کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

زمزم بک ڈپو دیوبند — فیصل پبلی کیشنز دیوبند

مکتبہ عکاظ دیوبند — کتب خانہ اعزازیہ دیوبند

مکتبہ الغزالی، سری نگر، کشمیر — دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد

عبدالسلام خان قاسمی، ۹/۷ار کتاب مارکیٹ، بھنڈی بازار، ممبئی

مولانا اسعد اللہ صاحب، امام مسجد نور، کارولی روڈ، بھیونڈی

9823870263

آئینہ مضامین

تقریظ

ولی کامل پیر طریقت حضرت سید نفیس شاہ صاحب مدظلہٗ

حروف تقریظ ... بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدوم عالی قدر مولانا ابو محمد عبدالکریم ندیم کی زبان مبارک سے چند بار مواعظ حسنہ سننے کی توفیق ہوئی مزید برآں انکی تالیفات وتصانیف بھی نظر سے گزریں معلوم ہوا کہ تحریر وتقریر دونوں پر انہیں اللہ تعالیٰ نے قدرت عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ انکی عمر شریف میں برکت عطا فرمائے اور عامۃ المسلمین کوان کے فیوض وبرکات سے متمتع فرمائے اللہ تعالیٰ ان سے بزرگوں کے فیض کو جاری وساری فرمائے اور اللہ تعالیٰ آخرت میں ان سب چیزوں کی قبولیت سے سرفراز فرمائے نبی پاک ﷺ انکے صحابہ کرام ؓ اور آپ کے اہلبیت عظام ؓ کی معیت نصیب فرمائے آمین اور ہم سب کو نصیب فرمائے۔

نفیس الحسینی
رحمۃ اللہ

۲۸ ربیع الاوّل ۱۴۲۸ھ

تاثرات

حکیم العصر محدث عصر شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب زید مجدہٗ

Abdul Majeed

Shaikh-ul-Hadees & Rees-ul-Mudarseen
Jamia Islamia Bab-ul-Uloom (Reg)
Kehror Pakka Distt. Lodhran

مولانا عبدالکریم صاحب ندیم میرے قدیم دوست اور میرے علم میں صالح نوجوان ہیں صحیح العقیدہ صالح العمل ہیں۔ ان کی کتابوں سے گاہ بگاہے مطلع ہوتا رہا ہوں۔ جن کے مضامین علمی دلائل سے مدلل اور اہلسنت والجماعت کے مسلک حنفی کے صحیح ترجمان ہوتے ہیں اس بار ان کی تصنیف [illegible] کا اتفاق ہوا جس سے معلومات میں اضافہ ہوا ہے ... ان کی [illegible] ہر جملہ دار [illegible] ہو رہے مسلکی معلومات سے بھرپور ہیں اور ان [illegible] کی بنا پر [illegible] اور قارئین پر [illegible] ان شاء اللہ [illegible]

دعا کرتا ہوں کہ جیسے ان کے بیان کو اللہ تعالیٰ نے [illegible] میں مقبولیت عطا کی ہے ان کی [illegible] کو بھی [illegible] قبولیت سے نوازے [illegible] امت [illegible]

[illegible] دعا [illegible] آمین

عبدالمجید [illegible]

۸ ربیع الثانی ۱۴۲۷
۷ مئی ۲۰۰۶

حرف اول/عرض ناشر

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے جس نے ہم جیسے کمزوروں کو اپنے دین سے وابستہ فرما دیا اور اپنے دین کی نشر و اشاعت کی توفیق عطا فرما رہے ہیں میرے استاذ ماہر فن میراث حضرت مولانا مختار احمد صاحب مظاہری ؒ فرمایا کرتے تھے، اس دور میں جو دین سے وابستہ رہ کر کسی جگہ پر اخلاص سے نورانی قاعدہ کی بھی تعلیم دیتا ہے وہ بھی اللہ کے ہاں ایسے ہی قابل قدر ہے جیسے ایک محدث کی مسند پر بیٹھ کر علم حدیث کی تعلیم دینے والا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اخلاص نصیب فرمائیں آمین حضرت خطیب اسلام مولانا عبدالکریم ندیم مدظلہ کے خطبات جمعہ جو کیسٹوں میں محفوظ ہیں ان سے انتخاب کر کے ہر ماہ کے عنوانات کے اعتبار سے مولانا عمیر شاہین زید مجدہ نے جو سلسلہ شروع فرمایا ہے یہ اس کا پہلا شاہکار تھا لیکن اس کے منصۂ شہود پر آنے سے پہلے تجلیات رمضان المبارک، تجلیات رجب المرجب اور تجلیات ربیع الاول منظر پر آچکی ہیں انشاء اللہ العزیز تجلیات ذی الحج اور تجلیات صفر المظفر بھی عنقریب چھپ جائیں گی آپ حضرات سے درخواست ہے کہ اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں اور اگر کسی جگہ کوئی خامی دیکھیں یا کوئی پروف کی غلطی دیکھیں تو ضرور تحریری طور پر مطلع فرمائیں بندہ نہایت ہی ممنون ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ کریم اپنی عنایت سے اور فضل و کرم سے اس حقیر خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور ہر قاری کو اور جن تک یہ خطبات پہنچیں ان کو اس سے مستفید و مستفیض فرمائیں۔ آمین یارب العالمین .... فقط

قاری جمیل الرحمٰن اختر فاضل وفاق المدارس العربیہ
یک از خدام امام اہلسنت مدظلہ
خطیب جامع مسجد امن اہلسنت والجماعت باغبانپورہ
لاہور، فون: 0300-9496702

صاحب خطبات کے تاثرات

خطیب العصر گلشن رسالت کے عندلیب

حضرت مولانا **عبدالکریم ندیم** صاحب کثر اللہ تعالیٰ امثالہم

تخریج و تحقیق کا کام اگرچہ خاصہ مشکل ہے اس میں لائبریریوں کو کھنگالنا پڑتا ہے اور شب و روز اس میں لگنا پڑتا ہے۔ علمی دنیا میں تخریج و تحقیق کا کام بہت اہمیت کا حامل ہے۔ الحمدللہ مجھے خوشی ہوئی ہے کہ میرے خطبات پر میری حقیر سی درخواست پر عزیزی مولانا محمد عمیر شاہین صاحب اطال اللہ عمرہٗ نے تخریج و تحقیق کا کام کیا ہے۔ میری معلومات کے مطابق خطبات کی دنیا میں یہ پہلی کتاب ہے جس پر اتنی محنت و کاوش سے کام ہوا ہے۔

خطابت کی دنیا میں خطبات کی کمی نہیں۔ مگر مقرر دورانِ خطاب بہت ساری باتیں روایت بالمعنیٰ کے حوالے سے کہتا ہے اور عام قاری اسے قرآن یا حدیثِ رسول سمجھ کر پڑھتا ہے۔ جو ایک بہت بڑی غلطی ہی نہیں بلکہ ایک اہم فتنے کا سبب بھی ہے۔ الحمدللہ اکابر و اسلاف اور اساتذہ و مشائخ کی دعاؤں کے ثمرہ سے بندہ کے مختلف خطبات کئی سالوں سے پہلے بھی شائع ہو چکے ہیں۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے پیر طریقت حضرت قاری جمیل الرحمٰن اختر نے بڑی عرق ریزی سے تذکرہ محبوب کبریا، تذکرہ سیدنا حسینؓ اور تجلیات رمضان المبارک کو شائع کیا اور اب انکی تخریج و تحقیق کا کام مولانا شاہین نے کر دیا ہے۔ ایسے ہی حضرت مولانا شبیر حیدر فاروقی نے بندہ کے خطبات: "خطباتِ ندیم" جلد اول اور دوئم شائع کی۔ دوسری جلد میں عزیز محترم فاضل جلیل عالم نبیل خطیب بے مثل حضرت مولانا محمد عمیر شاہین کے تاثرات بھی مولانا شبیر حیدر فاروقی نے قلم بند کئے ہیں۔

خانپور میں تبلیغی جماعت کے ذمہ دار بزرگ حضرت مولانا جلال الدین نے ایک ملاقات میں مجھے فرمایا کہ آپ کی تقاریر جو مختلف عنوان سے شائع ہوتی ہیں اگر ان میں بڑی کتب

کا حوالہ درج ہو تو بات کا وزن بھی بڑھتا ہے اور پایۂ ثبوت کو بھی پہنچتی ہے۔

مولانا جلال الدین کی یہ بات بڑی اہمیت رکھتی تھی اور مسلسل ذہن میں گردش کرتی تھی ہر وقت دعا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسے اسباب بنائے۔ حوالہ جات تلاش ہوں احاطہ تحریر میں آجائیں۔

آخر وہ وقت آن پہنچا شاید قبولیت کی گھڑی میں کوئی دعا مستجاب ہوئی کہ میلسی میں مولانا سید محمد اطہر شاہ صاحب کے مدرسہ میں فاضل نوجوان محقق مصنف و مدرس حضرت مولانا محمد عمیر شاہین (فاضل جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا) سے ملاقات ہوئی بندہ نے ان کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور ساتھ ہی اپنی کمزوری کم علمی بیماری کا اعتراف کیا کہ اب مجھ سے یہ کام ممکن نہیں کوئی دوست اس کا بیڑا اُٹھائے۔ تو بندہ ہر ممکن ساتھ دے گا۔ مولانا محمد عمیر شاہین سلمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ جزائے دارین دے کہ انہوں نے پورے اعتماد سے اس کام کی تکمیل کا عزم کیا۔

کچھ دنوں بعد کہروڑ پکا میں اپنی کاوش مجھے دکھائی۔ دل سے دعائیں نکلیں کہ اللہ تعالیٰ اس جوان کے علم وعمل تحقیق وتدقیق میں اور اضافہ کرے اور فلاح دارین کا ذریعہ بنائے۔

عزیزی مولانا محمد عمیر شاہین نے کمال محنت، بھرپور کوشش اور شب وروز کی جدو جہد سے تقریباً ہر ماہ کی تجلیات پر کام ہو چکا ہے جن پر نظر ثانی مولانا جمیل الرحمٰن اختر کر رہے ہیں، اور وہی شائع بھی کرا رہے ہیں، اس سے قبل تجلیات رمضان المبارک، تجلیات رجب المرجب، تجلیات ربیع الاول شائع ہو چکی ہیں۔ عمیر شاہین کا مزاج کمال اعتدال ہے اور اپنے اسلاف کی تحقیق پر اعتماد ہے۔ اسلئے اس کاوش میں ضرورتاً اپنے مشائخ اور اساتذہ بالخصوص حضرت حکیم العصر محدث جلیل مولانا عبدالمجید صاحب، شیخ الحدیث باب العلوم کہروڑ پکا، مولانا منیر احمد اساتذہ حدیث جامعہ باب العلوم ولیٔ وقت حضرت مولانا محمد حسن صاحب (لاہور) سے بھی استفادہ کیا اور ان سے دعائیں حاصل کیں۔ یقیناً مولانا شاہین کی اس محنت نے میرے خطبات کو خطبات کی دنیا میں ایک منفرد مقام دیا مولانا موصوف کی یہ محنت لائق تقلید اور قابل دید ہے۔ مولانا جہاں ایک منجھے ہوئے مبلغ اور مؤلف ہیں وہاں ایک عظیم محقق بھی ہیں۔

میری دلی تمنا تھی کہ میری ہر کتاب پر تخریج کا کام ہو جائے۔ الحمد للہ اب اس کام کو پوری محنت کیساتھ مولانا شاہین کر رہے ہیں۔ یوں یہ سلسلہ بارہ جلدوں تک پہنچ جائے گا۔ انشاء اللہ۔ میرے تمام وہ رفقاء جو میرے ساتھ دینی معاملات میں معاون ہیں میں ان کے لئے ہمیشہ دعا گو رہتا ہوں۔ نشر واشاعت اور تالیف وترتیب کے میدان میں میرے معاونین اور اس کتاب کی اشاعت میں معاون حضرت مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر قادری لاہور اور مولانا شبیر حیدر فاروقی کی طرح عزیز القدر قابل فخر حضرت مولانا محمد عمیر شاہین بھی بندہ کی دعاؤں اور شکریہ کے لائق ہیں۔

دلی دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا کی کاوش کو شرف قبولیت بخشے۔ ہر خاص و عام کو نفع تام دے اور ہم سب کی اخروی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔

مولانا موصوف کے تمام رفقاء کار بھی انکی طرح لائق صد تحسین ہیں جزاکم اللہ خیراً اللہ تعالیٰ میرے ان خطبات کو میرے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین ثم آمین

عرض مرتب

اللہ تعالیٰ نے انسان کو لامتناہی نعمتوں سے مالا مال کیا ہے۔ انسان ہر طرف اپنی نظر دوڑائے اور اطراف عالم میں غور کرے..... اسکی دعوت اللہ کی لاریب کتاب قرآن مجید نے دی ہے۔ خالق کائنات دعوت دیکر انسانی عقول میں وسعت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

''بلاشبہ آسمانوں اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کیلئے، جن کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی، بیٹھے بھی، لیٹے بھی، اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں، کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے اس کو لایعنی پیدا نہیں کیا۔ ہم آپکو منزہ سمجھتے ہیں۔ سو ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے۔'' (سورہ آل عمران، آیت نمبر ۱۹۰، ۱۹۱)

اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کی طرف توجہ دلانے کیلئے فرمارہے ہیں.....!

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ ۝ وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَیْنِ

کیا ہم نے اُس کے لئے دو آنکھیں نہیں بنائیں اور دو ہونٹ نہیں بنائے اور انسان کے یہ اعضاء اس کے لئے بہت بڑے مددگار ہیں آنکھوں سے دیکھتا ہے، زبان سے بولتا ہے ہونٹوں سے حروف بھی ادا ہوتے ہیں اور بہت بڑی خوبصورتی کا مظاہرہ بھی ہوتا ہے۔ ان اعضاء کے ذریعے انسان اپنی دنیاوی زندگی بھی اچھی گزار سکتا ہے۔ اور ان کو اپنے خالق و مالک کی رضامندی میں استعمال کر کے آخرت کی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔

انسان کی آنکھ، کان، ناک، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل، دماغ اور دن رات شمس، قمر، ستارے وسیارے، کواکب و نجوم، آسمان و زمین..... نباتات، پھول، پھل..... شجر و حجر بحر و بر،

گرمی سردی، بہار خزاں، ٹھنڈی و گرم ہوائیں، بارش و بادل اور کائنات ارضی و سماوی میں پھیلے لاتعداد قدرت کے مناظر یہ سب کی سب قدرت کی عظیم نعمتیں ہیں۔

زبان بھی قدرت کی عجیب نعمت ہے جسکی درستگی اور فصاحت و بلاغت انسان کو شاہراہ ترقی پر گامزن کرتی ہے..... ''اسکی عجیب و غریب تخلیق اور دل کی باتوں کی ترجمانی..... جو اس بڑا اسرار اور خودکار مشین کے ذریعہ ہوتی ہے اسکے حیرت انگیز طریقہ کار کو دیکھو! کہ دل میں ایک مضمون آیا دماغ نے اس پر غور کیا اس کیلئے عنوان اور الفاظ تیار کئے..... وہ الفاظ اس زبان کی مشین سے نکلنے لگے یہ اتنا بڑا کام کیسی سرعت کے ساتھ ہو رہا ہے..... تب یہ کلمات زبان پر آئے ہیں۔

اگر اس میں وسعت ہو دماغ ساتھ دے رہا ہو الفاظ کی حسن ترتیب ہو .. انداز بیان خوب ہو اور ساتھ حسن عمل بھی ہو تو اس کی تاثیر پھر لاجواب ہے۔ جو تھکے ماندے معاصی کے مسافروں کیلئے نسخہ شفاء کا کام دیتی ہے۔

مجھے شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی بات یاد آئی..... وہ فرمایا کرتے تھے، کہ حق بات حق طریقے اور حق نیت سے کہی جائے..... کبھی بے اثر نہیں جاتی بات اثر نہ کرے تو سمجھ لیجئے ان تین میں سے کسی ایک میں بھول ہے بات حق نہیں یا طریقہ اور کہنے کا اسلوب مناسب نہیں اور یا پھر نیت میں اخلاص کی بجائے فتور ہے..... جیسے فارسی کا مشہور مقولہ ہے ''از دل خیزد بر دل ریزد'' دل سے نکلنے والی بات دل پر جا کے لگتی ہے۔

آپ شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا حال پڑھیں..... ''راہ علم کے مسافر'' کتاب میں لکھا ہے کہ ''مدرسہ میں جونہی درس و وعظ کا سلسلہ شروع کیا..... بہت جلد مدرسہ کی توسیع کا مسئلہ درپیش ہوا..... کہ توسیع کی گئی..... لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوا کہ وہاں تل رکھنے کی جگہ نہ رہی۔ بادشاہ، علماء و فقہا کا شمار ہی نہیں ہوتا تھا۔

راہ علم کے مسافر'' میں علامہ ابن جوزی کے متعلق ہے کہ ''ان کی زندگی کا بڑا کارنامہ ان کے انقلاب انگیز بیانات ہیں۔ جس نے اطراف عالم کو زیر و زبر کر دیا تھا..... خلفاء

سلاطین وزراء اور اکابر بڑے شوق و دلجمعی سے شرکت کرتے تھے ...... ہجوم کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک وعظ میں لاکھ آدمی تک شمار کئے گئے تاثیر کا عالم یہ تھا کہ لوگ غش کھا کر گر جاتے لوگوں کی چیخیں نکل جاتیں ...... آنکھوں سے آنسوؤں کے سمندر بہہ پڑتے ...... دلوں کی کایہ پلٹ جاتی توبہ کرنے والوں کا شمار تک نہیں ...... بعض لوگوں نے اندازے سے لکھا ہے کہ بیس ہزار یہودی و عیسائی ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور تقریباً ایک لاکھ آدمیوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی۔ (راہ علم کے مسافر بحوالہ صید الخاطر، ص118)

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کے عظیم خطباء میں سے ہیں ...... جن کی تقریر و بیان میں لاکھوں کا ہجوم ہوتا تھا ...... حدنگاہ تک انسانی سر چھت کا منظر پیش کر رہے ہوتے تھے ...... انکی تقریر میں لوگوں کے دلوں سے کفر و شرک کی غلاظت دور ہوتی تھی۔ ''غازی علم الدین'' کے متاثر ہونے کا واقعہ مشہور ہے۔ گھنٹوں گھنٹوں لوگ ان کی تقریر میں دلجمعی کے ساتھ بیٹھے رہتے۔

مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی پہلی تقریر کا واقعہ لکھتے ہیں:

''میں اچانک پہلی دفعہ پبلک کے سامنے تقریر کے لئے کھڑا ہوگیا ... ٹونک کی تاریخ میں وہ یادگار دن تھا ...... جامع مسجد بھری ہوئی تھی ''وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ'' کیساتھ میری کڑکتی ہوئی تقریر کا آغاز ہوا ...... جو جہاں تھا، تھرا کر رہ گیا ...... پھر مجھے خود نہیں معلوم کہ کیا کہا ...... پندرہ بیس منٹ کے بعد ہوش آیا تو دیکھتا ہوں کہ خود رو رہا ہوں ...... اور ساری مسجد میں کہرام برپا ہے ...... لوگ واقعتاً کپڑے پھاڑ رہے تھے ...... بال نوچتے تھے ...... منہ پر تھپڑ مارتے تھے ...... ساری مسجد دیوانی ہو رہی تھی''۔

ہمارے مولانا حق نواز جھنگوی شہید کے نام سے کون ناواقف ہے۔ ہزاروں کا جم غفیر ... دوران تقریر فلک شگاف نعرے ...... دشمن صحابہؓ و اہل بیت کے خلاف جرأت و بہادری، عزم مصمم کیساتھ للکار تاثیر کا یہ عالم تھا کہ لوگ ان کی تقریر کے بعد ان کے ہو کر رہ جاتے ... رافضیت، سبائیت، سے اسلام دشمنی ایسی واضح ہوئی کہ آج پاکستان کا ہر سنی بوڑھا، جوان، اور بچہ بھی دشمن صحابہؓ کے خلاف اپنے دل میں نفرت لئے ہوئے ہے ...... اور انہیں دائرہ اسلام

سے خارج سمجھتا ہے ...... اس قسم کے واقعات کی طویل فہرست میرے ذہن میں موجود ہے ...... لیکن طوالت کے ڈر سے انہیں پر اکتفا کرتا ہوں۔

آج پورے ملک میں فضائیں جنکے بیان کی تاثیر سے آشنا ہیں ...... ان میں ایک تابندہ و روشن نام خطیب العصر گلشن رسالت کے عندلیب مولانا عبدالکریم ندیم صاحب کا ہے، ہزاروں لوگوں کو ان کے بیان کے طفیل راہ حق سے آشنائی ہوتی ہے ...... سینکڑوں افراد نے اپنے چہرے سنت نبوی سے سجائے ہیں ...... انگریزی لباس کو سنت والے لباس میں بدلا ہے ...... کتنے زنگ آلود دل نور ایمانی سے جگمگائے ہیں ...... کتنے تاریک راہوں پر چلنے والوں کو روشن شاہراہیں نصیب ہوئی ہیں ...... کتنے اصحابؓ رسول کا بغض رکھنے والوں اور گستاخانِ ائمہ مجتہدین کے دل صاف ہوئے ہیں ...... کتنے لوگ ان کے بیان سے متاثر ہو کر قرآن کے قاری اور حدیث کے عالم بنے ہیں اور کتنے اکابر علماء و محدثین فقہاء و مفسرین انکے بیان سن کر خوش ہوتے ہیں ...... اور اپنے دل سے دعائیں دیتے ہیں۔

جنید وقت مرشد العلماء سیدی و مرشدی نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا گیا وہ شب برأت کی نماز مغرب کے بعد اپنے گھر لاہور میں کتنی شفقت و محبت کے ساتھ پیش آ رہے ہیں ندیم صاحب کے ماتھے پہ بوسہ دیا ...... دعاؤں سے نوازا ...... اپنے ساتھ بٹھایا ...... اپنی تصنیفات پیپے نوازا اور اپنے نحیف اور کمزور جسم کو لاٹھی کا سہارا دیتے ہوئے دروازے تک چھوڑنے آئے ...... اور ندیم صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگے کہ ''بھائی! ...... بس میں تو یہاں تک آسکتا تھا''۔ ندیم صاحب کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو چھلکنے لگے ...... شیخ سے معانقہ کرتے ہوئے منزل کیطرف رواں دواں ہوئے۔

بہاولپور میں اتحاد اہل سنت والجماعت کے زیر اہتمام ایک عظیم کانفرنس ہوئی جس میں، میں خود شریک تھا ...... گرمی کا موسم تھا ...... حضرت ندیم صاحب نے جب اپنی تقریر کا آغاز کیا ...... تو میں نے دائیں بائیں علماء محققین کو دیکھا ...... وہ دیوانہ وار موصوف کو داد دے رہے ہیں خصوصاً میں نے اپنے محسن و مربی محقق دوراں مولانا منیر احمد صاحب کو دیکھا وہ ندیم

صاحب کو حوصلہ دے رہے ہیں اور ساتھ ساتھ پنکھا بھی جھول رہے ہیں...... اس دن میں نے اپنے دل ہی دل میں سوچا کہ ندیم صاحب کتنے عظیم انسان ہیں کہ جنکی تصدیق اور حوصلہ افزائی عصر حاضر کا ایک عظیم محقق بڑی فراخدلی سے کر رہا ہے۔

آج میں مولانا عبدالکریم ندیم صاحب کے خطبات، ''تجلیات محرم الحرام'' پر کام کرتے ہوئے فخر اور اپنے لئے سعادت سمجھ رہا ہوں۔

اور مجھے نہ کسی سے صلہ کی تمنا ہے اور نہ ستائش کی پرواہ ہے

''اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللہ''

میں ان احباب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جو میری حوصلہ افزائی فرماتے اور علمی معاون رہتے ہیں۔ نامور مصنف و ادیب مولانا ثناء اللہ سعد صاحب، مفتی سجاد حسین ظفر صاحب، خطیب اسلام مولانا محمد صدیق طارق صاحب (مدیر مدرسہ صدیق اکبرؓ خیر پور ٹامیوالی) حضرت مولانا اطہر شاہ صاحب، مولانا محمد شعیب صاحب، مولانا محمد کلیم اختر صاحب، مولانا محمد بلال معاویہ صاحب، مولانا محمد زبیر صاحب (پی۔ایچ۔ڈی)، مولانا محمد ابوبکر شجاع آبادی، مولانا محمد عمران صاحب، مولانا محمد شعیب ظفر صاحب، بھائی محمد سلیم مہر صاحب اور بھائی صاجزادہ محمد صاحب اور دیگر صاجزادگان حضرت ندیم صاحب۔

والسلام

اخوکم فی الدین

محمد عمیر شاہین

صفدریہ اسلامک ریسرچ سنٹر

مکی مسجد ریلوے روڈ میلسی

اسلام کی عظمت کے منارے ہیں صحابہؓ
محبوب الٰہی کے نظارے ہیں صحابہؓ

کیوں حسن وہ عالم نہ ہو قرآن الٰہی پہ
ہیں چاند محمدؐ تو ستارے ہیں صحابہؓ

ہم فخر سے کہتے ہیں کہ ہمارے ہیں صحابہؓ
واللہ ہمیں جان سے پیارے ہیں صحابہؓ

وہ چاند جو روشن ہوا بطحا کے افق پہ
اس چاند کے تابندہ ستارے ہیں صحابہؓ

صحابہؓ معیارِ حق ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَمِ بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهُ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ صلی اللہ تعالیٰ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ مَانَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُo

اما بعد:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی، لا تَتَّخِذُوْاهُمْ غَرَضًا بَعْدِیْ ،فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ، وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِیْ وَمَنْ آذَانِیْ فَقَدْ آذَی اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، وَمَنْ آذَی اللّٰهَ یُوْشَکُ اَنْ یَّاْخُذَهٗ ① صدق اللہ مولانا العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علیٰ ذالک لمن الشاهدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین

---

① فضائل الصحابہؓ للامام احمد بن حنبل ص 48-49 ج 1 مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت 1983ء
مشکوٰۃ شریف للامام ولی الدین ص 554 ج 2۔ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ جامع مسجد دہلی 1932ء
جامع ترمذی للامام محمد بن عیسیٰ الترمذی ص 225 ج 2۔ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

تمہیدی کلمات

- انتہائی لائق صد تعظیم وتکریم!
- اکابر علماء کرام!
- واجب الاحترام!
- برادران اسلام!
- قابل صد احتشام بزرگو!
- دوستو اور بھائیو!

کائنات میں دو جماعتیں ہیں جن کا انتخاب اللہ نے کیا ہے

کائنات میں دو جماعتیں ہیں...... جن کا اللہ نے انتخاب کیا ہے...... یہ اللہ کا چناؤ ہیں سب سے پہلی جماعت انبیاء علیہم السلام کی ہے...... اور دوسری جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہے...... کوئی نبی اپنی مرضی سے نبی نہیں بنتا...... خواہ کوئی ہزار سال عبادت کرے...... ریاضت کرے ...... مجاہدے کرے ...... تسبیحیں پڑھے ...... چلے کاٹے ...... رٹے لگائے ذکر واذکار کرے...... پوری زندگی عبادت وریاضت میں گزار دے...... میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا وہ شخص نبی بن سکتا ہے؟ (نہیں)

جیسے نبوت خدا کا انتخاب ہے اسی طرح صحابیت بھی خدا کا انتخاب ہے

نبی بنتا نہیں نبی کو رب چنتا ہے...... اور جب اللہ کسی کا انتخاب کرتے ہیں...... اللہ جب کسی کو چنتے ہیں تو اس کی تقدیر کا فیصلہ ہوتا ہے...... اللہ نے جناب نوحؑ پر نبوت کا تاج رکھا ہے...... بیٹا جہنم کا ایندھن بنا ہے۔

ابراہیم خلیل، اللہ کے مقرب اور خلیل بنے ہیں...... باپ جہنم کی آگ میں گیا ہے اللہ نے جب انتخاب کیا ہے...... آمنہ کے در یتیم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ختم نبوت کا تاج رکھا ہے...... سگا چچا جہنم کا ایندھن بنا ہے تو نبی اگر کوئی اپنی مرضی سے بنتا...... تو یقیناً عبادت اور ریاضت کے حوالے

سے ان میں سے ہر شخص نبوت کے تاج سے سرفراز ہو جاتا۔

لیکن نبی بنا نہیں کرتے نبی کو رب چنتا ہے اور جب اللہ نے یہ چننے کا سلسلہ شروع کیا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا...... اب کروڑوں قیامتیں برپا ہو سکتی ہیں...... اس دھرتی پہ کوئی نیا نبی بن کر نہیں آ سکتا...... جیسے نبوت خدا کا انتخاب ہے...... ایسے مقام صحابیت بھی خدا کا انتخاب ہے...... صحابی رضی اللہ عنہ بھی اپنی مرضی سے کوئی نہیں بنتا...... صحابی رضی اللہ عنہ کو بھی اللہ چنا کرتے ہیں۔ ①

پوری کائنات کے ولیوں کی عبادت بلالؓ کی ایک نگاہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی

اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے...... میرے اکابر و اسلاف کا یہ عقیدہ ہے...... ایک شخص ہزار سال عبادت کرے

- ریاضت کرے
- مجاہدہ کرے
- تسبیحیں پڑھے
- چلے کاٹے
- رٹے لگائے
- ذکر واذکار کرے

کروڑوں عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہوں...... لاکھوں جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ہوں...... ہزاروں بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ہوں...... عربوں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہوں...... پوری دنیا کے غوث قطب ابدال ولی اکٹھے ہو جائیں...... ان کی ولایتوں ریاضتوں اور مجاہدوں کو جمع کر دیا جائے...... اکیلا بلالؓ جو شکل کا سانولہ اور کالا ہے...... سادے سے کپڑے پہن کر مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر اشھد ان محمد رسول اللہ کہتے ہوئے اپنی نگاہ کھول کر...... جب پیغمبرؐ کے رخ اطہر پہ ڈالتا تھا...... پوری کائنات کے ولیوں کی عبادت...... بلالؓ کی اس ایک نگاہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی ②...... توجہ

---

① حضرت ندیم صاحب نے حدیث کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ استدلال کیا ہے جسکو علامہ ذہبیؒ نے اپنے رسالہ ''الکبار'' میں صحابہ کرام کے بارے میں حضرت انس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے ان اللہ اختارنی واختارلی اصحابی وجعل لو اصحاباً واخوانا واصهاراً وسیحئی قوم بعد هم یعبونهم وینقضونهم فلاتواکلوهم ولا تشاورهم ولا تناکحوهم ولا تصلوا علیه ولا تصلوا معهم

② حضرت ندیم صاحب کا استدلال اس حدیث سے ہے لاتسبوا احداً من اصحابی فان احدکم لو انفق مثل أُحد ذهباً مادرك مد احدهم ولا نصيفه واللفظ المسلم (عن ابی سعید صحیح مسلم ص310 ج2/مشکوۃ ص553 ج2/فضائل الصحابہؓ للامام احمد بن حنبل ص51 ج1 ترمذی ص225 ج2) مطبوعہ قدیمی کراچی۔

سے میری بات کو سمجھنا ... اس لئے کہ یہ ولی جب ولایت کے منصب پر آتا ہے

- ولایت ایک کسب اور محنت ہے۔
- قاری قرآن پڑھتا ہے محنت کرتا ہے۔
- مجتہد اجتہاد کے میدان میں پہنچتا ہے ایک محنت کرتا ہے۔
- فقیہ فقاہت کا مقام حاصل کرتا ہے ایک محنت کرتا ہے۔
- محدث علم حدیث میں کمال حاصل کرتا ہے ایک محنت کرتا ہے۔
- مفسر شیخ التفسیر بنتا ہے ایک محنت کرتا ہے۔
- عالم علم حاصل کرتا ہے محنت کرتا ہے۔

صحابی بنتا نہیں رب چنتا ہے

کوئی شخص

- (بی۔اے) B.A.
- (ایل ایل بی) L.L.B.
- (پی ایچ ڈی) P.H.D.
- (ایم اے) M.A.

کی ڈگری حاصل کرتا ہے وہ محنت کرکے اس مقام پر پہنچتا ہے ... اور صحابیت محنت کا مقام نہیں کہ محنت سے حاصل ہو یہ اللہ کی عطا ہے ... رب نے جس کو نبی کی صحبت کے لیے ... پیغمبرؐ کی یاری کے لئے ... نبوت کے پیار کے لیے ... پیغمبر علیہ السلام کی وفاداری کے لیے ... اللہ نے جن کو چاہا ہے چنا ہے ... جیسے نبی رب کا انتخاب ہے ...... ایسے صحابی بھی رب کا انتخاب ہے ... کوئی شخص اپنی مرضی سے صحابی نہیں بنا ...... اگر اپنی مرضی سے صحابی کوئی ہوتا ... عبداللہ ابن سلول رئیس المنافقین صحابی بنتا ... اپنی مرضی سے کوئی صحابی بنتا تو ابوجہل ابولہب کو اعزاز ملتا ... اپنی مرضی سے کوئی صحابی بنتا تو کعب ابن اشرف بنتا ...... اس سے

پتہ چلتا ہے صحابی بنتا نہیں ...... صحابی کو رب چنتا ہے۔①

اللہ کے انتخاب پر تنقید کرنے والا کافر ہے

جب رب نے چنا ہے ...... ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بنوتمیم سے چنا ہے ...... عمر رضی اللہ عنہ کو بنوعدی سے چنا ہے ...... عثمان رضی اللہ عنہ کو بنوامیہ سے چنا ہے ...... علی کو بنوقریش سے چنا ہے ...... سلمان کو فارس سے چنا ہے ... ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یمن سے چنا ہے ...... ابوذر رضی اللہ عنہ کو قبیلہ غفار سے چنا ہے بلال رضی اللہ عنہ کو حبشہ سے چنا ہے ... جب رب نے انتخاب کیا ہے عربی نہیں عجمی ہے سید نہیں حبشی ہے ... گورا نہیں کالا ہے ... خوبصورت نہیں سانولا ہے ... اپنا نہیں پرایا ہے ...... قریب کا نہیں دور کا ہے ... گھر کا نہیں باہر کا ہے ... مگر انتخاب خدا کا ہے ...... نگاہ مصطفیٰ کی پڑی ہے ...... چلتا زمین پہ ہے پاؤں کے کھٹکے جنت میں سنائی دیتے ہیں۔

- نبوت کس کا انتخاب ہے (اللہ کا)
- صحابیت کس کا انتخاب ہے (اللہ کا)

پھر ایک بات اور سن لو ...... جب آپ نے یہ کہہ دیا ہے کہ یہ اللہ کا انتخاب ہے ...... تو جس کو اللہ چنے ...... جو رب کا انتخاب ہو ...... اس پر تنقید کا کسی کو حق نہیں ... جو اللہ کا چناؤ ...... ہو جو اللہ کا انتخاب ہو ... اللہ کے انتخاب پر تنقید کرنے والا کافر ہوتا ہے۔ (بے شک)

اور میں اس کی وجہ بتاتا ہوں اختلافی بات نہیں حقیقت کہہ رہا ہوں کہ پوری امت کا اس پر اتفاق ہے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ عالم الغیب ہے ... مسلمانوں کا عقیدہ ہے اللہ علیم

---

① اس بات کی تائید حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے ان اللہ نظر فی قلوب العباد فاختار محمداً صلی اللہ علیہ وسلم فبعثہ برسالتہ وانتخبہ بعلمہ ثم نظر فی قلوب الناس بعدہ فاختار اللہ لہ اصحاباً فجعلهم انصار دینه ووزراء نبیه صلی اللہ علیہ وسلم فما راہ المومنون حسناً فهو عند اللہ حسن وما راہ المومنون قبیحاً فهو عند اللہ قبیح (ترجمہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے قلوب پر نظر ڈالی پس اللہ نے حضرت محمد ﷺ کو چن لیا اور آپ کو پیغام دے کر بھیجا اور آپ کو خوب جان کر منتخب فرمایا، پھر آپ کے بعد اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے قلوب پر دوبارہ نگاہ ڈالی پس اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کیلئے کچھ ساتھی چن لئے جن کو اللہ نے اپنے دین کا مددگار بنایا ہے۔ لہٰذا جس چیز کو مومنین کاملین اچھا سمجھیں تو وہ عند اللہ بھی اچھی ہے اور جس چیز کو یہ مومنین برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بری ہے (حلیۃ ابی نعیم ص375 ج1 مطبوعہ مصر اور وہ مثلاً ابن عبدالبر فی الاستیعاب ص9 ج1)

بذات الصدور ہے ...... مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پوری کائنات کے علوم پہ ہادی اور واقف ہے ...... جب رب کسی کو نبوت کے لئے چنتا ہے اللہ اس کے دل کو دیکھتے ہیں پھر اس کا انتخاب کرتے ہیں۔

نبوت صرف معصوم ہے صحابہؓ محفوظ و مغفور ہیں

اللہ کے انتخاب پر تنقید کرنے والا یہ کہنا چاہتا ہے ...... معاذ اللہ ...... وہ اللہ کے علم کا انکار کرتا ہے ...... کہ اللہ کو پتہ نہیں تھا کہ ایسے آدمی کو نبی چن لیا ...... رب کو پتہ نہیں تھا کہ کیسے آدمی کو صحابی بنا دیا ہے ...... یہ اللہ کے علم کا منکر ہے ...... جو اللہ کے انتخاب پہ تنقید کرتا ہے وہ اللہ کی قدرت کاملہ کا منکر ہے ...... کہ رب کے اختیار میں نہیں تھا ...... کہ کسی اچھے آدمی کو چنتا غلط آدمی کو چن کر خدا نے معاذ اللہ محمد ﷺ کے پاس بھیج دیا ہے ...... جو اللہ کے انتخاب پہ تنقید کرتا ہے وہ اللہ کے فیصلے کا منکر ہے ...... کہ گویا رب نے اچھا فیصلہ نہیں کیا ...... اور جو اللہ کے علم کا قائل نہ ہو ...... جو اللہ کی تقدیر کا قائل نہ ہو جو اللہ کے فیصلے کا قائل نہ ہو ...... وہ مسلمان نہیں ہوتا وہ کافر ہوتا ہے۔

میرے دوستو ......!

ہر نبی کس کا انتخاب ہے؟ (اللہ کا)

ہر صحابی کس کا انتخاب ہے؟ (اللہ کا)

اور نبی جسے رب چنتا ہے ...... وہ گناہوں سے معصوم ہے ①...... گناہوں سے معصوم کا معنیٰ کیا ہے اس کو آسان لفظوں میں سمجھو! کہ صرف گناہوں سے پاک نہیں ...... بلکہ معصوم کا معنیٰ ہے کہ یہ گناہوں کے قریب نہیں جاتا ...... اور گناہ اس کے قریب نہیں آتا ...... انبیاء کے سوا کائنات

---

① مسئلہ عصمت انبیاء اہلسنت والجماعت کے یہاں اجماعی مسئلہ ہے کہ انبیاء سب کے سب معصوم ہیں وقال جمھور من اصحاب مالک وابی حنیفة والشافعی وانھم معصومون من الصغائر امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے اصحاب میں سے جمہور فقہاء نے کہا ہے کہ انبیاء صغائر یعنی چھوٹے گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں (قرطبی ص 308 ج 1) امام ابوحنیفہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں والانبیاء علیھم السلام کلھم منزھون عن الصغائر والکبائر۔ اور انبیاء ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ علامہ سعد تفتازانی شرح عقائد نسفیہ میں لکھتے ہیں انھم معصومون من الکفر قبل الوحی وبعدہ بالاجماع بیشک انبیاء وحی سے پہلے اور وحی کے بعد ہر حالت میں کفر سے معصوم ہیں اور اس پر اجماع ہے (شرح عقائد نسفیہ ص 102)

میں کوئی معصوم نہیں ...... نہ کوئی پانچ معصوم ہیں ...... نہ بارہ معصوم ہیں ...... نہ چودہ معصوم ہیں ...... معصوم صرف نبوت ہے ...... اور غیر نبی یعنی جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم جو اللہ کا انتخاب ہے یہ معصوم تو نہیں ...... لیکن یہ محفوظ بھی ہیں اور مغفور بھی ہیں۔

محفوظ اور مغفور کی وضاحت

محفوظ کا معنیٰ یہ ہے کہ گناہ کی صلاحیت تو ہے کہ انسان جو ہے ...... اور محفوظ کا معنیٰ یہ ہے کہ جیسے ایک چھوٹا سا بچہ ہے ...... فطرتاً اس میں شرارت کا مادہ ہے ...... کہ وہ چھوٹا بچہ شرارتیں کر سکتا ہے ...... لیکن ...... وہ بیٹا جب باپ کے ساتھ چل رہا ہے باپ نے اس بچے کی انگلی پکڑی ہوئی ہے وہ جہاں بیٹھتا ہے ...... اپنے ساتھ اس کو بٹھاتا ہے ...... جہاں جاتا ہے اسے اپنے ساتھ لے کر جاتا ہے ...... اب ایمانداری سے تم بتاؤ کہ یہ بچہ اس حالت میں اب شرارت کر سکے گا؟ ...... نہیں۔

کیوں؟ ...... اس لئے کہ اب باپ کے ہاتھوں میں محفوظ ہے ...... بیٹے کی انگلی باپ پکڑ لے تو یہ گناہ سے بچ جائے ...... اور جس کا ہاتھ نبی کے ہاتھ میں آئے ...... وہ گناہوں سے کیوں نہ بچے؟ ...... اس لئے سارے کے سارے صحابہ محفوظ ہیں ...... محفوظ کا معنیٰ یہ ہے کہ جب پیغمبر کے ہاتھ میں آ گئے ...... نبی کی نگاہ میں آ گئے ...... پیغمبر کی مجلس میں آ گئے ...... ادھر سے رب نے چنا ...... اُدھر سے نگاہِ نبوت کی تاثیر آئی اب پھر رب نے خود کہا

اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اُولٰئِکَ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ اُولٰئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ

اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ اُولٰئِکَ حِزْبُ اللّٰہ

رب کو کہنا پڑا

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ

محمدؐ تیرے یار تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر ہیں ...... تیرے یار کامیاب و کامران ...... تیرے یار مجھ رب کی جماعت ...... محبوب تیرے یار جو ہیں میں ان پر راضی ہوں ...... وہ مجھ رب پہ راضی ہیں۔ یہ کیا ہیں؟ محفوظ ...... دوسرا جملہ میں نے کہا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ کی امان میں اور رسولؐ اللہ کی حفاظت میں تھے

اس مسئلہ کو سمجھانے کے لئے بہت ساری مثالیں دی جاسکتی ہیں کہ..... اللہ کے نبیؐ کے زمانہ میں پاکیزہ دور تھا شریعت نے ایک حکم دے دیا..... کہ زانی زنا کرے تو اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو رجم کر دو پتھر مارو اب ظاہر ہے کہ نبوت کا قرب ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کی نبوت کا دور ہے اس دور میں کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ کوئی زنا کرے..... آج کوئی آدمی کسی اللہ والے کے پاس جا کر بیٹھے تو اس اللہ والے کی نگاہ کی اتنی تاثیر ہوتی ہے..... کہ یہ آدمی گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے چہرہ پہ داڑھی رکھ لیتا ہے نمازوں کا اہتمام کر لیتا ہے۔

پندرہ صدیوں بعد کسی اللہ والے کی مجلس میں بیٹھنے سے قرآن وسنت کو تو سمجھنے سے اتنا اثر ہوا اور جو نبی کی محفل میں بیٹھے ہونگے..... ان پہ کتنا اثر ہوا ہوگا..... اب ان سے گناہ ہوتا نہیں اس لئے کہ وہ تو اللہ کی امان میں ہیں اور پیغمبر کی حفاظت میں ہیں..... لیکن بعض واقعات اللہ کی تقدیر کے فیصلے کے تحت اس لئے ہوئے کہ..... اگر اس وقت وہ صادر نہ ہوتے تو قیامت تک کے لئے وہ چیزیں قانون نہ بنتی۔

کیا وہ لوگ انسان نہیں تھے؟

مثال کے طور پر! اگر نبوت کے زمانہ میں کوئی آدمی زنا کے معاملہ میں ملوث نہ ہوتا اور بعد میں کوئی ہو جاتا اور اس کو پکڑ کر لایا جاتا اور کہا جاتا کہ قرآن کے قانون کے تحت اس کو رجم کرو قرآن کے قانون کے تحت اس کو سنگسار کرو تو لوگ کیا کہتے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا وہاں تو کسی کو سنگسار نہیں کیا گیا کیا وہ لوگ انسان نہیں تھے؟ تو اس کو اب کیوں سنگسار کیا جا رہا ہے۔ لہذا کوئی اجازت نہیں ہے اور کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کو سنگسار نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت ماعز الاسلمی رضی اللہ عنہ کا ایمان افروز واقعہ

اب ظاہر ہے کہ پیغمبر معصوم ہے۔ اس سے غلطی نہیں ہوتی، اور صحابہ محفوظ ہیں..... نبی ﷺ کی امان میں ہیں اب اس قانون کو قیامت تک کے لیے امت پہ نافذ کرنے کے

لئے ایک صحابی رسول حضرت ماعز الاسلمی رضی اللہ عنہ کو ایک واقعہ پیش آیا..... ان سے غلطی ہو گئی خود آ کر کہا محبوبؐ مجھ سے غلطی ہوئی ہے..... مجھے سزا دی جائے۔①

اے اللہ کے رسول مجھے پاک کیجئے مجھ پر حد نافذ کیجئے

ایک عورت پیش ہوئی ہے آ کر کہتی ہے..... کہ اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے پاک کیجئے..... مجھ پر حد نافذ کیجئے..... حضور ﷺ رخ موڑ لیتے ہیں..... دوسری طرف سے آ کے کہتی ہے محبوب مجھ پہ حد نافذ کیجئے..... مجھ سے غلطی ہوئی ہے محبوب پھر رخ موڑ لیتے ہیں..... پھر آ کر کہتی ہے..... پھر آقا رخ موڑ لیتے ہیں چار مرتبہ کہنے کے بعد اللہ کے نبی ﷺ پھر فرماتے ہیں کہ یہ کہیں پاگل تو نہیں ہو گئی..... بھول تو نہیں گئی..... یہ کہہ کیا رہی ہے؟ پھر اس عورت کو اللہ کے نبی ﷺ نے ٹالنے کی کوشش کی..... ابھی جا ممکن ہے اگر تیری اس غلطی کی وجہ سے تجھے حمل ہو گیا ہو تو..... تجھے اسلام سزا اس لئے نہیں دیتا کہ حمل سے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کا بھی قتل لازم ہو جائے گا۔

لہذا ابھی چلی جاؤ..... آ کر پھر بتانا وہ ایک مدت کے بعد آتی ہے..... اور آ کر حضور ﷺ کو کہتی ہے..... کہ آقا واقعی میں حاملہ ہوں..... فرمایا حمل گزار لینے کے بعد آنا پھر وہ عورت وضع حمل کے بعد بچہ اٹھائے ہوئے آتی ہے اور کہتی ہے کہ..... محبوبؐ اب مجھے پاک کر دیجئے اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ..... یہ بچہ ابھی ماں کا دودھ پی رہا ہے دو سال تک ماں کا حق ہے کہ..... وہ اپنے بچہ کو دودھ پلائے..... آقا فرماتے ہیں کہ دو سال کے بعد آنا اب وہ عورت دو سال کے بعد آتی ہے..... اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا ہے اور وہ بچہ کو دیتی ہے وہ اسے چبا رہا ہے کہتی ہے محبوب ﷺ بچہ اب روٹی خود کھا لیتا ہے..... اب تو مجھے پاک کر دیجئے۔②

بہاولنگر کے دوستو!

آج مجھ سے گناہ ہو جائے..... میری بیٹی سے گناہ ہو جائے بہن بھائی سے گناہ ہو جائے..... میں پردہ ڈالوں گا میں اور آپ اپنے عیبوں پر پردہ ڈالیں گے..... ادھر اس صحابیہؓ

---

① ترمذی ص395 ج1 مطبوعہ رحمانیہ لاہور/ ابوداؤد ص259 ج2/ صحیح مسلم ص68 ج2

② ابوداؤد ص261 ج2/

کے تقدس کا کون مقابلہ کرے..... کہ ایک گناہ ہوگیا..... پیغمبر ﷺ ایک طرف رخ موڑ لیتے ہیں وہ پھر بھی اقرار کرتی ہے..... پیغمبر ﷺ نے دوسری طرف رخ موڑ لیا پھر بھی اس نے اقرار کیا..... پیغمبر ﷺ نے تیسری طرف طرف رخ موڑ لیا پھر بھی اس نے اقرار کیا..... پیغمبر ﷺ نے چوتھی طرف، پنا منہ مبارک موڑا پھر بھی اقرار کیا..... پھر بچہ کو لے کر آئی پھر بھی اقرار کیا..... دو سال دودھ پلانے کے بعد سے نو مہینے کا پہلے وقفہ گویا تین سال تک اس عورت کو سکون نہیں آیا کہ..... رب کا قانون جب تک مجھ پہ نافذ نہیں ہوتا تو میں قیامت کے دن نجات کیسے حاصل کروں گی..... اس لئے میں چاہتی ہوں..... کہ مجھے دنیا میں سزا مل جائے..... میں اللہ کے دربار میں مجرم بن کر نہ جاؤں..... آج کیا کسی کے دل میں اتنا تقویٰ ہے کہ اپنے گناہ کو اس انداز میں کسی کے سامنے ظاہر کر کے کہے کہ مجھے سزا دی جائے..... ارے یہ کسی کو طاقت نہیں..... ہم تو اپنے عیبوں پر پردہ ڈالتے ہیں..... اپنے گناہوں کو چھپا کر دنیا کے سامنے پاک صاف بنتے ہیں۔ ①

تم اسکی توبہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے

ایک روایت میں آتا ہے!

جب حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نے سچی توبہ کی..... تو آپ ﷺ نے فرمایا!..... اس نے ایسی توبہ کی ہے..... کہ اگر اس کی توبہ کو پوری دھرتی پر تقسیم کر دیا جائے..... تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کی وجہ سے پوری انسانیت کے گناہوں کو معاف کر دیں گے..... اس کی اتنی بڑی توبہ ہے کہ تم اس توبہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ②

قیامت کے دن میں رب نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بخشنے کا فیصلہ کر دیا

ارے جس صحابی کو رب کا اتنا خوف ہو تو یقیناً وہ مغفور ہے..... دین میں قانون تو پورا ہوا ہے..... لیکن قیامت کے دن میں رب نے ان کو بخشنے کا فیصلہ کیا ہے..... رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

① اس عورت نے جب توبہ کی تو حضور ﷺ نے فرمایا لقد تابت توبة لو تابها صاحب مكس لغفر له ثم امر بها فصلى عليها مسلم ص68 ج2 ترمذی میں الفاظ یوں ہیں لقد تابت توبة لو قسمت بين سبعين من اهل المدينة وسعتهم (ترمذی ص397 ج1)

② استغفروا لماعز بن مالك لقد تاب توبةً لو قسمت بين أمةٍ لوسعتهم (صحیح مسلم ص68 ج2)

وَرَضُوا عَنْهُ، اللہ کہتا ہے میں ان پر راضی ہوں اور یہ مجھ پہ راضی ہیں..... ایسی ہستی پہ کسی کو تنقید کرنے کا حق نہیں ہے۔

صحابہ سے محبت کرنا نبی ﷺ سے محبت کی علامت ہے

حضور ﷺ نے فرمایا!..... اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ..... اس کا معنی ہے لوگو میں محمد ﷺ تمہیں رب کا واسطہ دیتا ہوں..... میں محمد ﷺ تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں فِيْ اَصْحَابِيْ میرے یاروں پر تنقید نہ کرنا فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ ان سے محبت کرنا..... یہ میری محبت کی علامت ہے..... ان سے دشمنی کرنا میری دشمنی کی نشانی ہے..... یہ میرے یار ہیں..... ان کو کچھ نہ کہنا..... اس عقیدے کو سمجھانے کے لئے ایک مثال دیتا ہوں..... کہ کسی آدمی سے میری دوستی ہو..... میرا تعلق ہو..... اب کوئی آدمی ان کے خلاف زبان مارے..... میں اسے بڑا کچھ سمجھاؤں گا..... سمجھانے کے بعد آخری بات یہ کہوں گا..... کہ یار! رب دا ناں ہے تو میڈے یار نوں کچھ نہ کہویں..... آدمی منت کر کے اللہ کا واسطہ اس وقت دیتا ہے..... جب کہ غلط زبان استعمال کرنے والا..... انتہا کو پہنچ جائے اور اگلے آدمی کو چپ کرانا ہو۔

حضور ﷺ نے صحابہؓ کے فضائل و مناقب بیان کیے فرمایا..... تم اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرو..... یہ میرے صحابہؓ ایک مٹھی جَو خرچ کریں..... ان کی ایک مٹھی جَو کے برابر تمہارے سونے کا خرچ نہیں پہنچ سکتا..... تم ساری زندگی عبادت کرو..... یہ میرے صحابہؓ اس مقام کی عبادت نہ کریں..... تب بھی تم ان کے مقام کو نہیں پہنچ سکتے۔

قیامت کے دن میرے اور آپ کے فیصلے اعمال کی بنیاد پر ہونگے..... نمازیں دیکھی جائیں گی..... روزے دیکھے جائیں گے..... حج زکوٰۃ وصدقات وعطیات وخیرات دیکھے جائیں گے..... لیکن صحابہؓ کا عمل نہیں..... بلکہ نبی کی یاری اور نسبت دیکھی جائے گی..... اللہ محمدؐ کی یاری کی وجہ سے ان کو کچھ نہیں کہیں گے..... حضور ﷺ نے فرمایا..... لوگو! جب رب میری نسبت کا احساس کرتا ہے تو میں محمدؐ تمہیں منت کر کے کہتا ہوں..... کہ میرے یاروں کو وفاداروں کو جانثاروں کو کچھ نہ کہنا..... میں محمدؐ اللہ کا تمہیں واسطہ دیتا ہوں کہ میرے صحابہؓ کو تنقید کا نشانہ..... نا..... بنانا..... ان کی محبت میری محبت کی علامت ہے..... ان کی دشمنی میری دشمنی کی نشانی ہے۔

صحابہ ﷺ نبوت کے موقع کے گواہ ہیں

میرے دوستو......! جب اس مقام کی ساری جماعت ہے کسی صحابیؓ پہ تنقید کا حق کسی کو نہیں ① اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ...... صحابہ ﷺ نبوت کے موقع کے گواہ ہیں...... اور موقع کے گواہ پر جرح ہو جائے...... اور یہ ثابت ہو جائے کہ یہ آدمی جھوٹا ہے...... ایمان داری سے بتاؤ کیس چل سکتا ہے؟ (نہیں)...... ارے!

- ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ — جرح ہو جائے
- عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ — جرح ہو جائے
- عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ — جرح ہو جائے
- حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ — جرح ہو جائے
- ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ — جرح ہو جائے
- بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ — جرح ہو جائے
- سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ — جرح ہو جائے
- نبی کے صحابہ اہل بیت پہ — جرح ہو جائے۔

تو بتاؤ کہ قیامت تک اسلام کا کیس کیسے چلے گا؟...... اسلام کے مقدمہ میں موقع کے گواہ یہی صحابہؓ ہیں۔

① پوری امت کا اجماع ہے کہ جماعت صحابہؓ سب کے سب پاک باز اور عادل ہیں صحابہ کی عدالت و ثقاہت پر قطعی دلائل موجود ہیں بلا چون و چرا ان کو عادل تسلیم کرنا ضروری ہے۔ راوی غیر صحابی کی عدالت کے متعلق تو چھان بین ہوگی مگر صحابہؓ کی عدالت میں تفتیش نہیں ہوگی، صحابہ کی عدالت دیگر عام رواۃ کی طرح نہیں ہے، اور صرف روایت حدیث ہی میں نہیں بلکہ دوسرے معاملات زندگی میں بھی وہ عدالت کی صفت سے متصف ہیں، فسق کی صفت سے متصف نہیں ہو سکتے اگر ان کی عدالت مجروح ہو تو پھر اعتماد کامل کیسے ہو سکتا ہے جبکہ صحابہ کرامؓ دین کے ستون ہیں اسلئے ان پر جرح و تعدیل نہیں ہوگی۔ چنانچہ علامہ ابن اثیر جزریؒ کا فرمان ہے الصحابة يشاركون سائر الرواة في جميع ذالك الا في الجرح والتعديل فانهم كلهم عدول لا يتطرق اليهم الجرح لان الله عزوجل ورسوله زكياهم وعدلاهم وذلك مشهور لا يحتاج لذكره (ترجمہ) صحابہ کرام سب امور میں عام رواۃ کی صفات (حفظ و اتقان وغیرہ) میں شریک ہیں مگر جرح و تعدیل میں نہیں کیونکہ وہ سب کے سب عادل ہی ہیں۔ ان پر جرح کی کوئی سبیل نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ان کو پاک صاف اور عادل قرار دیا ہے اور یہ مشہور چیز ہے جس کے ذکر کی حاجت نہیں (اسد الغابة في معرفة الصحابه ص3 ج1)

- نبوت کے خدوخال کے — گواہ یہی صحابہؓ ہیں۔
- نبوت کی صبح شام کے — گواہ یہی صحابہؓ ہیں۔
- نبوت کے دن و رات کے — گواہ یہی صحابہؓ ہیں۔

قرآن وحدیث کو سمجھنے کا معیار نبی کے صحابہؓ ہیں

اس لئے ان گواہوں کے تقدس کی حفاظت کرنا ہمارے اوپر لازم ہے...... کیونکہ قرآن کو سمجھنے کا معیار نبی ﷺ کی جماعت صحابہؓ ہیں...... جیسے ان لوگوں نے سمجھایا ہے اس طریقے سے دین کو سمجھو...... تو مسلمان رہو گے...... اگر آپ اپنے دماغ سے سمجھنے کی کوشش کرو گے...... تو گمراہ ہو جاؤ گے...... صحابہؓ کا معیار کیا ہے؟ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ان کے ایمان کی طرح ایمان ہے تو تم کامیاب و کامران ہو۔

مقام صحابیت پر کسی کو اعتراض کا حق نہیں

میرے دوستو......!

صحابیت کا اعزاز اتنا بڑا ہے...... یہ منصب اور مقام اتنا بڑا ہے...... کہ اس پر کسی کو تنقید کا حق نہیں اگر ان پر جرح ہو جائے...... تو ایمان سلامت نہیں رہتا...... مقدمہ سلامت نہیں رہتا...... دین سلامت نہیں رہتا...... اب اتنی بڑی جماعت ہے...... اس لئے ہمارے دین سمجھنے کا معیار صحابہؓ ہیں ①...... قرآن فرماتا ہے فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا اگر صحابہ کی طرح

① حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد فرامین صحابہؓ معیار حق ہیں موجود ہیں
(۱) ما انا علیہ واصحابی عن عبداللہ بن عمرؓ (ترمذی ص93 ج2/ مشکوۃ ص30 ج1)
(۲) اصحابی کالنجوم عن عمرؓ (مشکوۃ ص554 ج2) عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عن عرباض بن ساریةؓ مشکوۃ ص30 ج1/ ترمذی
مزید دیکھئے
(۳) عن ابی سعید خدری مسلم ص310 ج2/ (۴) عن عمر بن الخطابؓ مشکوۃ ص554 ج2/
(۵) عن جابرؓ ترمذی ص225 ج2/ (۶) عن عبداللہ مسلم ص309 ج2/
(۷) عن انسؓ مشکوۃ ص554/ (۸) عن واثلة بن الاسقع مجمع الزوائد ص20 ج1/
(۹) عن جابرؓ تفسیر قرطبی ص297 ج16، مجمع الزوائد ص16 ج10/ (۱۰) عن عویمؓ تفسیر قرطبیؒ ج16

ایمان لاؤ گے تو ہدایت پاؤ گے **فَقَدِ اهْتَدَوْا** کہا یہ تو ٹھیک نہیں ہم ٹھیک ہیں ..... ان کا حافظہ کمزور تھا ہمارا مضبوط ہے ..... یہ نبی ﷺ کی نماز نہیں دیکھ سکے ..... ہم دیکھ سکے (معاذ اللہ) اللہ فرماتا ہے **وَإِنْ تَوَلَّوْا** جو ان سے منہ موڑے گا **فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ** وہ شقاق میں ہوں گے۔

جو محمدؐ کے یاروں جیسا ایمان نہیں رکھتا وہ ساری زندگی اپنے سینہ کو پھاڑتا ہے

شقاق کس کو کہتے ہیں؟ شقاق کا لفظ شق سے ہے اور اس کا معنی ہوتا ہے پھاڑنا ..... اللہ فرماتے ہیں ..... کہ جو محمد ﷺ کے یاروں جیسا ایمان نہیں رکھتا **فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ** وہ ساری زندگی اپنے سینہ کو پھاڑتا رہے گا ..... اس کو ہدایت نہیں ملے گی ..... اللہ تعالیٰ ہم سب کو معیار صحابہؓ اور مقام اہل بیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

"وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ"

✿✿✿✿✿✿

اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید

اللّٰھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید

وَلَقَدْ كَانَ فِيْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ
فَاِنْ يَكُ فِيْ اُمَّتِيْ اَحَدٌ فَاِنَّهُ عُمَرُ

ماہ محرم ماہ محترم

شریعت کی زباں رکھتے ہیں ضابطے اُس کے
نبیؐ کی سمت ہی جاتے ہیں سارے راستے اُس کے

شریعت کی زباں رکھتے ہیں روشن ضابطے اس کے
نبیؐ کی سمت ہی جاتے ہیں سارے راستے اس کے

فرشتے بھی جھکا لیتے ہیں سر اس کی عدالت میں
چراغوں کی طرح لو دے رہے ہیں فیصلے اس کے

لرز جاتے ہیں اس کے نام سے کفار کے لشکر
بکھر جاتی ہے شیطانوں کی طاقت ذکر سے اس کے

پہاڑوں کی طرح مضبوط ہے بے داغ شخصیت
جہاں کی وسعتوں میں گونجتے ہیں دبدبے اس کے

اٹھائے ہاتھ اس کے واسطے شاہ دوعالمؐ نے
اسی کو ہیں فقط معلوم سارے مرتبے اس کے

یہ دنیا ان سے اب تک اکتساب فیض کرتی ہے
کتاب نور میں لکھے ہوئے ہیں مشورے اس کے

ماہ محرم......ماہ محترم

اَلْحَمْدُ للهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرَ الْاُمَمِ بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحَکَمِ صلی الله تعالیٰ علیه وعلیٰ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ مَانَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمِ٥

اما بعد!

فَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللهِ وَ خَیْرَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَکُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَه وَکُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ①
وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَر ② عن اسماء بن الحکم قال! سأل رجل علیاً عن ابی بکر وعمر فقال! کانا امینین هادیین مهدیین رشیدین مرشدین مفلحین منجحین خرجاً من الدنیا خمیصین③

---

① مشکوٰۃ ص27 ج2 عن جابرؓ
② کنزالعمال ص11 ج13 عن علیؓ
③ کنزالعمال ص13 ج13

تمہیدی کلمات

- قابل اعزاز وتکریم!
- واجب الاحترام بزرگو!
- دوستو اور بھائیو!

یہ ماہ مقدس ماہ محرم الحرام ہے اسلامی تاریخ کے لحاظ سے محرم الحرام مسلمانوں کے سال کا پہلا مہینہ ہے نئے سال کی آمد پر بحیثیت مسلمان ہونے کے تمام مسلمانوں کو میں مبارک پیش کرتا ہوں اگر چہ یہ مبارک جملہ سن کر آپ خاموش ہی رہے اور یہ سوچنے لگ گئے ہوں گے کہ مولوی نے کیسے موقع پر مبارک باد دی ہے۔

مسلمانوں کے سال کا آغاز محرم الحرام سے ہے

حقیقت واقعہ یہ ہے کہ یہودیوں کا سال جب شروع ہوتا ہے وہ قوم ایک دوسرے کو مبارک پیش کرتی ہے عیسائیوں کا جب سال شروع ہوتا ہے یکم جنوری کو ملک بھر کے اخبارات اس پر ایڈیشن بھی شائع کرتے ہیں وہ ایک دوسرے کو مبارک اور سلامی بھی پیش کرتے ہیں جب سال ہندو قوم کا شروع ہوتا ہے... وہ اس موقع پر ایک دوسرے کو مبارک باد بھیجتے ہیں اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں... جب ہر قوم اپنے سال کی ابتداء پر خوشی کرتی ہے... تو مسلمان بھی نئے سال کی آمد پر ایک دوسرے کو مبارک باد پیش کرتے ہیں ...... اس لئے میں نئے سال کی آمد پر...... آپ سب لوگوں کو مبارک پیش کرتا ہوں۔

محرم کا چاند نظر آتے ہی ایک دوسرے پر تلوار نہیں چلاتے تھے

مگر یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ جب ایک نیا سال شروع ہوتا ہے اور ایک ایسے مہینے سے سال شروع ہو رہا ہے جو مہینہ محرم الحرام کا مہینہ کہلاتا ہے...... محرم یہ عربی زبان کا لفظ ہے اس کا معنی احترام والا مہینہ اور محرم الحرام ان دونوں لفظوں کو ملا دیا جائے تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ ایسا عزت والا مہینہ ایسا احترام والا مہینہ بزرگی والا مہینہ ...... ایسا فضیلت والا مہینہ کہ جس

مہینے کا احترام کرتے ہوئے ہندو، یہودی، عیسائی غیر مسلم مکے کے مشرک بھی ... وہ کام جو اس مہینے کے علاوہ حلال سمجھتے تھے ... ان دنوں ان چیزوں سے رک جایا کرتے تھے...... آپس کے تنازعے ختم کر دیتے تھے اختلافات چھوڑ دیتے تھے ... لڑائیاں ختم کر دیتے تھے... محرم کا چاند نظر آنے کے بعد ایک دوسرے پر وہ تلوار نہیں اٹھایا کرتے تھے صرف یہ کہہ کر کہ احترام کا مہینہ ہے اس مہینے میں ایک دوسرے پر تلوار چلانا جائز نہیں ایک دوسرے کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا جائز نہیں ایک دوسرے سے اختلافات اور لڑائی کرنا جائز نہیں ... تو یہ ایک

- ایسا بابرکت مہینہ ہے جس کا احترام یہودی بھی کرتے ہیں۔
- ایسا بابرکت مہینہ ہے جس کا احترام عیسائی بھی کرتے ہیں۔
- ایسا بابرکت مہینہ ہے جس مہینے کا احترام ہندو قوم بھی کرتی ہے۔
- ایسا بابرکت مہینہ ہے غیر مسلم قومیں اس محرم الحرام کا احترام کرتے ہیں۔

اور حدیث پاک میں آتا ہے... جناب سرور کائنات رسول اللہ ﷺ نے خود اس محرم الحرام کی فضیلتیں بیان فرمائیں ... کہ اللہ کے نزدیک جو چار مہینے سب سے زیادہ احترام والے ہیں جنہیں اشہر حرم کہا جاتا ہے رجب المرجب، ذی القعد، ذی الحج اور محرم، ان چار مہینوں میں ایک مہینہ محرم الحرام کا ہے سال کے بارہ مہینوں میں جو چار مہینے فضیلت والے ہیں... رجب المرجب کا مہینہ، شعبان المعظم کا مہینہ، رمضان المبارک کا مہینہ، محرام الحرام کا مہینہ بھی ہے یہ اتنا بابرکت مہینہ ہے بلکہ آپ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں... اور پوری انسانیت کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو یہ بات آپ کو سمجھ میں آئے گی۔

محرم کے احترام سے وابستہ بڑی نسبتیں ہیں

حدیث کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے عالم انسانیت کی تاریخ کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ... یہ محرم اتنے احترام والا مہینہ ہے......

اللہ نے جب

- آدم علیہ السلام کا خمیر تیار کیا محرم کا مہینہ تھا

- آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا — محرم کا مہینہ تھا
- آدم علیہ السلام کو جب سجدہ کیا گیا — محرم کا مہینہ تھا
- آدم علیہ السلام کے سر پر جب خلافت کا تاج رکھا گیا — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- حضرت یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی چھے ماہ تک طوفان کے چکر لگانے کے بعد جب جبلِ جودی پہ جا کے ٹھہری — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ کے چخے سے جب باہر آئے — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کی بہت بڑی طویل جدائی کے بعد جب ملاقات ہوتی ہے — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- حضرت یوسف علیہ السلام جب تختِ خلافت پر آ کے بیٹھتے ہیں — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر کنارے لگے ہیں — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- اللہ نے جب فرعون کو غرق کیا — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- نمرود جب تباہ ہوا ہے — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے جب اعزازِ نبوت عطا فرمایا — محرم الحرام کا مہینہ تھا

کعبۃ اللہ پر جب غلاف چڑھایا جاتا ہے اور اب بھی وہی حالات ہیں کہ جب غلاف چڑھایا جاتا ہے محرم الحرام کی پہلی تاریخ کو اس احترام والے مہینے میں یہ کام کیا جاتا ہے اور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کریں تب آپ کو وہ باتیں سمجھ میں آ جائیں گی۔

علماء نے لکھا ھے

- اللہ کے پیغمبر نے اپنا سب سے پہلا نکاح سیدہ طیبہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جب کیا — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- پیغمبر کا نکاح سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- پیغمبر کی پیاری بیوی سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا — محرم الحرام کا مہینہ تھا

- ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- رحمت للعالمینؐ کی ہجرت کی طرف منسوب جب سن کی ابتداء کی گئی — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- پیغمبرؐ نے جس مہینے کے فضائل بیان فرمائے ہیں — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- آمنہ کے دُرِّ یتیم نے سلاطینِ عالم کو دعوتِ دین کے خطوط جب لکھے تھے — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- پیغمبرؐ نے زکوٰۃ کی وصولی کے لئے جب عاملین متعین فرمائے تھے — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- زکوٰۃ کے تفصیلی احکام جب اللہ نے نازل کئے ہیں — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں زکوٰۃ کے منکروں کا جب قلع قمع ہوا — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں جب قادسیہ فتح ہوا — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- جب ایران فتح ہوا — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- جب قبرص پر مسلمانوں نے فتح حاصل کی — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- جب مصر میں سب سے پہلے اسلامی سلطنت قائم ہوئی اس وقت — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- امیر المومنین خلیفۃ المسلمین پیغمبر کے دوسرے جانشین مرادِ پیغمبر دامادِ حیدر سیدنا فاروق اعظمؓ جب جامِ شہادت نوش کرتے ہیں — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- حضرت عثمان ابن عفانؓ جب برسرِ اقتدار آئے اور خلیفہ بنتے ہیں — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- حضرت علی ابن ابی طالبؓ جب منصبِ خلافت پہ تشریف لاتے ہیں — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- تاریخِ انسانیت کا مطالعہ کیجئے حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر کے جب ان کو امارت سپرد کی — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- تاریخ یہ بتاتی ہے کہ قسطنطنیہ جب فتح ہوا — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- کربلا کے ریگزاروں میں حسینؓ ابن علیؓ نے بہتر (۷۲) جانثاروں سمیت جامِ شہادت نوش کیا — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- کربلا کے میدان میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ مسنہ حسن ابن علی رضی اللہ عنہ کے بچے کا نکاح حضرت سیدنا حسینؓ ابن علیؓ کی شہزادی کے ساتھ ہوا — محرم الحرام کا مہینہ تھا

- حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا نکاح حیدر کرارؓ کے ساتھ ہوا — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- حضرت ام کلثومؓ کا نکاح سیدنا عثمانؓ ابن عفان کے ساتھ ہوا، محرم الحرام کا مہینہ تھا

ارے اگر عرب سے ہٹ کر آپ پوری اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں آپ کو معلوم ہوگا

فقہاء احناف میں

- امام طحاوی ؒ کا جب انتقال ہوا — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- محدث کبیر ابوداؤد ؒ کا جب انتقال ہوا — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- برصغیر کی تاریخ پر نگاہ دوڑائیں دارالعلوم دیوبند جب قائم ہوا — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- انور شاہ کشمیری ؒ کا جب انتقال ہوا — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- پاکستان کی تاریخ کا سب سے پہلا نیک اور صالح وزیر اعظم لیاقت علی شہید جب جام شہادت نوش کرتا ہے — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- خیر پور ٹامیوالی کی سرزمین پر...... ایک سید منظور احمد شاہ ہمدانی ؒ جام شہادت نوش کرتا ہے — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- امروٹ کی سرزمین پر...... ایک عظیم پیرزادہ سید منیر شہید ؒ جب جام شہادت نوش کرتا ہے — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- جھنگ کی سرزمین پر...... باب عمر کی حفاظت میں سترہ نوجوانوں نے یکے بعد دیگرے جام شہادت نوش کیا — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- جرنیل ضیاء الحق نے جب جام شہادت نوش کیا — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- بے نظیر حکومت کا جب تختہ الٹا — محرم الحرام کا مہینہ تھا
- کل جب قیامت ہوگی تو — محرم الحرام کا مہینہ ہوگا

ماہ محرم کا احترام غیر مسلم بھی کرتے ہیں

محرم اپنی ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے پندرہ سو سال کے تاریخی واقعات سامنے رکھیں

اتنے بڑے احترام والا مہینہ قدر و منزلت والا مہینہ فضیلت اور تقدس والا مہینہ۔

- جس مہینے کا احترام یہودی کریں
- جس مہینے کا احترام عیسائی کریں
- جس مہینے کا احترام ہندو کریں
- جس مہینے کا احترام غیر مسلم بھی کرتے ہیں۔

مسلمانو! بڑے افسوس کی بات ہے

لیکن مسلمانو!...... بڑے افسوس کی بات ہے کہ

- جب پاکستان میں محرم کا چاند نظر آتا ہے — حکومت بھی پریشان ہو جاتی ہے
- جب ہمارے ہاں محرم کا چاند نظر آتا ہے — نیک لوگ پریشان ہو جاتے ہیں
- جب محرم کا چاند نظر آتا ہے — علماء پریشان ہو جاتے ہیں
- جب محرم کا چاند نظر آتا ہے — امن کمیٹی والے حرکت میں آجاتے ہیں
- جب محرم کا چاند نظر آتا ہے — اقتدار والے لرزہ بر اندام ہوتے ہیں
- جب محرم کا چاند نظر آتا ہے — سیدھی چارپائیاں اوندھی ہو جاتی ہیں
- جب محرم کا چاند نظر آتا ہے — سفید چہرے سیاہ ہو جاتے ہیں
- جب محرم کا چاند نظر آتا ہے — اعلیٰ قسم کے کپڑے سیاہی میں بدل جاتے ہیں

محرم دکھوں کا نہیں انسانیت کے عروج کا مہینہ ہے

آخر سبب کیا ہے؟ ہر قوم اس مہینے کا احترام کرتی ہے پاکستان کا ایک ایسا طبقہ گندا ہے اس ملک میں رہنے والا ... جو اس مہینے کا احترام نہیں کر پاتا ... ہر قوم اس مہینے کا احترام کرے اور پھر جب ہمارے ہاں محرم کا پاک مہینہ آتا ہے ... میں حیران ہوتا ہوں کہ جب کسی مسلمان کو یہ کہہ دیا جائے ... جی مبارک ہو نیا اسلامی سال آگیا ہے ... تو جھکتے ہوئے کانپتے ہوئے کہتا ہے۔ ارے جی کیسی مبارک محرم تو دکھوں کا مہینہ ہے ... یہ بات ذہن میں رکھئے محرم دکھوں کا مہینہ نہیں محرم تو انسانیت کے عروج کا مہینہ ہے، انسانیت کے کمال کا مہینہ ہے۔

محرم حسینؓ ابن علیؓ کے تاج شہادت حاصل کرنے کا مہینہ ہے

انبیاء کی عظمتوں کا مہینہ ہے...... محرم اپنی دینی قوتوں کے عروج کا مہینہ ہے۔ محرم حسینؓ ابن علیؓ کے تاج شہادت حاصل کرنے کا مہینہ ہے۔

اس لئے اس سال کی آمد پر میں اب تمام حضرات کو اپنی طرف سے بلکہ پوری ملت اسلامیہ کو سلام پیش کرتا ہوں...... مبارکباد پیش کرتا ہوں...... کہ آپ کو اللہ نے نیا سال عطا کیا ہے اب بھی قبول نہیں...... بھائی نئے سال کی آمد پر آپ کو مبارک ہو (خیر مبارک)

اس لئے کہ عزت والا مہینہ اللہ نے ہمیں دیا ہے...... میں جنوری کی آمد میں آپ کو مبارک باد پیش نہیں کر رہا...... بلکہ محرم کے مہینے کی آمد پر آپ کو سلام پیش کر رہا ہوں...... ایک بات تو میں نے یہ کہنی تھی کہ محرم اتنے بڑے احترام کا مہینہ ہے۔

عمرؓ کے جادو نے پوری کائنات کو مسحور کر کے رکھ دیا ہے

اب میں فاروق اعظمؓ کی شہادت کا ایک تھوڑا سا حصہ بیان کرنا چاہتا ہوں...... صرف ٹائم کے اختصار کے پیش نظر اور اس موقع اور مناسبت کے لحاظ سے آپ سے دو تین باتیں بھی کہنا چاہتا ہوں۔

حضرت عمرؓ نے دس سال حکومت کی...... کتنے سال حکومت کی (دس سال)

...... دس سال میں بائیس لاکھ پچاس ہزار مربع میل پر اسلامی سلطنت کو فتح ہوئی...... مسٹر جون انگریز مؤرخ کہتا ہے کہ اگر عمرؓ دس سال اور حکومت کرتے تو اللہ کی دھرتی پہ محمد ﷺ کی شریعت کے سوا کوئی قانون نہ ہوتا...... جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے...... عمرؓ کا جادو ایسا سر چڑھ کے بولا ہے کہ پوری کائنات کو اس نے مسحور کر کے رکھ دیا ہے

فاروق اعظمؓ نے عناصر اربعہ پر حکومت کی ہے

فاروق اعظمؓ کا دور خلافت اتنا نرالا زمانہ ہے...... عمرؓ وہ ہے جس نے عناصر اربعہ پر حکومت کی ہے

- آگ پہ — حکومت کی ہے
- پانی پہ — حکومت کی ہے
- ہوا پہ — حکومت کی ہے
- زمین پہ — حکومت کی ہے
- جس کے دُرّے کو — زمین نے قبول کیا ہے
- جس کے پیغام کو — ہوا نے قبول کیا ہے
- جس کے کپڑے کو — آگ نے قبول کیا ہے
- جس کی آواز کو — سمندروں نے قبول کیا ہے
- جس کی تحریر کو — دریاؤں نے قبول کیا ہے

عمرؓ وہ شخص ہے......! جو زمین پہ بولے آسمان پہ قرآن بن جاتا ہے۔

عمرؓ وہ شخص ہے......! جو زمین پہ تولے تو اللہ اس کو میزان بنا دیا کرتے ہیں

- سب سے پہلے پوری ملت اسلامیہ میں جس نے کھلم کھلا اسلام قبول کیا ہے
  وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے۔
- سب سے پہلے جس نے کعبے کا دروازہ کھولا ہے — وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے۔
- سب سے پہلے جس نے اعلانیہ ہجرت کی ہے — وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے۔
- سب سے پہلے جس نے بیت المقدس کو فتح کیا ہے — وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے۔
- سب سے پہلے جس نے ایران پہ حملہ کیا ہے — وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے۔
- جس کی رائے کے مطابق قرآن کی بائیس آیتیں اللہ نے آسمان سے اتاری ہیں
  وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے۔
- جس کی دل کی تمنا کے مطابق پوری ملت اسلامیہ کو اللہ نے آذان عطاء فرمائی ہے
  وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے۔
- جس کی جراٗت کی وجہ سے کفر کانپتا تھا — وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے۔

- جس کے نام کی وجہ سے آج بھی انگریز لرزہ براندام ہوجاتا ہے وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے۔
- جس شخص کو اللہ نے بڑی عظمتوں سے نوازا تھا وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے۔
- جو پیغمبرؐ کی مراد بن کے آیا ہے وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے۔
- جو نبیؐ کی دعاء بن کے آیا ہے وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے۔
- پیغمبرؐ نے جس کو اسلام کی عزت کے لئے اللہ کے حضور کعبے کی چوکھٹ کو پکڑ کر سر سجدے میں رکھ کر دعا مانگی تھی وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے۔
- جو نبیؐ کی دعا کا جواب بن کے آیا وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے۔
- جس شخص نے کلمہ پڑھنے کے بعد پھر کبھی کلمہ حق نہیں چھپایا وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے
- جس آدمی کی جرأت کی وجہ سے شیطان اس کا راستہ چھوڑ دیتا ہے ① وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے
- جس کے سائے سے شیطان بھاگتا ہے وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے
- جس کی زبان پہ حق بولتا ہے وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے
- جس کے دل پہ خدا رحمت کو نازل کرتے ہیں وہ عمرؓ ابن الخطاب ہیں
- جس کی نیکیوں کا مقابلہ آسمان کے ستارے نہیں کرسکتے وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے
- جس کو اللہ نے سب سے زیادہ رعب اور دبدبہ اور حشمت عطاء کیا ہے، جو پیغمبرؐ کے دشمن کو تہس نہس کردیتا ہے، جس نے اپنے دور خلافت میں راتوں کو دُرّہ اٹھا کے گلی کوچوں میں پہرے دیئے ہیں، جہاں رعایا سوتی تھی، امیر المومنین جاگتے تھے وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے
- جس شخص نے اپنے کرتے پر ستتر ۷۷ ستتر ۷۷ پیوند لگائے ہیں، جو بیت المقدس کو فتح کرنے کے لئے جاتے ہیں، غلام سوار ہوتا ہے آقا پیدل چلتے جارہے ہیں وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے
- جس کے تذکرے تورات، انجیل، زبور جیسی آسمانی کتابوں میں موجود ہیں

---

① فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابن الخطاب والذي نفسي بيده ما لقيك الشيطان سالكاً فجاً قط الا سلك فجاً غير فجك (صحیح بخاری ص520 ج1)

- جس شخص نے ایک ہزار چھتیس شہر فتح کئے ہیں
- جس نے بائیس لاکھ پچاس ہزار مربع میل پہ اسلامی سلطنت کا پرچم لہرایا ہے
- جس نے چار ہزار مسجدیں تعمیر کی ہیں
- جس شخص نے نوسو (۹۰۰) جامع مساجد بنائی ہیں
- جس نے ہر مسجد میں امام خطیب کا تقرر کیا ہے
- جس نے مساجد کو منور و روشن کیا ہے
- جس نے بیس ۲۰ رکعت تراویح کے اہتمام کا حکم نافذ کیا ہے
- جس نے قرآن مجید کے حفظ کا طریقہ رائج کیا ہے
- جو گورنروں کے لئے دروازے کھول کے رکھنے کا آرڈر دیتے تھے
- جس کے دسترخوان پر اس کی پوری زندگی میں کبھی دو کھانے نہیں پک کر آئے
- جس نے کئی ماہ تک گھی کھانا اس لئے چھوڑ دیا تھا کہ میری پوری سلطنت میں قحط پڑا ہوا ہے عمر تیل پہ گذارہ کر گھی کھانے کی تجھے اجازت نہیں
- جس شخص نے اپنے دور اقتدار میں سینکڑوں عورتوں، بیواؤں، اپاہج اور کمزور لوگوں کے کھانے کا انتظام کیا تھا۔
- جو راتوں کو دُرّہ اٹھا کر پہرہ دیا کرتے تھے۔
- جس کے دور اقتدار میں بکریاں اور شیر ایک ہی گھاٹ سے پانی پیا کرتے تھے

مسلمانو......!

اسلامی تاریخ کا اگر بغور مطالعہ کرو

- جس نے مکے سے مدینے تک اسلامی چھاونی بنائی تھی
- محکمہ ڈاک جس نے قائم کیا تھا وہ عمرؓ ابن الخطاب ہے
- محکمہ مال جس نے قائم کیا تھا
- جس شخص نے اسلامی سلطنت کو چلانے کے لئے زرعی اصلاحات قائم کی تھیں

- جس کے دورِ اقتدار کے تمام فیصلے حیدر کرارؓ کے مشورے سے طے پاتے تھے
- جو حسینؓ ابن علیؓ کے لئے اُٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے
- جس نے نواسۂ رسول کو اپنے بیٹے سے زیادہ وظیفے دیئے تھے
- جس نے پیغمبرؐ کی بیٹی کا سب سے زیادہ احترام کیا تھا
- جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی طاقت اور سلطنت عطاء فرمائی تھی کہ جس کی سلطنت کا مقابلہ تاریخ کبھی نہ کر سکی ہے
- جس شخص نے کعبہ کی چوکھٹ کو پکڑ کر شہادت کی تمنا پیش کی تھی
- جس شخص نے راتوں کو پہرے دیتے ہوئے ایک عورت کی آواز سن کر کہ اس دودھ میں پانی ملا دے اس بچی کو اپنے بیٹے کے نکاح کے لئے منتخب کیا تھا جس بچی نے امی کو کہا تھا امی...... عمر رضی اللہ عنہ کا دور ہے عمرؓ نہیں دیکھتا، عمرؓ کا خدا تو دیکھ رہا ہے یہ عمرؓ ابن الخطاب ہے۔
- جس نے غریبوں اور بیواؤں کا سامان اپنے کندھے پر لاد کر غلام کی موجودگی میں بھی اٹھا کر گھروں تک پہنچایا ہے
- عمرؓ اللہ کی زمین پہ انصاف کر یہ جملے سنتے ہوئے جس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے
- جو سب سے بڑا عدالت کا بادشاہ بنا ہے
- جس کو اللہ کے پیغمبرؐ نے موسیٰؑ کے جمال و جلال کا عکس کہا ہے
- جس فاروق اعظمؓ نے مکے اور مدینے کے درمیان بلکہ دریائے فرات سے لے کر نیل کے دریاء تک ننانوے ۹۹ میل لمبی نہر کھدوائی تھی تا کہ پانی کا مسئلہ آسان ہو جائے
- جس نے فوجی چھاؤنی قائم کی تھی
- جو راتوں کو ڈاک اُٹھا کر ایک ایک دروازے پہ دستک دیکر ان کے گھروں میں ڈاک پہنچاتا تھا
- جس کو پیغمبرؐ نے کہا تھا عمرؓ ماں باپ مرے اولاد روتی ہے اولاد مرے ماں باپ روتے

ہیں جس دن تو جائے گا تیری جدائی پہ قیامت تک محمدؐ کا اسلام روتا رہے گا

عمرؓ کی پوری زندگی سمیٹ کر آپ کے سامنے میں بیان نہیں کر سکتا...... یہ دو، تین باتیں میں نے اس لئے آپ کے سامنے کہیں تا کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت کا عکس آپ کے سامنے آجائے۔

فاروق اعظمؓ کی شہادت یکم محرم کو کیوں ہوئی؟

حضرت عمرؓ کی شہادت محرم الحرام کی پہلی تاریخ کو ہوئی...... کون سی تاریخ کو؟ آپ کو صرف دس محرم ۱۰ کی شہادت یاد ہے...... اور میں اپنے ان نوجوانوں کو سلام پیش کرتا ہوں ...... جن کی تحریکوں کے نتیجے سے آج ریڈیو اور ٹی وی بھی یوم فاروق اعظمؓ منا رہا ہے...... جن کی محنتوں اور کاوشوں کے صلے سے ملک کے وزیراعظم کو یہ کہنا پڑا کہ کل کو یوم فاروق اعظمؓ ہوگا ...... یہ آپ لوگوں کی بیداری کا...... اللہ نے نتیجہ آپ لوگوں کو دنیا میں عطاء کیا ہے...... تھوڑے سے آپ جاگے اللہ نے اتنی بڑی فتح عطاء کی ہے۔

ملت اسلامیہ اگر جاگ اٹھے تو پوری دنیا جاگ جائیگی

اخبارات جو ایڈیشن شائع کرتے ہیں ...... ریڈیو خصوصی پروگرام نشر کرتے ہیں ...... ٹیلی ویژن مستقل پروگرام نشر کرتا ہے...... آپ کے تمام جرائد و رسائل اس پر مستقل مضامین شائع کرتے ہیں ...... آپ کی بیداری کا نتیجہ ہے جب ملت اسلامیہ جاگ اُٹھے تو پوری دنیا جاگ اُٹھے۔

رسولؐ اللہ، صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ اور حیدر کرارؓ کی عمر تریسٹھ سال ہے

نوجوانو !

جوانوں کا خدا کے نزدیک بڑا مقام ہے...... اس جوان کی بیداری بڑے بڑے بوڑھوں کو بھی بیدار کر دیتی ہے...... حضرت عمر ابن الخطابؓ نے اللہ کے پیغمبر اور صدیق اکبرؓ کی طرح...... توجہ کیجئے...... تریسٹھ سال عمر پائی تھی

- پیغمبر ﷺ کی عمر بھی — تریسٹھ ۶۳ سال تھی
- صدیق اکبرؓ کی عمر بھی — تریسٹھ سال تھی
- فاروق اعظمؓ کی عمر بھی — تریسٹھ سال تھی یاد کرلو
- سیدنا حیدر کرارؓ کی عمر بھی — تریسٹھ سال تھی

پھر ایک جملہ کہتا ہوں ...... اس کو بھی دل پہ لکھ لو! ...... عمرؓ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دین کی عزت کے لئے چنا ہے۔

اللہ نے فاروق اعظمؓ کو دین کی عزت کیلئے چنا ہے

پیغمبر ﷺ نے دین کی عزت کیلئے چنا ہے ...... ابوبکرؓ نے اس کو خلافت کے لئے چنا ہے ...... علیؓ نے اس کو اپنی قرابت اور رشتہ داری کے لئے چنا ہے ...... عمرؓ ان سب کا انتخاب ہے ...... حضرت فاروق اعظم ﷺ کا عدل فاروقی دنیا میں سب سے زیادہ مشہور ہے ...... عمرؓ کی عدالت کا مقابلہ دنیا میں کوئی شخص نہیں کر سکتا ...... منبر پہ خطبہ دیتے ہوئے جملہ اتنا کہہ دیا ...... لوگو! اگر میں نبی کی شریعت کے خلاف کوئی قانون رائج کروں کیا کرو گے ...... ایک بدو آخر میں بیٹھا تھا ...... زنگ آلود تلوار اٹھا کر کھڑا ہو جاتا ہے ...... عمرؓ شوق کر رہا تھا ...... کہا کیا بات ہے عمرؓ جملے کیسے کیا کہے ہیں۔

فاروق اعظمؓ نے کہا! ...... اگر میں اللہ تعالیٰ کا قانون نہ نافذ کروں تم پر ...... تو تمہاری کیا رائے ہوگی ...... میرے متعلق ...... اس نے کہا عمرؓ! تجھے امیر المومنین سمجھ کر نہیں ...... خلیفۃ المسلمین سمجھ کر نہیں ...... رسول اللہ ﷺ کا جانشین سمجھ کر نہیں ...... بلکہ محمد ﷺ کے دین کا دشمن سمجھ کر تجھے اس تلوار سے قتل کر دوں گا ...... جلدی سے اٹھے سر سجدے میں رکھ دیا ...... آنکھوں میں آنسو آ گئے ...... اللہ تیرا شکر ہے کہ عمرؓ کو سیدھا کرنے والے اب بھی زندہ ہیں۔

بھائیو!

عجیب حکمران تھا ...... آج ہمارے اور آپ کے بھی حکمران ہیں ...... جو اپنے خلاف کوئی بات برداشت بھی نہیں کر سکتے ...... جا رہے تھے ایک عورت راستے میں آئی ...... اس نے کہا عمرؓ میری بات سن امیر المومنین تھے ...... عبداللہؓ بن زبیر ساتھ چل رہے تھے ...... صاحبزادے

عبداللہؓ بن عمرؓ ساتھ تھے صحابہ کی جماعت تھی ...... فاروقؓ رک گئے امی کیا بات ہے (بات سنا، حیران ہو جاؤ گے) کہا عمرؓ تجھے معلوم ہے دنیا تجھے عمیر کہتی تھی ...... جیسے کسی کے نام کو بگاڑ کر کے بیان کیا جاتا ہے۔ نہ اس کو عربی میں کہتے ہیں تصغیر بنا کر کے بیان کرنا ...... عمرؓ تجھے دنیا عمیر کہتی تھی معلوم ہے۔ پھر تو عمرؓ بنا تجھے اونٹ چرانا نہیں آتے تھے۔

ایک مرتبہ اونٹ گم ہو گئے تھے ...... تیرے باپ نے تجھے تھپڑ مارے تھے ...... آج تو ملت اسلامیہ کا فرماں رواں اور سربراہ ہے ...... عمرؓ خدا کی زمین پہ انصاف کرنا! اگر نا انصافی کی خدا نے پکڑا ...... تو چھڑانے والا کوئی نہ ہوگا ...... فاروقؓ نے اس عورت کے جملے سنے تو آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔

صحابیؓ کہنے لگے ...... امیر المومنینؓ اس عورت کو اتنی جرأت ہے ...... کہ آپ کے سامنے کہہ رہی ہے ...... وہ کہے نہ تو اس کا کہنا بے کار ہے ...... میں نہ سنوں تو میری سماعت بیکار ہے وہ کہنے کے لئے ہے میں سننے کیلئے ہوں ...... امیر المومنینؓ کا معنی یہ نہیں ہوا کرتا کہ اسے کوئی حق بھی نہ سمجھائے ...... اس کا حق بنتا تھا ...... اس نے مجھے کہا ہے سیدنا فاروق اعظمؓ نے اپنی زندگی میں، دور حکومت میں دس حج کیے (کتنے حج کیے تھے؟) دس ۱۰ حج اور تین عمرے کیے تھے ...... (کتنے عمرے کیے تھے؟) تین عمرے ...... آخری حج پر امیر المومنینؓ تشریف لے گئے ...... ذوالحج کا مہینہ تھا۔

''الفاروق'' ① شبلی نعمانی نے دو جلدوں میں کتاب لکھی اور بھی بڑے بڑے لوگوں نے کتابیں لکھیں۔

''تاریخ الخلفاء'' ② میں جلال الدین سیوطیؒ نے مستقل ابواب اس پر باندھے ...... اس طریقے سے امام احمد بن حنبلؒ نے ''فضائل صحابہ'' ③ کے نام سے دو ۲ جلدوں میں ایک ضخیم کتاب لکھی ہے ...... جس کے دو اڑھائی سو صفحات پر صرف حدیثیں نقل کی ہیں۔

---

① یہ کتاب مختلف کتب خانوں سے شائع ہو کر مقبول عام ہو چکی ہے۔
② یہ کتاب علامہ جلال الدین کی ہے اسکا اردو میں ترجمہ قدیمی کتب خانہ کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔
③ یہ کتاب عربی میں ہے اسکا اردو میں ترجمہ بندہ کر رہا ہے دعا کی درخواست ہے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آخری سال حج پر تشریف لائے ... ایام حج تھے حج کیا ... حج کرنے کے بعد رات کا وقت تھا اتفاق کی بات کہ چودھویں کا چاند چمک رہا تھا فاروقؓ کی عادت تھی کہ مکہ میں ہوں یا مدینہ میں، حج پر ہوں یا گھر پر، سفر ہو یا حضر پہ رات کو رعایا سوتی تو عمرؓ خود پہرہ دیتے تھے پہرہ دیتے تھک گئے۔

ایک جگہ گئے ایک اینٹ کا ٹکڑا سر کے نیچے رکھا اور سو گئے..... اچانک چاند پر نگاہ پڑی کہ میں یوں چاند کی طرف دیکھا (میری طرف دیکھیں، حیران ہو جاؤ گے) چاند کو دیکھ کر کہا عمرؓ تیری عمر اس چاند جیسی (تیری عمر اس چاند جیسی) کیا مطلب؟ کہ جیسے چاند (توجہ کرنا) ابتداء میں باریک ہوتا ہے پھر بڑھتے بڑھتے چودہ ۱۴ کی تاریخ کو اپنے حسن و شباب اور جمال اور جوانی اور جوبن پہ کمال درجے سے آجاتا ہے..... پھر آہستہ آہستہ گھٹتے گھٹتے ختم ہوتے ہوئے آخر تک چلا جاتا ہے

- عمر رضی اللہ عنہ کبھی تیرا بچپن تھا
- کبھی تیرا شباب تھا
- کبھی تیرا جوبن تھا

تو نے اسلام قبول کیا..... اسلام کی فتح و نصرت کا جھنڈا لہرایا..... لیکن آج تو بوڑھا ہو گیا ہے..... وہ جوانی اور شباب نہیں رہا..... اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے تھے۔

آئندہ جمعہ پر انشاء اللہ شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر گفتگو ہوگی۔

(وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین)

✿✿✿✿✿

اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید

اللّٰھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید

وہ آدھی دنیا کا حکمران تھا وہ حکمران بھی مگر کہاں تھا
بپھرتی موجوں پہ حق پرستوں کی سادہ کشتی کا بادباں تھا
بڑا مبارک ہے نام اس کا ستاروں جیسا مقام اس کا
وہ ایک شاہین صفت مجاہد جو سوئے منزل رواں دواں تھا
ابھرتے سورج سے تاج مانگا سمندروں سے خراج مانگا
کسے خبر ہے کہ اس کا سکہ جہاں میں جاری کہاں کہاں تھا
وہ نیک سیرت حیاء کی خاطر لڑا ہمیشہ خدا کی خاطر
وہ دیکھنے میں تھا ایک لیکن حقیقتوں میں وہ کارواں تھا
قلندرانہ حیات اس کی سکندرانہ صفات اس کی
کبھی رواں تھا وہ مفلسوں کی کبھی وہ ریشم کا سائباں تھا
وہ ایک عنواں بشارتوں کا بصیرتوں کا بصارتوں کا
اسی سے رستے تلاش کرناوہ دین فطرت کی کہکشاں تھا
حسنؓ سے پوچھو علیؓ سے پوچھوتم اس کے بارے نبیؐ سے پوچھو
اندھیری شب میں چراغ بن کر وہ ساری دنیا میں ضوفشاں تھا

شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرَ الْاُمَمِ بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِکَمِ صلی اللہ تعالیٰ علیه وعلیٰ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ مَانَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمِ○

اما بعد:

فَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقِ عَلٰی قَلْبِ عُمَر وَلِسَانِه① وقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ من تنشق عنه الارض ثم ابوبکر وعمر ثم اهل البقیع فیحشرون معی ثم انتظر اهل مکة حتی احشر بین الحرمین ② عن علیؓ قال ! ان الله عزوجل جعل ابابکر و عمر حجة علی من بعدها من الولاة الی یوم القیامة فسبقا بعیداً و اتباعاً بعد هما تعباً شدیداً③

---

① فضائل الصحابہؓ للامام احمد بن حنبل ص150 ج1
ترمذی ص209 ج2
② ترمذی ص210 ج2
③ کنز العمال ص130 ج13

تمہیدی کلمات:

- بزرگو اور دوستو!

گزشتہ جمعہ آپکے سامنے "ماہ محرم ماہ محترم" کے عنوان سے گفتگو کی تھی۔ سیدنا فاروق اعظمؓ کی سیرت کے چند پہلو ذکر کیے گئے تھے۔ آج میں آپ حضرات کے سامنے مراد پیغمبر سیدنا فاروق اعظمؓ کی شہادت پر گفتگو کروں گا۔ حضرت عمر دربارِ خداوندی میں یوں دستِ بدعاء ہیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِکَ

میں تجھ سے تیرے راستے کی شہادت کی موت مانگتا ہوں

اور پھر دوسری دعاء کی ..... اللہ شہادت اور شہادت بھی تیرے محبوبؐ کے شہر مدینے کی ① کہاں کی موت بھائی؟ (مدینے کی موت) ..... حضرت عثمانؓ کو موت کہاں آئی تھی (مدینے میں) اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ لوگو! ..... جس کے پاس پیسہ اور طاقت ہے ..... مدینے آئے مدینے کی موت قبول کرے ..... جو مدینے میں مرے میرا ہمسایہ ہو گیا ..... اور مجھ محمد ﷺ کا حق ہے کہ میں اپنے ہمسائے کا ہاتھ پکڑ کے ..... قیامت کے دن اس کو جنت میں ساتھ لے جاؤں گا② ..... اللہ تعالیٰ مجھے مدینے کی موت عطاء کرے صحابہؓ کہتے ہیں ظاہراً یہ دعاء بڑی عجیب تھی۔

- امیر المومنین بھی ہیں
- حکمران بھی ہیں
- سربراہ بھی ہیں
- دار الخلافہ بھی موجود ہے

مدینہ طیبہ میں شہادت کیسے ہو سکتی ہے؟ ..... یہ دعا کر کے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ آ گئے واپس ..... واپس تشریف لائے تو عدل و انصاف کا دور دورہ تھا ..... ایران فتح ہو چکا تھا ..... اس

① صحیح بخاری ص253 ج1

② من استطاع منکم ان یموت فی المدینة فلیمت فیها ومن مات فی المدینة کنت له شفیعا شهیدا یوم القیامة (صحیح مسلم ص444 ج1)

دور میں حضرت سیدنا فاروقِ اعظمؓ کے پاس ایک شخص آیا اس کا نام ہے ابولولو فیروز مجوسی ..... ابولولو جو اس کی کنیت ہے فیروز اس کا نام ہے ..... مجوسی اس کا مذہب ہے ..... ایرانی اس کا خاندان یا گھر ہے ..... ایران کی سرزمین پر وہ رہتا تھا۔ ابولولو اس کی کنیت تھی فیروز اس کا نام تھا مجوسی مذہب رکھتا تھا ..... یہ شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا ..... اس نے آ کر اپنے مالک سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ ایک جلیل القدر صحابی رسول تھے ..... ان کی شکایت پیش کی کہا ..... امیر المومنین میرا مالک مجھ سے پیسے زیادہ لیتا ہے ..... ٹیکس زیادہ وصول کرتا ہے ..... جب کہ میرا کام اتنا نہیں ..... حضرت عمرؓ نے فرمایا تیرا کیا کام ہے ..... اس نے کہا آہن گری میں لوہے کا کام بھی کرتا ہوں ..... میں پتھروں کا کام بھی کرتا ہوں چکیں بھی بناتا ہوں ..... اور مجھے صراف اور سنارے کا کام بھی آتا ہے۔①

میں اس کا حق غصب نہیں کر سکتا

حضرت فاروقِ اعظمؓ نے فرمایا تجھے کام بہت سارے آتے ہیں ..... تو اپنی محنت اچھی خاصی کما لیتا ہے ..... تیرا مالک تجھ سے تھوڑا ٹیکس لیتا ہے ..... میں اس کو کیسے روک سکتا ہوں ..... جتنا تیرے پاس فن اور تیری آمدنی ہے ..... اس حساب سے ٹیکس تھوڑا ہے ..... میں اس کا حق غصب نہیں کرنا چاہتا ..... ہاں اتنا کرتا ہوں اگر تو ہمیں ایک اچھی سی چکی بنا کر لا دے ..... دار الخلافہ کے لئے تا کہ مسلمانوں کے کام آ سکے ..... تو میں اس کا صلہ اس کا معاوضہ تجھے تیرے مالک سے بھی زیادہ دوں گا ..... اس کے دل میں کڑھن پیدا ہوئی یہ وہی ایرانی بدمعاش تھا کہ:

- جس ایران کی سرزمین کے سربراہ نے رحمت للعالمین ﷺ کا خط پھاڑا تھا
- جس ایران نے زکوٰۃ کا انکار کیا تھا
- جس ایران میں عبداللہ بن سبا یہودی تھا ..... جس نے پوری ملت اسلامیہ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے اسلام کے خلاف تحریک چلائی تھی۔

① الفاروق ص153 مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور

تیرے لئے ایسی چکی بناؤں گا کہ تاریخ یاد رکھے گی

ابولولو فیروز مجوسی بھی وہاں کا بدمعاش تھا...... اس شخص نے حضرت عمرؓ کو کہا عمرؓ تجھے بھی چکی کی ضرورت ہے؟ تیرے لئے ایسی چکی بناؤں گا کہ تاریخ یاد رکھے گی...... دنیا یاد رکھے گی۔

جب تک مجرم جرم نہ کرے اسوقت تک سزا نہیں دینی چاہئے

حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ شخص مجھے قتل کی دھمکی دے کر جا رہا ہے...... صحابہؓ نے کہا...... امیر المومنین گرفتار نہ کرلیں ...... آپ کو قتل کی دھمکی دے کر کہاں جائے گا...... پکڑ لیتے ہیں حضرت فاروقِ اعظمؓ نے بڑا عجیب جملہ ارشاد فرمایا!...... بھائی جب تک مجرم جرم نہ کرے اس وقت تک اس کو سزا نہیں دی جاسکتی۔

میری اب عمر، عمر نبوی گزر چکی ہے

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں...... اس کے بعد جمعۃ المبارک کا دن تھا...... رات کو ایک خواب دیکھا فاروقِ اعظمؓ کہتے ہیں...... میں نے خواب میں حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زیارت کی...... اور میں نے ان دونوں ساتھیوں سے ملاقات میں یہ عجیب جملہ کہا...... کہ محبوبؐ میری اب عمر، عمر نبوی گزر چکی ہے...... کون سی عمر گزر چکی ہے...... عمر نبوی...... نبی کی عمر کیا تھی تریسٹھ سال...... (اور صحابہ میں چوتھا آدمی جس کی عمر تریسٹھ سال ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں) میری یہ عمر نبوی مکمل ہو چکی ہے...... اب اللہ مجھے اپنے پاس بلا لے...... محبوبؐ اب آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں...... خلافت دور تک پھیل چکی ہے...... میرے اعضاء کمزور ہو چکے ہیں...... اب عمرؓ میں وہ شباب اور جوبن نہیں رہا...... جس سے لوگوں پہ کنٹرول کرلیا کرتا تھا...... اور پھر فرمایا!...... میں نے خواب میں دیکھا ایک مرغ آیا ہے...... اس نے مجھے تین ٹھونگیں ماری ہیں...... جس سے خون بہا ہے...... فرمایا مجھے یقین ہوگیا...... میری شہادت کا وقت قریب ہے فرمایا مجھے اپنی شہادت پر اعتماد اسوقت ہوگیا...... جس وقت میں احد پہاڑ پہ حضور ﷺ کے پاس کھڑا تھا...... اور پہاڑ حرکت میں آیا ہلا...... اللہ کے پیغمبر ﷺ نے اس پہاڑ پہ اپنا زور

سے پاؤں مار کے فرمایا:

اُثْبُتْ اُحُد فَاِنَّمَا عَلَيْکَ نَبِیٌّ وَ صِدِّيْقٌ وَ شَهِيْدَان ①

ٹھہر جا تجھ پہ ایک نبیؐ ہے ایک صدیقؓ ہے دو شہید ہیں...... صدیق ابوبکرؓ تھے...... نبی محمد رسول اللہ تھے...... شہید عمرؓ اور عثمانؓ تھے...... تو فرمایا اسوقت سے یقین تھا کہ میں شہید ہو جاؤں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ صفوں کی ترتیب خود دیکھا کرتے تھے

اس کے بعد حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ ذوالحجہ کی چھبیس (۲۶) یا ستائیس (۲۷) تاریخ تھی...... فجر کی نماز کا وقت تھا...... نماز پڑھنے کے لئے مسجد نبوی میں تشریف لائے...... مصلےٰ امامت پر کھڑے ہوئے...... صفیں درست کروائیں...... عادت تھی تمام صفوں کو خود ترتیب دیا کرتے تھے...... اور حکم دیتے تھے کہ جڑ جڑ کر کھڑے ہوں...... کھلے پاؤں نہیں ایک پاؤں اُدھر ہو...... دوسرا اِدھر ہو جڑ کر اکٹھے کھڑے ہو...... تاکہ کوئی آدمی باہر نہ ہو...... صفوں میں خلاء نہ ہو...... اگر صفوں میں خلاء ہوگا حضور ﷺ کا ارشاد ہے شیطان درمیان میں گھس آتا ہے...... جو تمہاری نمازیں برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔

حضرت فاروقِ اعظمؓ نے صفیں درست کروائیں...... حضرت عمر کی عادت تھی کہ فجر کی نماز میں لمبی تلاوت فرماتے تھے...... اندھیرے میں نماز شروع کرتے اور روشنی کے وقت تک نماز لے جاتے تھے...... نماز پڑھنا شروع کی، پہلی رکعت میں امیر المومنین کھڑے ہوئے تھے...... ابولولو فیروز مجوسی منہ اُٹھائے ہوئے وقت کی نزاکت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے...... پہلی صف میں زہر آلود...... ڈبل دھاری خنجر لے کر کھڑا ہوا تھا...... اس ظالم نے آگے بڑھ کر خنجر نکالا...... سب صحابہ نماز کی حالت میں تھے...... اس شخص نے زور سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پہ حملہ کیا تین وار کئے...... وہ جو خواب میں دیکھا تھا مُرغ نے تین ٹھونگے مارے ہیں تین وار کئے ہیں...... جس سے اندر کی آنتیں کٹ گئیں اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مصلے سے دھڑام سے نیچے

---

① صحیح بخاری ص519 ج1/ — تاریخ الخلفاء ص30/ — ترمذی ص210 ج2/
کنز العمال ص17 ج13/ — فضائل الصحابہؓ از امام احمد بن حنبل ص114-116 ج1

زمین پر جا گرے مصلیٰ خالی ہوگیا...... جگہ ساری خون سے بھر گئی۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف جلدی سے آگے بڑھے...... بالکل پیچھے کھڑے تھے آگے بڑھ کر انہوں نے امامت کرائی...... دو رکعت میں چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھ کر نماز مکمل کی...... تا کہ مسلمانوں کی نماز میں حرج نہ آئے۔ ①

امیر المومنین کی لاش نہیں اُٹھاتے بلکہ نماز پوری کرتے ہیں

نوجوانو!...... میں تم سے کہتا ہوں...... اتنا تو سوچو!...... کہ بائیس لاکھ مربع میل کا فاتح ہے...... پیغمبر ﷺ کی مراد ہے زمین پہ تڑپ رہا ہے...... مگر مسلمانوں میں نماز کا اہتمام اتنا ہے کہ امیر المومنینؓ کی لاش نہیں اُٹھاتے نماز پوری کرتے ہیں...... ہم سوچیں کتنی نمازیں مکمل کرتے ہیں...... ہماری نمازوں کا کیا حال ہے...... قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دیں گے نماز مکمل ہوئی...... ابولولو فیروز مجوسی قتل کر کے جلدی سے پیچھے بھاگا...... جب دوڑا تو صفیں گنجان تھیں گھنی تھیں ملی ہوئی تھیں وہ باہر نہ نکل سکا۔

اس کے ہاتھ میں خنجر تھا...... اس نے صحابہؓ کو مارنا شروع کیا...... تا کہ آدمی گریں اور راستہ بنے...... باہر نکلنے کے لئے سترہ صفیں اس نے پھاندیں...... ایک ایک صحابی کو وہ مارتا گیا سترہ آدمی زخمی ہوئے جن میں سے نو (۹) آدمی موقع پر شہید ہوگئے...... اتنی دیر میں نماز کا سلام بھی پھر گیا...... ابھی وہ باہر نہ نکل سکا تھا...... ایک صحابی ساتھ کھڑے ہوئے تھے...... اس نے دیکھا یہ گزر رہا ہے ان کے ہاتھ میں ایک چادر تھی کمبل تھا جلدی سے یوں کر کے اوپر ڈال دیا...... کمبل کے وہ نیچے آگیا اس کے ہاتھ میں وہی ڈبل دھاری خنجر تھا...... اس نے زور سے اپنے پیٹ میں خود مار کے اپنے آپ کو ختم کیا...... شاید ایک سکیم ہو...... راز ہو کہتے ہیں کہ لیاقت علی شہید کو جب لیاقت باغ راولپنڈی میں گولی لگی...... جس نے گولی ماری تھی...... اس کو وہیں پہ

① مستدرک حاکم ص 91 ج 1/ سیر الصحابہ ص 128 ج 1/ الاستیعاب ص 471 ج 2/ الریاض النضرۃ ص 418 ج 1/ حیات و خلافت ص 323/ الفاروق ص 154

گولی ماری گئی...... یہ محبت کے جذبات نہیں تھے...... یہ درحقیقت ایک خفیہ راز تھا...... جس کو راز میں رکھنا تھا...... اگر قاتل گرفتار ہو جاتا...... اس کو مار پڑتی اس کو سزا ملتی...... وہ بتاتا مجھے کون لے کر آیا ہے...... کس نے کہا ہے...... مجھے کس نے بھیجا ہے...... میں کیوں قتل کرنے کے لئے آیا ہوں...... سازش کیا ہے؟...... وہ جو انڈر گراؤنڈ تحریک چلی ہوئی تھی...... اس کا حصہ ہوتا پردہ کھلتا راز ظاہر ہوتا...... لیکن اس شخص نے اپنے آپ کو مار کے موت سے کھیل کر...... اس نے اپنی اس تحریک پہ پردہ ڈال دیا...... اس نے اپنے آپ کو وہیں پر مار دیا۔

جہاد میں بھی خون بہتا رہتا تھا ہم نماز پڑھتے رہتے تھے

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر گھر لے آئے...... ہوش آنے کے بعد پہلا جملہ زبان سے فرمایا...... میری نماز...... فرمایا سورج تو نہیں نکل آیا؟...... حضرت نہیں نکلا فرمایا پہلے نماز پڑھاؤ...... حضرت خون بہ رہا ہے...... فرمایا جہاد میں بھی تو بہتا رہتا تھا...... ہم نماز پڑھتے رہتے تھے...... زخموں سے خون نکل رہا تھا۔

جس خنجر سے فاروق اعظمؓ کو قتل کیا تھا اسی خنجر سے اپنے آپ کو قتل کیا

فاروق اعظم نے تیمم کر کے دو (۲) رکعت نماز فجر ادا کی اور پہلا سوال یہ کیا...... میرا قاتل کون ہے؟ حضرت!...... ابولولو فیروز مجوسی ہے...... ایرانی ہے...... مجوسی ہے...... غیر مسلم ہے...... جی ہاں...... حضرتؓ نے فرمایا "الحمدللہ میں ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں مارا گیا جو اسلام کا دعویٰ رکھتا ہو" ①...... ربِ کعبہ کی قسم عمرؓ کامیاب ہوگیا ہے...... اللہ میں خوش ہوں کہ میرے قتل میں کسی مسلمان کا ہاتھ نہیں...... عمرؓ کا قاتل کافر تھا...... عمر رضی اللہ عنہ کا قاتل کون تھا؟ کافر اس لئے فاروقِ اعظمؓ نے کہا اللہ تیرا شکر ہے...... میرے قتل میں کسی مسلمان کا ہاتھ تو نہیں اور یہ سزا ابھی اللہ کی طرف سے متعین ہے...... کہ عمر رضی اللہ عنہ کے قاتل نے جو خنجر فاروق رضی اللہ عنہ کو مارا تھا...... وہی خنجر اپنے آپ کو خود مارا...... اپنے آپ کو (خود مارا)...... قیامت تک کے لئے خدا کا قانون ہے...... کہ جب بھی عمرؓ کا دشمن آئے گا...... وہ اپنے آپ کو خود مارے گا۔

① الفاروق ص 153

عمر رضی اللہ عنہ کا دشمن اپنے آپکو خود مارے گا

محرم الحرام کی پہلی تاریخ کو سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کی شہادت ہوتی ہے...... اور جب بھی محرم الحرام کی پہلی تاریخ آیا کرے گی...... تو عمر رضی اللہ عنہ کا قاتل خنجر اٹھا کے اپنے آپ کو خود مارے گا...... حضرت فاروقِ اعظمؓ نے اس دوران اپنے بیٹے سیدنا حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کو بھیجا...... ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور کہا...... کہ میری امی سے جا کر کہو...... یہ مت کہنا کہ مجھے امیر المومنین نے بھیجا ہے...... یہ کہنا امی مجھے عمرؓ نے بھیجا ہے...... امیر المومنین نہ کہنا اور یہ کہہ دینا میرے دل کی حسرت ہے۔

میری آخری تمنا ہے کہ جہاں پیغمبرؐ وابو بکرؓ سورہے ہیں انکے پہلو میں سو جاؤں

میری آخری تمنا اور تڑپ یہ ہے...... کہ جہاں پیغمبرؐ اور صدیقؓ سو رہے ہیں...... ان کے پہلو میں مجھے سونے کی جگہ دے دیجئے...... حجرہ آپ کا ہے ملکیت آپ کی ہے...... آپ کی اجازت کے بغیر وہاں کوئی نہیں جا سکتا...... میں اس لئے آپ سے اجازت مانگتا ہوں۔

اماں عائشہ صدیقہؓ کو جب یہ بات کہی گئی...... اماں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے فرمایا...... میرے بیٹے عبداللہ میرے عمر رضی اللہ عنہ کو جا کر کہہ دو...... عمرؓ یہ جگہ رکھی تو میں نے اپنے لئے تھی...... مگر میں تیرے اس احسان کو نہیں بھول سکتی...... جب مجھ پہ الزام لگایا گیا تھا...... تو نے سب سے پہلے کہا تھا

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ

تو نے صفائی پیش کی تھی کل تو میرا وکیل صفائی بنا تھا۔

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ''احسان کا بدلہ احسان ہی ہوا کرتا ہے۔''

اب میں اپنی ذات پر تجھے ترجیح دیتی ہوں

میں اپنی ذات پر تجھے ترجیح دیتی ہوں...... میں اس جگہ دفن نہیں ہوتی...... آج صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں تجھے دفن کی جگہ عطاء کرتی ہوں...... حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو

عبداللہ بن عمرؓ نے آ کر مبارک پیش کی...... ابا جان جگہ مل چکی ہے...... اس کے بعد علاج معالجہ ہوتا رہا...... جو چیز کھلائی پلائی جاتی زخموں سے نکل جاتی...... پورے مدینے میں کہرام مچ گیا۔

آج وہ زخمی شیر کی طرح زخمی پڑا ہوا ہے

عرب کی دھرتی پہ مرگ وزیست کی کیفیت طاری ہوگئی...... دنیا چیخیں مار مار کر روتی تھی...... کہ وہ شیر امیر المومنینؓ بائیس لاکھ مربع میل کا فاتح زمین پہ کنٹرول کرنے والا...... ہواؤں پہ کنٹرول کرنے والا...... آج وہ زخمی شیر کی طرح زخمی پڑا ہوا ہے...... زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے اور پھر اس کے بعد فرمایا میرے بیٹے! میرا فلاں باغ جو میری ملکیت میں ہے...... چالیس ہزار دینار کا ہے...... اس کو فروخت کرنے کے بعد یہ ساری رقم بیت المال میں جمع کر دینا...... کہ میں نے دس ۱۰ سال میں جتنا بیت المال سے وظیفہ لیا ہے...... اگرچہ اسلامی سلطنت سے وظیفہ لیا ہے میں سلطنت کا کام کرتا تھا...... اس لئے وظیفہ لیتا تھا...... لیکن میں کل قیامت کے دن اللہ کے روبرو اس انداز سے پیش ہونا چاہتا ہوں...... کہ میرے ذمہ اسلامی حکومت کی ایک پائی بھی نہیں ہونی چاہئے...... یہ سارا پیسہ میرا باغ فروخت کرنے کے بعد ساری کی ساری رقم بیت المال میں جمع کرا دینا۔

تیرے جیسے عدل پھر کون کرے گا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جب رقم جمع کرائی گئی...... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو تھے...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ جملے کہے تھے...... فرمایا عمر رضی اللہ عنہ خود تو چلے گئے ہو، اپنے بعد میں آنے والوں کو مشکل میں ڈال گئے ہو...... تیرے جیسا پھر عدل کون کریگا؟

کل قیامت کے دن عمرؓ ایک اونٹ کی وجہ سے خدا کے ہاں پکڑا نہ جائے:

حضرت علیؓ کہتے ہیں...... میں نے ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا

- ❁ سر پر پگڑی نہیں
- ❁ پاؤں میں جوتا نہیں

- پھٹے ہوئے کپڑے ہیں
- پسینے سے شرابور ہیں

اور نہایت ہی تیزی کے ساتھ جنگل کی طرف دوڑ رہے ہیں ...... میں نے کہا! امیر المومنین خیر تو ہے...... فرمایا بیت المال میں سے ایک اونٹ باہر دوڑ آیا ہے...... باہر کی تپتی ہوئی دھوپ تھی...... میرا غلام سو رہا تھا...... میں نے اس کو جگانا پسند نہیں کیا...... اس لئے خود اونٹ کی تلاش میں نکلا ہوں۔

- امیر المومنینؓ ہے
- تپتی ہوئی دھوپ ہے
- سر پہ پگڑی نہیں
- پاؤں میں جوتا نہیں
- جسم پہ پھٹے ہوئے کپڑے ہیں

لیکن اونٹ کی تلاش میں ہے...... کہ کل قیامت کے دن اس اونٹ کی وجہ سے عمرؓ خدا کے ہاں پکڑا نہ جائے۔

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا باغ فروخت کیا گیا...... اور پھر فرمایا! چھ ۶ آدمیوں کی مجلس شوریٰ کمیٹی بنائی ہے...... ان میں سے جس آدمی کو چاہو...... اپنا امیر المومنین منتخب کر لینا ...... ان چھ میں سب سے پہلے آدمی حضرت علیؓ کا انتخاب کیا۔ حضرت عثمانؓ ابن عفان کا انتخاب کیا اور بھی چار جلیل القدر صحابی تھے...... عشرہ مبشرہ میں شامل تھے...... ان کو فرمایا یہ بیٹھ کر اپنی رائے سے اپنا خلیفہ منتخب کریں۔

چنانچہ حضرت عثمانؓ کا انتخاب ہوا...... اور جب امیر المومنینؓ شہید ہو گئے...... آپ نے اپنی موجودگی میں حضرت صہیبؓ رومی کو جانشین اور امامت کے لئے قائم مقام امام منتخب کیا وہ نمازیں پڑھاتے رہے...... شہادت ہوئی اور فرمایا!...... بیٹے جب میں فوت ہو جاؤں مجھے غسل دے لو مجھے جب کفن دے لو...... تو میری لاش لے جا کر...... روضۂ اطہر کے سامنے رکھ

دینا پہلے نہ قبر بنانا پہلے امی عائشہ صدیقہؓ کے پاس جانا...... شاید اماں نے میرے لحاظ کی وجہ سے کہہ دیا ہو...... کہ زندہ ہے عمرؓ کیا کہے گا...... کہ ماں نے میری بات نہیں مانی اس لئے ہاں کر دی ہو...... اس لئے میرے مرنے کے بعد پھر دوبارہ حاضری دینا اور یہ کہنا امی غلام حاضر ہے...... پھر بھی یہ نہ کہنا کہ امیر المومنین کی میت حاضر ہے...... لفظ امیر المومنین ماں کے سامنے استعمال نہیں کرنا...... کہنا اماں غلام حاضر ہے...... اجازت دیں تو اندر دفن کریں...... ورنہ جنت البقیع کے قبرستان لے جائیں...... پھر اماں عائشہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے...... فرمایا! عمر جیسا کون ہوگا؟ جو اس انداز میں عدل کرے کہ کسی زمین پر بھی قبضہ کرنے کیلئے تیار نہیں...... اماں عائشہ صدیقہؓ نے اجازت دی...... حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو روضۂ اطہر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق کے پہلو میں دفن کیا گیا...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے...... آقا نے فرمایا!

انا و ابو بکر و عمر خلقنا من تربة واحدة وفیها ندفن و منها نخرج یوم القیامه①

"میں، صدیق، عمر: اللہ نے ہم تینوں کو ایک ہی مٹی سے پیدا کیا ہے ہم اسی ایک ہی مٹی میں دفن ہوں گے۔ قیامت کے دن اسی مٹی سے اکٹھے نکلیں گے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... لوگو!

"ہر ایک پیغمبر کے لئے اللہ دو وزیر آسمانوں میں رکھتے ہیں...... دو وزیر زمین میں ہوتے ہیں۔"

فرمایا:

لِکُلِّ نَبِیٍّ وَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ السَّمَاءِ وَاَھْلِ الاَرْضِ ،فَوَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ السَّمَاءِ جِبْرَائِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ ،وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ الاَرْضِ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ ○

"اللہ نے مجھے دو وزیر آسمانوں میں دیئے ہیں دو زمین میں دیئے جو آسمانوں میں دیئے ہیں وہ حضرت جبرائیل اور میکائیل ہیں جو زمین کے دو وزیر مجھے عطاء کئے ہیں وہ صدیق اور عمر ہیں۔"

---

① ایک اور حدیث بڑی عجیب ہے۔ عن ابی عمر قال! خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین ابی بکر و عمر فقال! ھکذا نموت و ھکذا نبعث و ھکذا ندخل الجنة (کنز العمال ص9 ج13)

کیے ہیں۔" صحابہؓ کہتے ہیں...... ہم ایک دفعہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے...... آقا مسجد نبوی میں اندر داخل ہوئے۔

ابو بکر و عمر احدهما عن یمینه والاٰخر عن شماله وهو اٰخذ بایدیهما①

"دائیں ابو بکرؓ تھے بائیں عمرؓ تھے درمیان میں پیغمبر ﷺ تھے...... آقا نے دونوں کے ہاتھوں کو پکڑا ہوا تھا اس انداز سے محبوب ﷺ مسجد میں داخل ہوئے...... صحابہ دیکھ کر مسکرانے لگے خوشی میں جھوم گئے...... کہ آج کیسے آقا مسجد میں آرہے ہیں...... ایسے لگتا ہے!

جیسے چاند ، ستاروں میں آرہا ہو
جیسے سورج کرنوں میں آرہا ہو

ایسے لگتا ہے......!

جیسے مرشد مریدوں میں آرہا ہو
جیسے آقا غلاموں میں آرہے ہوں

ایسے لگتا ہے......!

جیسے استاد شاگردوں کے درمیان چل رہا ہو

ایسے حسین معلوم ہو رہے تھے...... صحابہؓ دیکھ کر مسکرائے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا...... یارو! جس بات کی تمہیں خوشی ہو رہی ہے آج پھر میرا اعلان سنو

هٰکَذَا نُبْعَثُ یَوْمُ الْقِیَامَه②

"کل قیامت کے دن بھی ہم ایسے اٹھیں گے۔"

---

① کنز العمال ص8 ج13
مشکوٰۃ ص560 ج2

② ترمذی ص208 ج2 عن ابن عمر ؓ/ مشکوٰۃ ص506 ج2/
کنز العمال ص9 ج13/ فضائل الصحابہ ص395 ج1

ہم اس انداز سے اللہ کے دربار میں اٹھیں گے

دائیں ابو بکرؓ ہو گا بائیں عمرؓ ہو گا درمیان میں پیغمبر ﷺ ہو گا اور اسی حالت میں اللہ کے روبرو ہمارا حشر ہو گا...... ہم اس انداز سے اللہ کے دربار میں اٹھیں گے...... حضرت فاروقِ اعظمؓ کی شہادت محرم الحرام کی پہلی تاریخ کو ہوئی...... اسلام کا وہ عظیم اور صریح باب اس پر ختم ہوا آگے ایک نیا سلسلہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کا چلا بائیس لاکھ مربع میل پہ اسلام کی سلطنت پھیلائی تھی۔ آئندہ جمعہ پر انشاءاللہ سیرت فاروقِ اعظمؓ پر تفصیلی گفتگو ہوگی۔

(وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین)

✿✿✿✿✿

اللّٰهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید

اللّٰهم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید

پیارے نبیؐ کے یار عمرؓ ، اے عالی سرکار عمرؓ
خلد کا ہے حقدار وہی ، جس کو ہے تجھ سے پیار عمرؓ

سارے صحابہؓ عادل تھے ، سب کا ہے تو سردار عمرؓ
تاج نبوت کا بے شک ، تو ہے دُرِ شہوار عمرؓ

کفر رہا جس سے مغلوب ، تیری تھی تلوار عمرؓ
آج بھی سن کر تیرا نام ، کانپتے ہیں کفار عمرؓ

شام اور ایران ، مصر و عراق ، سب ہیں ترے آثار عمرؓ
کاش! اس دور میں مل جائے ، تجھ سا کوئی سالار عمرؓ

☆☆☆☆☆☆

مسجد نبویؐ کے ہر محراب پر لکھا ہوا
صورتِ آیات ہے اب تک عمرؓ لکھا ہوا

کس قدر تعظیم سے پڑھتے ہیں قدسی آج بھی
ہر ورق پر اس کا ذکر معتبر لکھا ہوا

اس طرح تھا منسلک اُسی لقب کی ذات سے
جس طرح شاخِ ثمر پر ہو ثمر لکھا ہوا

جس نے پہنچایا اسے انصاف کی معراج تک
اس کے ہاتھوں پر تھا انجم وہ سفر لکھا ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ مَا لَقِیَکَ الشَّیْطَانُ
سَالِکًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ

سیرت فاروق اعظمؓ

یہ دنیا اُن سے اب تک اکتساب فیض کرتی ہے
کتاب نور میں لکھے ہوئے ہیں مشورے اس کے

آقا عمر رضی اللہ عنہ رہبر عمر رضی اللہ عنہ مرشد عمر رضی اللہ عنہ مولیٰ عمر رضی اللہ عنہ
برتر عمر رضی اللہ عنہ بالا عمر رضی اللہ عنہ اعلیٰ عمر رضی اللہ عنہ اولیٰ عمر رضی اللہ عنہ

ذات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر سو جان سے شیدا عمر رضی اللہ عنہ
ایمان میں ایقان میں احسان میں یکتا عمر رضی اللہ عنہ

روح صفا سوج سخا ، جان وفا وقف رضا
اک ہستی زیبا عمر ایک پیکر دانا عمر رضی اللہ عنہ

باد بہاری کی طرح گزرا عراق و روم سے
ابر کرم بن کر اٹھا ایران پر برسا عمر رضی اللہ عنہ

مابعد ختم المرسلین کوئی نبی آتا نہیں
یہ سلسلہ چلتا اگر تو اک نبی ہوتا عمر رضی اللہ عنہ

آقا میرے صدیق رضی اللہ عنہ بھی آقا میرے فاروق رضی اللہ عنہ بھی
ایک طرف ہیں مولیٰ علی رضی اللہ عنہ اک طرف ہیں مولیٰ عمر رضی اللہ عنہ

✿✿✿ ✿✿✿

سیرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

الحمد للہ الذی شرفنا علی سائر الامم برسالۃ من اختصۃ من بین الانام بجوامع الکلم وجواھر الحکم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم مانطق اللسان بمدحہ ونسخ القلم۔

اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ
قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللّٰھم اعز الاسلام بابی جہل بن ھشام او لعمر بن الخطاب او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام① لو کان بعدی نبی لکان عمر② صدق اللہ مولانا العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین

---

① ترمذی ص 209 ج 2
عن ابن عباس مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
② ترمذی ص 687 ج 2/
مشکوٰۃ شریف ص 558 ج 2

تمہیدی کلمات

- قابلِ صد تعظیم وتکریم!
- واجب الاحترام بزرگو!
- دوستو اور بھائیو!

گزشتہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں، میں نے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین رسول اللہ کے دوسرے جانشین، مرادِ پیغمبرؐ، دامادِ حیدرؓ، فاتح ایران، ناطق وحی، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ کے کچھ پہلو اجاگر کئے تھے۔ جن میں بالخصوص ان کی شہادت کے عنوان سے میں نے تفصیلی روشنی ڈالی تھی۔

آج کے خطبہ میں، میں عدل فاروقی کی ایک مختصر جھلک پیش کرنے کے ساتھ ساتھ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت باسعادت کے مقدس اور عظیم عنوان پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں اور آخر میں بتاؤں گا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کون تھے۔

محرم الحرام کی پہلی تاریخ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ رونما ہوا ہے

قابل قدر دوستو!

آج ذوالحجہ کی 29 یا 30 تاریخ ہے...... اور آج شام کو سورج کے غروب ہونے کے ساتھ ساتھ...... اسلامی سال سن ہجری کے لحاظ سے چودہ سو چودہ (۱۴۱۴) سال بھی غروب ہو جائے گا۔

کل محرم الحرام کی پہلی تاریخ ہوگی...... مسلمانوں کے سال کی بھی ابتداء ہوگی...... اور نیا مہینہ محرم الحرام جیسا باعزت باعظمت باوقار مہینہ شروع ہوگا...... اس کے ساتھ ہی محرم الحرام سے ہی فاروقِ اعظمؓ کی شہادت کی ایک یاد بھی تازہ ہوگی...... کہ محرم الحرام کی پہلی تاریخ کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ابن خطاب کی شہادت کا واقعہ رونما ہوا۔

سارے صحابہ آئے...... عمر کو مانگا گیا

میرے دوستو!

گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں، میں نے یہ بات بتائی تھی کہ عمرؓ ابن خطاب وہ جلیل القدر صحابی ہیں...... جن کو مرادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا اعزاز حاصل ہے...... کہ سارے صحابہ آئے...... عمر رضی اللہ عنہ کو مانگا گیا...... سب کو اسلام کی ضرورت تھی...... اسلام کو عمرؓ ابن خطاب کی ضرورت تھی...... سب کے سب وہ ہیں جنہوں نے اسلام کو قبول کیا ہے...... اسلام وہ ہے جس نے فاروق اعظمؓ جیسے جرنیل کو قبول کیا ہے۔ ①

فاروقِ اعظمؓ اللہ کا بھی انتخاب ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی انتخاب ہیں

میرے دوستو!...... فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اللہ کا انتخاب بھی ہے...... رسول اللہ کا انتخاب بھی ہے...... علماء نے لکھا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ میں تین حروف ہیں...... عین، میم اور راء۔

- عمر رضی اللہ عنہ کی عین — علی سے ہے۔
- عمر رضی اللہ عنہ کی میم — محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔
- عمر رضی اللہ عنہ کی راء — رب سے ہے۔
- عمر رضی اللہ عنہ علیؓ کا انتخاب ہے — کہ علی نے اپنی بیٹی عمرؓ ابن خطاب کو دی تھی۔
- عمر رضی اللہ عنہ نبی کا انتخاب ہے — کہ آمنہ کے دریتیم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی چوکھٹ کو پکڑ کر اسی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو مانگا تھا۔
- عمر رضی اللہ عنہ رب جلیل کا انتخاب ہے — کہ خدا نے ابوجہل و عمر رضی اللہ عنہ ان دو میں سے ایک عمر رضی اللہ عنہ ابن خطاب کا انتخاب کر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں بھیج دیا تھا۔
- جو شخص عمر رضی اللہ عنہ کا منکر ہے — وہ علی رضی اللہ عنہ کا دشمن ہے۔
- جو شخص عمر رضی اللہ عنہ کا منکر ہے — وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔
- جو شخص عمر رضی اللہ عنہ کا منکر ہے — وہ رب کا دشمن ہے۔

---

① حضرت عمرؓ دعاء نبوی کا ثمر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعاء کیا کرتے تھے اللھم اعز الاسلام بابی جھل بن ھشام او بعمر بن الخطاب فاصبح عمر فحدا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسلم ثم صلی فی المسجد ظاھرا (مشکوۃ ص 558 ج 2/ مسند احمد عن ابن عباس / ترمذی ص 687 ج 2/ تاریخ الخلفاء ص 109

فاروق اعظمؓ نے عناصر اربعہ پر حکومت کی ہے

پھر سیدنا عمرؓ میں اللہ کا انتخاب ہونے کے ناطے سے اللہ نے اپنی صفات کا عکس فاروق رضی اللہ عنہ پہ ڈالا ہے۔

- آسمان وزمین پر حکومت خدا کی ہے   فاروق نے بھی آسماں و زمین پر حکومت کی ہے۔
- اللہ عناصر اربعہ کے حکمران ہیں (آگ، پانی، ہوا اور مٹی) فاروق اعظمؓ نے بھی عناصر اربعہ پر حکومت کی ہے۔
- فاروق رضی اللہ عنہ کے درے کو زمین نے قبول کیا ہے۔
- فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز کو ہوائیں لے کر چلی ہیں۔
- فاروق رضی اللہ عنہ کے پیغام کو ہوا تین سو میل دور لے کر گئی ہے۔
- فاروق اعظمؓ کے درے کی للکار کو اور اس درے کی ضرب کو زلزلے نے قبول کیا ہے۔
- فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خط کو دریاؤں نے قبول کیا ہے۔
- فاروق اعظمؓ وہ شخص ہیں جس کو اللہ نے یہ طاقت وجرأت عطا کی تھی...... کہ آتی ہوئی آگ کی طرف اگر فاروقؓ نے اپنا کپڑا بھیجا ہے...... تو پندرہ سو سال گزر چکے ہیں...... پھر مدینے کے پہاڑوں سے آگ کو نکلنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

عمر رضی اللہ عنہ بولیں تو قرآن بن جائے

فاروق رضی اللہ عنہ وہ جرنیل ہے...... جس کو خدا نے یہ عظمت عطا کی ہے...... کہ قرآن مجید میں کل بائیس (۲۲) یا ستائیس مقامات ایسے ہیں کہ جو کچھ عمر رضی اللہ عنہ زمین پر بولتے تھے...... آسمان سے قرآن بن کر اترتا تھا...... فاروق اعظمؓ کی رائے کے مطابق اللہ کا کلام آتا تھا۔

میرے دین پوری مرحومؒ ایک جملہ فرمایا کرتے تھے...... کہ عمر رضی اللہ عنہ بولے تو قرآن بن جائے...... عمر رضی اللہ عنہ تولے تو میزان بن جائے...... عمر رضی اللہ عنہ جو گفتگو کرتے تھے اللہ کا قرآن بن جایا کرتا تھا۔

ہر امت میں ایک محدث ہوتا ہے میری امت کے محدث عمرؓ ہیں

مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث موجود ہے...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لوگو!...... ہر امت میں ایک محدث ہوتا ہے...... اللہ جس سے ہم کلام ہوتے ہیں...... خدا جس سے باتیں کیا کرتے ہیں...... میری پوری امت میں سب سے بڑا وہ محدث جس سے اللہ ہم کلام ہوتے ہیں...... اللہ گفتگو کرتے ہیں...... اللہ اس کی زبان پہ بولتے ہیں جو وہ کہتا ہے اللہ کی طرف سے وہ پیغام ہوا کرتا ہے...... یا جو کچھ خدا کہنا چاہتے ہیں...... اس کی زبان پر خدا وہ کلمات جاری کرا دیتے ہیں...... حضور ﷺ نے فرمایا اگر میری امت میں یہ اعزاز کسی کو ملا ہے تو وہ عمرؓ ابن خطاب کو حاصل ہے۔①

ہمارا خدا مددگار ہے، تمہارا خدا مددگار نہیں

چنانچہ آپ اگر اس کی تفصیل میں جائیں...... تو آپ کو وہ جنگی واقعات ملیں گے کہ جس وقت غزوہ بدر پیش آیا...... اس وقت بھی اگر کسی شخص کی زبان سے وہ کلمات جاری ہوئے...... جو اللہ کی وحی کے مطابق تھے...... تو وہ عمرؓ ابن خطاب تھے...... فاروق اعظم رضی اللہ عنہ وہی جرنیل تھا...... جس کو احد کے میدان میں اللہ کے نبی ﷺ نے یہ جملے کہے تھے...... جس وقت ابوسفیان نے کہا۔

این محمد ﷺ، این ابوبکر رضی اللہ عنہ، این عمر رضی اللہ عنہ②...... محمد کہاں ہے؟ ابوبکر کہاں ہے؟ عمر کہاں ہے؟

---

① وقد كان يكون في الامم محدثون فان يك في امتي احد فعمر بن الخطاب

ترمذی ص 668 ج 2/ مشکوٰۃ شریف ص 556 ج 2/ بخاری ص ج 1 / صحیح مسلم ص 276 ج 2/ تاریخ الخلفاء ص 117 عن ابن عمر بحیہ الله فی الصحابہ ص 361 ج 1/ ابن سعد ص 383 ج 7

② کتب احادیث و سیر میں الفاظ مختلف منقول ہیں۔

1۔ سیرت حلبیہ ص 200 ج 4 مترجم/   2۔ سیرت مصطفی ص 221 ج 2/
3۔ زرقانی ص 37 ج 2/   4۔ فتح الباری ص 272 ج 7/
5۔ تاریخ طبری ص 24 ج 3/   6۔ ابن ہشام ص 89 ج 2/
7۔ السیرت الصحیحہ ص 392 ج 2/   8۔ صحیح التوثیق فی سیرت وحیات الفاروق ص 189/
9۔ عمر بن الخطاب الدکتور

کوئی شخص جواب نہ دے رہا تھا تو سیدنا فاروق اعظمؓ نے کہا..... اے اللہ کے رسولؐ اجازت دیں میں کھل کر جواب دینا چاہتا ہوں..... محبوبؐ نے فرمایا خاموشی اختیار کر..... عمرؓ ابھی جواب دینے کی ضرورت نہیں کچھ وقفہ گزرنے کے بعد شیطان نے ایک افواہ اڑائی..... قدقتل محمد ﷺ ..... لوگو! محمد دنیا سے قتل ہو چکے ہیں۔

اس وقت ابوسفیان نے ایک ضرب لگائی اعل ھبل کہا آج ہمارا ہبل بت زندہ ہو گیا ہے کامیاب ہو گیا ہے وہ فتح پا چکا ہے ..... ہم جیت چکے ہیں محمد ﷺ اور خدا والے لوگ ہار چکے ہیں اللہ کے نبی ﷺ نے اب فرمایا..... عمرؓ! میں نے خدا سے تجھے اسلام کی عزت کے لئے مانگا تھا..... اب تو خاموش نہ رہ اس سوال کا جواب دے..... کافر کہتا تھا..... اعل ھبل۔

فاروق ؓ نے کہا اللہ اکبر، اللہ اجل..... اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے ..... فاروق ؓ کی آمد پر اللہ اکبر کا نعرہ ..... پیغمبر ﷺ کی زبان سے لگا تھا..... اور جب ابوسفیان نے کہا بت زندہ باد ہے..... اس وقت اللہ اکبر کی صدا فاروق اعظم ؓ نے بلند کی تھی۔ فاروق ؓ ہی وہ شخص ہے جس وقت اس (ابوسفیان) نے یہ کہا لنا عزیٰ ولا عزیٰ لکم ..... ہمارے پاس عزیٰ ہے تمہارے پاس یہ عزیٰ بت نہیں..... ہمارے مددگار تین سو ساٹھ بت ہیں تمہارے پاس کوئی نہیں اس وقت فاروق اعظمؓ نے یہ جملے کہے تھے..... اَللّٰہُ مَولَانَا ولا مولا لکم ہمارا مددگار خدا ہے تمہارا خدا مددگار نہیں ① اس وقت ابوسفیان نے کہا برابری ہو چکی ہے بدر میں تم نے ستر مارے تھے، احد میں ہم نے ستر مارے ہیں..... کل ہمارے مرے تھے، آج تمہارے مرے ہیں..... فاروق اعظمؓ نے جواب دے کر کہا تھا..... ابو سفیان تو غلط کہتا ہے مرے ہمارے بھی ہیں مرے تمہارے بھی ہیں..... ستر وہ بھی تھے ستر یہ بھی ہیں مگر فرق یہ ہے کہ تمہارے مرنے کے بعد جہنم کا ایندھن بنے تھے..... ہمارے مرنے کے بعد جنت کے وارث بنے ہیں ۔ تمہارے ذلت کی موت مرے تھے..... ہمارے جام

① کنز العمال ص52 ج12/ ترمذی ص217 ج2/ مشکوٰۃ ص570 ج2/ فضائل الصحابہ ص774 ج2

شہادت نوش کر کے خدا کا قرب حاصل کر چکے ہیں..... اس قدر جرأت اور بہادری کے کلمات اللہ نے فاروق اعظم ؓ کی زبان سے کہلوائے ہیں۔

پردہ ملا ہے تو یہ فاروق اعظمؓ کی غیرت کی وجہ سے ملا ہے

قرآن میں بائیس (۲۲) یا ستائیس (۲۷) مقامات ایسے ہیں..... کہ فاروق کی زبان پر وحی اتری..... آج مسلمانوں کے پاس پردہ موجود ہے..... تو یہ پردہ فاروق کی غیرت ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے..... حضور ﷺ کی ایک بیوی تھی سیدہ زینبؓ..... جیسے دیہاتوں میں ہوتا ہے..... کہ عورتیں باہر جنگل کی طرف قضائے حاجت کے لئے جاتی ہیں ..... حضرت سیدہ زینبؓ باہر نکلیں اور جا رہی تھیں..... ایک منافق نے یوں دیکھا..... دیکھنے کے بعد اس منافق نے دوسرے منافق کو کہا..... وہ محمد ﷺ کی بیوی جا رہی ہے..... فاروق اعظمؓ نے یہ جملے سن لئے..... عمرؓ کی غیرت سے یہ برداشت نہ ہوا..... جلدی سے جا کر آگے کھڑے ہو گئے..... کہا امی! میں محمد رسول اللہ کا غلام ہوں..... میرا نام عمر ہے..... امی منافق نے یہ جملے کہے ہیں..... کہ وہ محمد ﷺ کی بیوی جا رہی ہے..... اس نے اشارہ کیا ہے..... میری غیرت برداشت نہیں کرتی..... آپ اللہ کے لئے گھر لوٹ جائیں..... آپ اور نبی ﷺ کی گھر والیاں پردے کے ساتھ باہر نکلا کریں..... آپ کو اس انداز سے باہر آنے کی اجازت نہیں..... آپ تشریف لے جائیے

جیسے بی بی واپس آئی..... عمر ؓ کی غیرت کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو بھر آئے آسمان کی طرف عمرؓ نے نگاہ اٹھائی ① ابھی عمرؓ کی نگاہ زمین پر نہیں آئی تھی اللہ نے یہ قرآن بنا کر بھیجا کہ اے میرے محبوب پیغمبر ﷺ! یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ

① ۱۔ مشکوٰۃ شریف ص558 ج2 / ۲۔ مسند احمد عن ابن مسعودؓ
۳۔ تفسیر الدر المنثور ص213 ج5/ ۴۔ عمدۃ القاری ص92 ج8
۵۔ صحیح بخاری ص706 ج2/ ۶۔ احمد ص24 ج1/
۷۔ مسلم ص276 ج2/ ۸۔ کنز العمال ص3 ج13

اپنی عورتوں سے کہیئے، اپنی بیٹیوں کو کہیئے، مومنوں کی عورتوں کو کہہ دیجئے ...... کہ آج کے بعد یہ پردہ اوڑھ کر باہر نکلا کریں...... بغیر پردہ کے کوئی عورت باہر نہ آئے...... اگر ملت اسلامیہ کو پردہ ملا ہے تو

- مسلمان بیٹی کو پردہ ملا ہے
- مسلمان بیوی کو پردہ ملا ہے
- مسلمان خاتون کو پردہ ملا ہے
- مسلمان بہن اور ماں کو پردہ ملا ہے

تو یہ فاروق رضی اللہ عنہ کی غیرت کی وجہ سے ملا ہے۔

مسلمانو...... !

آج جس کے سینہ میں فاروق رضی اللہ عنہ کی محبت نہیں ...... خدا نے ان کے سینہ سے غیرت بھی چھین لی ہے...... ان بے غیرتوں کے پاس پردہ آپ کو نظر نہیں آئے گا...... پردہ ملا ہے تو فاروق اعظمؓ کی غیرت کی وجہ سے ملا ہے۔

جب تک اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی رہیں گی، عمرؓ کی یاد تازہ ہوتی رہے گی

ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے کہا...... لوگوں کو نماز کے لئے بلانے کا کوئی طریقہ استعمال کیا جائے...... کہ لوگ عبادت کے لئے آیا کریں...... ایک صحابیؓ نے کہا...... اے اللہ کے رسولؐ! آگ جلایا کریں...... جب آگ روشن ہوگی تو لوگ سمجھیں گے اب عبادت کا وقت ہے۔ لوگ مسجد میں آیا کریں گے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یہ کوئی طریقہ نہیں...... جب بھی کوئی گھر میں آگ جلائے گا...... لوگ اس کو عبادت کا وقت سمجھیں گے۔

ایک صحابیؓ نے کہا ...... اے اللہ کے رسول لکڑی پہ لکڑی ماری جائے ...... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے...... جب کوئی آدمی لکڑی پہ لکڑی مارے یا کوئی شخص کسی چیز کو جھاڑنے لگے تو لوگ کہیں گے شاید نماز کا وقت ہوگیا...... مختلف تجویزیں آئیں ...... سب صحابہ خاموش ہوگئے...... فاروق رات کو سوئے ہوئے تھے...... عمرؓ کہتے ہیں میں نے

خواب دیکھا...... صبح اُٹھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں آئے ...... کہا...... اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! رات میں نے خواب میں آسمانوں پہ ایک خوب صورت فرشتہ دیکھا ہے...... بڑا حسین اور نورانی شکل والا تھا اور وہ یہ جملے کہتا تھا

اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ

اشہدان محمد رّسول اللہ

حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ

اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... بلالؓ! کہا جی محبوب رب ذوالجلال ① ...... فرمایا جلدی کر عمرؓ سے یہ کلمات یاد کرلے...... یہ عمر رضی اللہ عنہ کی زبان کے کلمے اللہ کی طرف سے سعید ہیں ...... جو آذان تمہیں عمرؓ سنا رہا ہے...... یہی آذان کعبہ میں ہوگی...... یہی آذان مسجد نبوی میں ہوگی ...... یہی آذان مسلمانوں کی مسجد اور مرکز میں ہوگی...... آج سے جب تک اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی رہیں گی...... عمر رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ ہوتی رہے گی۔

پھر مجھے ایک جملہ کہنے دو...... جو عمر رضی اللہ عنہ کا دشمن ہے...... نہ اس میں فاروق رضی اللہ عنہ والی غیرت نظر آئے گی ...... جو عمر رضی اللہ عنہ کا دشمن ہے...... نہ اس کے پاس فاروقؓ والی آذان ہوگی ...... یہ آذان ملی ہے تو فاروق رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ملی ہے...... بہت سارے واقعات ہیں...... میں بطور نمونہ ایک دو واقعات آپ کو بتا رہا ہوں۔

بیس رکعت تراویح فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی کاوش کا نتیجہ ہے

یہ تراویح جو آپ بیس رکعت مسجد میں با جماعت پڑھتے ہیں یہ بھی فاروق اعظمؓ کی کاوش کا نتیجہ ہے...... حضرت عمرؓ نے دیکھا...... پانچ صحابی وہاں ہیں، چار یہاں ہیں...... دو ادھر

---

① ترمذی ص146 ج1/

صحیح بخاری ص85 ج1/

باب کتاب الاذان الفاروق ص44 مکتبہ اسلامیہ لاہور

ہیں، وہ ادھر ہیں ..... کوئی مسجدوں میں ہیں، کوئی گھروں میں ہیں ..... علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی نماز ہورہی ہے ..... عمرؓ ابن خطاب نے سب لوگوں کو اکٹھا کیا ..... ابی ابن کعب انصاریؓ جو پیغمبر کی امت کا بہت بڑا حسین قاری تھا ..... حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے ..... میری پوری جماعت میں سب سے زیادہ حسین قرآن پڑھنے والا ..... ابی ابن کعب انصاری ؓ ہے۔①

فاروق اعظم ؓ نے اس ابی ابن کعب انصاری ؓ کو مصلے پر کھڑا کیا ..... تمام صحابہ کو پیچھے کھڑا کیا ..... بیس رکعت تراویح کے اہتمام کا حکم دیا ..... ہر رکعت میں قرآن مجید کا کم از کم ایک رکوع پڑھنے کا حکم دیا ..... اس انداز سے تراویح شروع ہوئی۔②

عمر ؓ نے مسجدوں کو آباد کیا ..... یا اللہ! تو انکی قبر کو منور کر

حضرت عمر ؓ دنیا سے رخصت ہوگئے ..... اور اللہ کے گھروں کو آباد کرگئے ..... ایک دن حیدر کرار ؓ مسجد نبوی میں آئے دیکھا کہ مسجد میں رونق ہے۔

- مساجد آباد ہیں۔
- روشنی ہورہی ہے۔
- چراغ جل رہے ہیں۔
- اور تراویح کا اہتمام ہے۔
- ایک قاری مصلے پر کھڑا ہے۔
- پیچھے نمازیوں کی صفیں بندھی ہوئی ہیں۔

---

① ترمذی ص709 ج2/ مسند احمد من انس ج 1/ مشکوٰۃ ص566 ج2

② جمع علی التراویح یہ حضرت عمرؓ کا کارنامہ ہے
تفصیل کیلئے دیکھیں

۱۔ بخاری ص ج 1/

۲۔ المصدر السابق نفسہ ص2012/

۳۔ الفتاوی ص23 ج31/

۴۔ عمرؓ بن خطاب از الدکتور علی محمد صلابی 197-198 طبع بیروت

- بیس رکعت کا اہتمام ہو رہا ہے۔

اس وقت حیدر کرارؓ کی زبان سے یہ جملے نکلے نور اللہ قبر عمر کما ینور کم مساجد اللہ اللہ عمر ؓ کی قبر کو ایسے نور سے بھر دے ایسا منور کردے جیسے عمرؓ نے تیرے گھروں کو روشن اور منور کر رکھا ہے ..... عمرؓ نے مسجدوں کو آباد کیا ہے ..... اللہ تو اس کی قبر کو آباد کر۔

فاروق ؓ کی غیرت کی وجہ سے امت مسلمہ کو اہم ترین عبادت ملی ہیں

ہمارے ملک میں بدنصیب ٹولے ہیں ..... کسی کو عمرؓ کی آذان اچھی نہیں لگتی ..... کوئی آگے بڑھا دیتا ہے ..... کوئی پیچھے بڑھا دیتا ہے ..... کوئی درمیان میں بڑھا دیتا ہے اور کسی بدبخت کو عمرؓ کی نماز اچھی نہیں لگتی ..... کہ یہ بیس رکعتیں اس نے شروع کی تھیں ..... ہم کیوں پڑھیں ..... اللہ تیرا شکر ہے کہ ہم دیوبندی تیرے نبی ﷺ کے تمام یاروں کو ماننے والے ہیں فاروق ؓ کی غیرت کی وجہ سے امت مسلمہ کو اہم ترین عبادات ملی ہیں۔

عمر ؓ نے تمنا ظاہر کی اللہ نے قرآن بنا کر نازل کردیا

تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں ہے ..... کہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے عمرؓ ابن خطاب جب مقام ابراہیم کے پاس پہنچے یہ وہ پتھر تھا ..... جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہوکر کعبہ کی بنیاد رکھی تھی ..... سیدنا فاروق اعظمؓ نے کہا ..... اے اللہ کے رسولؐ! اس جگہ پہ نوافل نہ پڑھ لیں؟ یہ بڑی بابرکت جگہ ہے ..... میرا دل چاہتا ہے ..... یہاں پر کھڑے ہوکر عبادت کرنی چاہئے ..... سیدنا فاروق اعظمؓ نے یہ دل کی تمنا اور حسرت ظاہر کی ..... اللہ کی طرف سے قرآن بن کر آیا **وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى** عمرؓ! تیری رائے اللہ کو پسند آچکی ہے ..... جتنے دنیا کے لوگ حج کرنے کے لئے جائیں ..... عبادت کرنے کے لئے جائیں ..... ذکر کرنے کے لئے جائیں ..... جب کعبۃ اللہ کا طواف کر چکیں ..... طواف کرنے کے بعد مقام ابراہیم پر آکر دو رکعت نماز نفل پڑھا کریں ..... جب تک یہ نوافل نہیں پڑھو گے ..... اس وقت تک تمہارا حج قبول نہیں ہوگا، عمرہ قبول نہیں ہوگا، طواف قبول نہیں ہوگا ..... ظاہراً لوگ اس کو دو رکعت نفل طواف کہتے

ہیں حقیقتاً علماء نے لکھا ہے... کہ یہ واجب الطواف ہیں... جب تک یہ دو رکعت نہ پڑھی جائیں... اس وقت تک طواف کی عبادت قبول ہی نہیں ہوتی۔ ①

- عمر کی رائے پر — یہ عبادت ملی ہے۔
- عمر کی منشاء سے — کعبہ کا طواف ملا ہے۔
- عمر کی منشاء پر — تمہیں غیرت ملی ہے۔
- عمر کی رضا پر — اللہ نے قرآن کی آیتیں اتاری ہیں۔
- عمر کی مرضی کے مطابق — اللہ نے امت مسلمہ کو آذان دی ہے۔
- عمر کی تجویز اور رائے کے مطابق — اللہ نے پردے کا حکم نافذ کیا ہے۔
- عمر زمین پہ بولتے تھے — آسمان پر قرآن بن جایا کرتا تھا۔

عمر بہت عظیم انسان تھا... تفصیل کا وقت نہیں... آگے چلتا ہوں۔

دورِ فاروقی کی ایک جھلک کہ عمر رضی اللہ عنہ کا دور حکومت کیسا تھا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دس سال حکومت کی اور دس سال کے عرصہ میں بائیس (۲۲) لاکھ مربع میل پر حکومت کی۔

- فاروق اعظمؓ کے دور میں روم و ایران کی سلطنتوں میں تہلکہ مچ گیا تھا۔
- فاروق اعظمؓ نے ان تمام علاقوں کو فتح کیا تھا۔
- فاروق اعظمؓ کے دور میں اسلامی سلطنت کی وسعت کے ساتھ ساتھ دو ہزار قرآن مجید کے قلمی نسخے لکھوا کر پوری دنیا میں تقسیم کیے تھے۔
- چار ہزار عمر ابن خطاب نے مساجد تعمیر کرائی تھیں۔
- نو سو جامع مساجد تعمیر کرائیں... جن میں جمعہ کا اہتمام ہوتا تھا۔
- ہر مسجد کے اندر امام کا تقرر۔

---

① صحیح بخاری ص644 ج2/ تفسیر ابن کثیر ص ج122/ روح المعانی ص380 ج1/ بکنز العمال ص4 ج13/ تاریخ الخلفاء ص122 ج

- مؤذن کا تقرر۔
- خطیب کا تقرر... ان کی تنخواہوں کا تقرر۔

پھر صرف یہاں تک بس نہیں... حتیٰ کہ ہر جگہ پر قرآن مجید کی تعلیم کا انتظام کیا... 36 ہزار بچوں نے عمر ابن خطاب کے دور میں الحمد سے والناس تک پورا قرآن مجید زبانی یاد کیا تھا... ایک جلیل القدر صحابی رسول سیدنا ابودرداءؓ حدیث رسول کا درس دیا کرتے تھے... فاروق اعظمؓ کے دور میں سیدنا ابودرداءؓ کے درس حدیث میں 17 ہزار مسلمان شریک ہوتے تھے... یہ سارے کا سارا فاروق اعظمؓ کا صدقہ جاریہ تھا۔ ①

یہ تمام کے تمام محکمے فاروق اعظمؓ کی ایجاد ہیں

پھر اس وقت جتنے آپ کو محکمے نظر آتے ہیں... یہ تمام کے تمام محکمے فاروق اعظمؓ کی ایجاد ہیں... محکمہ ڈاک عمرؓ نے قائم کیا تھا کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پر خط پہنچایا جائے... اور اس محکمہ میں سیدنا فاروق اعظمؓ کا اپنا کردار یہ ہوتا تھا... جب باہر کے فوجیوں کے خطوط آتے... سیدنا فاروق اعظمؓ خود لیکر جاتے... دروازہ کھٹکھٹاتے ان کو وہ خط دیتے... اور اگر کسی کے گھر کا کوئی خط آتا تو وہ بھی خود پہنچاتے... اور عورت سے کہتے کہ تیرا شوہر تو جہاد پر گیا ہوا ہے... اگر تو اپنے خاوند کو جواب لکھ سکتی ہے یا کسی عزیز سے لکھوا سکتی ہے... تو بہتر ورنہ عمرؓ نوکر ہے... وقت متعین کر لو عمرؓ اس وقت آئے گا... تمہیں خط بھی لکھ دے گا... اور تمہارا پیغام اور ڈاک بھی پہنچوا دے گا۔

محکمہ انہار بھی فاروق اعظمؓ نے قائم کیا تھا... کہ پانی کی ترتیب ہونی چاہئے ہر زمیندار کو اس کا حق ملنا چاہئے... ہر زمین والے کو پانی کا حصہ ملنا چاہئے۔

عمرؓ ابن خطاب کتے کے پیاسے ہونے کو برداشت نہیں کر سکتا

سیدنا فاروق اعظمؓ کا دور حکومت عدل و انصاف سے بھرا ہوا... زمانہ تھا کہا گیا حضرت مسجد پکی نہ بنائیں؟... فرمایا! نبیؐ اور صدیقؓ کے دور میں نہیں بنی میں بھی نہیں بناتا اور

---

① یہ سب واقعات آپ تاریخ طبری/البدایہ/ابن کثیر/تاریخ کتب میں دیکھ سکتے ہیں۔

فاروق نے دوسرا جملہ کہا ......لوگو! اگر خدانخواستہ دریائے فرات کے کنارے پر کوئی کتا بھوکا...... اور پیاسا بلبلاتا ہوا مر گیا...... قیامت کے دن عمرؓ خدا کی دربار میں جواب دہ ہوگا① عمرؓ ایسا کیوں ہوا ہے؟...... عمرؓ ابن خطاب کتے کے پیاسے ہونے کو برداشت نہیں کرتا...... یہاں باپ کی درباروں پر کروڑوں روپے خرچ کر دیئے جاتے ہیں ......اور مسلمانوں کی غربت کی طرف دیکھا بھی نہیں جاتا۔

آج عمرؓ دنیا سے رخصت ہوگیا ہے اسلئے تو شیر نے بکری کو کھایا ہے

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور اقتدار میں ...... وہ انصاف قائم کیا تھا کہ ایک گھاٹ پر شیر اور بکریاں پانی پیا کرتیں...... جس دن فاروق اعظمؓ کی شہادت ہوئی ہے...... ایک بچہ جو روزانہ بکریاں چرانے جاتا تھا...... آکر اپنی امی کو کہتا ہے...... جنگل میں بکریاں چرتی تھیں شیر بھی ہوتے تھے ...... بھیڑیے بھی ہوتے تھے ......اور جانور بھی ہوتے تھے ...... اکٹھے چرا کرتے تھے...... بچہ کہتا ہے امی! آج فلاں شیر بکری کو کھا گیا ہے...... ماں کی چیخ نکل گئی...... ماں رونے لگ گئی...... باپ نے اظہار افسوس کیا...... کہا ہائے آج امیر المومنین دنیا سے رخصت ہوگیا ہے...... بچہ نے کہا ابو میں بتا رہا ہوں بکری مر گئی ہے...... آپ امیر المومنین کی بات کرتے ہیں...... فرمایا بیٹے! جب تک عمر رضی اللہ عنہ تھا کسی شیر اور بھیڑیے کو جرأت نہیں تھی ...... کہ بکری کو کھا لے معلوم ہوتا ہے آج عمرؓ دنیا سے رخصت ہوگیا ہے...... اس لئے تو شیر نے بکری کو کھایا ہے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دورِ اقتدار انصاف سے بھرا ہوا نظر آتا ہے

جس کے درے میں اتنی طاقت تھی ...... کہ زمین ہلنا رک گئی تھی...... آپ کا دور اقتدار انصاف سے بھرا ہوا نظر آتا ہے...... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خاندان نبوت سے جو عقیدت و محبت تھی ...... آپ اس کا تصور ہی نہیں کر سکتے ...... حضرت عمر اپنے دور میں پیغمبر ﷺ کی تمام بیویوں کو بارہ بارہ ہزار سالانہ وظیفہ دیا کرتے تھے۔

---

①

فاروق اعظمؓ سب سے بڑھ کر خاندان نبوت کا احترام کیا کرتے تھے

حضرت حسینؓ ابن علی کو بدری صحابہ کے برابر وظیفہ دیا...... عبداللہ ابن عمرؓ سیدنا فاروق اعظمؓ کے بیٹے تھے...... کہا ابا جان کیا بات ہے میں نے حضور ﷺ کے زمانے میں جنگیں لڑیں ہیں...... حسینؓ نے جنگیں نہیں لڑیں...... آپ اس کو وظیفہ زیادہ دے رہے ہیں ...... مجھے کم دیا ہے کیا وجہ ہے...... فاروق اعظمؓ کی آنکھوں میں جلال ٹپک آیا...... کہا اے عبداللہ! حسین ابن علیؓ کا مقابلہ نہ کرنا تو نہیں جانتا

- وہ رسول کا نواسہ ہے — تو پیغمبر کا نواسہ نہیں
- فرمایا اس کے نانا جیسا — تیرا نانا نہیں
- اس کی نانی جیسی — تیری نانی نہیں
- اس کے خالو جیسے — تیرے خالو نہیں
- اس کے ماموں جیسے — تیرے ماموں نہیں
- اس کے خاندان جیسا — تیرا خاندان نہیں
- اس کی اماں جیسی — تیری اماں نہیں
- اس کے باپ جیسا نبی کی قربت اور رشتہ داری کے لحاظ سے تیرا باپ نہیں
- اس کے گھرانے جیسا — تیرا گھرانہ نہیں
- اس حسینؓ جیسا — تو نہیں

تو اس حسینؓ سے مقابلہ کرتا ہے

- اس کا نانا مصطفیٰ ﷺ ہے — تیرا نانا مصطفیٰ ﷺ نہیں
- اس کی نانی خدیجۃ الکبریٰؓ ہے — تیری نانی خدیجۃ الکبریٰؓ نہیں
- اس کا ابا علی المرتضیٰؓ نبی کا چچازاد بھائی ہے — تیرا ابا میں نبی کا چچازاد بھائی نہیں ہوں
- اس کی اماں فاطمۃ الزہراؓ پیغمبر کی بیٹی ہے۔ — تیری ماں نبی کی بیٹی نہیں ہے
- وہ نبی کا نواسہ ہے — تو نبی کا نواسہ نہیں

وہ نبی کے کندھوں کا سوار ہے   تو دوشِ نبوت کا سوار نہیں

وہ سید ہے تو عمرؓ کا بیٹا غلام زادہ ہو کر سردار زادہ سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے.... جو شخص حسینؓ ابن علی کا اتنا احترام کرتا ہو میں تم سے پوچھتا ہوں حسینؓ کی ماں کی توہین کر سکتا ہے؟ نہیں

فاروق ؓ کو اللہ نے یہ جرأت عطا کی تھی کہ سب سے بڑھ کر خاندان نبوت کا احترام کیا کرتے تھے۔

فاروق اعظمؓ، ابی بن کعبؓ کی عدالت میں

حضرت عباسؓ جو حضور ﷺ کے سگے چچا تھے مسجد نبوی کے قریب ان کا مکان تھا جو حاجی اس سال حج کر کے آئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ مسجد نبوی کے سامنے ایک دروازہ ہے جس کا نام ہے باب السلام اس دروازے سے اندر آؤ ...آتے ہوئے دو ستون چھوڑ کر تیسرے اور چوتھے ستون کے درمیان کی جو جگہ ہے وہاں پر ایک مکان تھا.... یہ مکان حضرت عباسؓ کا تھا فاروق اعظمؓ کا دور خلافت تھا.... حضرت عباس ؓ گھر میں موجود نہیں تھے.... اچانک موسم تبدیل ہوا بارش ہو گئی.... بارش کا پانی پرنالہ سے زمین پر گرا اور مسجد نبوی کے اندر آ گیا نماز پڑھنے کا یہی راستہ تھا.... صحابہ گزر کر آئے فاروق اعظمؓ بھی موجود تھے.... صحابہ کے کپڑے پرنالے کے پانی کی وجہ سے خراب ہو گئے۔

حضرت عمر ؓ کو شکایت کی گئی.... کہ اس پرنالہ کا پانی کپڑوں پر پڑتا ہے. آپ نے فرمایا بتاؤ یہ مکان کس کا ہے.... ؟ صحابہ نے کہا کہ یہ مکان حضورؐ کے چچا عباس ؓ کا ہے پوچھا عباسؓ کہاں ہیں.... جواب دیا وہ سفر پر گئے ہوئے ہیں. تو حضرت فاروق ؓ نے کہا میں بحیثیت امیر المومنین ہونے کے ناطے حکم دیتا ہوں کہ اس پرنالے کو یہاں سے اتار کر دوسری جگہ نصب کر دو.... عموم بلوہ کی خاطر ضرورت تھی.... رفاع عامہ کی خاطر یہ کام کیا پرنالہ اتار کر دوسری طرف نصب کر دیا شام کو یا دوسرے دن حضرت عباسؓ واپس تشریف

لے آئے.... آپ نے دیکھ کر کہا میرے مکان کا پرنالہ کس نے تبدیل کر کے لگایا ہے.... لوگوں نے کہا عمرؓ نے.... حضرت عباس ؓ نے کہا عمرؓ کون ہوتا ہے میرے گھر میں مداخلت کرنے والا.... مکان میرا ہے فاروقؓ کا تو نہیں.... میں اس گھر کا مالک ہوں عمرؓ نہیں.... مدینے میں اس وقت چیف جسٹس قاضی اور جج سیدنا ابی ابن کعب انصاری ؓ ہوا کرتے تھے.... ابی ابن کعب انصاریؓ کی عدالت میں جا کر کہا اے مدینے کے جج! عمرؓ ابن خطاب نے میرے مکان میں مداخلت کی ہے.... مجھے اس کا بدلہ دلوایا جائے.... عمر ؓ کون ہوتا ہے میرے مکان میں مداخلت کر کے پرنالہ کی جگہ تبدیل کرنے والا؟

ابی ابن کعب انصاریؓ نے دو فوجی بھیجے.... اور کہا امیر المومنین عمر ؓ کو کہو ابی ابن کعب انصاریؓ کی عدالت میں حاضر ہوں اور ابھی حاضر ہوں.... عمر ؓ اسی وقت حاضر ہوئے.... مدینے کا قاضی عدالت کی کرسی پر بیٹھا ہے.... عمر ؓ آئے تو استقبال کے لئے اٹھا نہیں.... آج تو کوئی عام سا آدمی آجائے.... بڑے سے بڑے صاحب اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں.... AC صاحب نے اس کو بھیجا ہے.... AC صاحب کوئی خدا ہے؟

ارے جس عمرؓ کے استقبال پر اللہ کا نبی کھڑا ہوا تھا.... مگر جب وہ عمرؓ عدالت میں گیا ہے.... تو قاضی کھڑا نہیں ہوا.... تا کہ عدالت کے قانون پر حرف نہ آئے.... دنیا یہ مت کہے کہ بادشاہ تھا مجرم بن کر آ رہا تھا.... جج کھڑا ہو گیا ہے.... شاید یوں احترام بادشاہوں کا کیا جاتا ہے۔ اسلامی حکومت نے بتایا.... حاکم ہو یا محکوم.... بادشاہ ہو یا رعایا ہو.... جب ملزم کی حیثیت سے سامنے آئے.... پھر ملزم کی نگاہ سے اس کو دیکھو.... بادشاہ کی نگاہ سے اس کو مت دیکھو.... مدینہ کا جج نہیں اٹھا.... اپنی کرسی پر بیٹھا رہا۔ حضرت عمرؓ جب سامنے آئے تو سلام کیا تو جج نے کہا عباسؓ کے پاس کھڑے ہو جاؤ۔

جو پرنالہ نبی لگوائے عمرؓ کون ہوتا ہے اُکھڑوانے والا؟

مدعی اور مدعی علیہ دونوں عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہیں.... قاضی نے کہا عباسؓ دعویٰ پیش کرو.... کہا یہ میرا مکان ہے.... عمرؓ نے اس مکان کا پرنالہ اکھڑوا کر دوسری

طرف لگوایا ہے میری اجازت کے بغیر ایسا کیوں کیا ہے؟..... قاضی نے کہا عمرؓ جواب دعویٰ پیش کرو..... فاروق اعظمؓ نے کہا عموم بلوہ کے لئے اور رفاع عامہ کے لئے یہ کام میں نے کیا ہے..... بارش ہو رہی تھی..... پانی زمین پر پڑتا تھا..... تو سب کے کپڑے خراب ہو رہے تھے تو میں نے کہا پرنالہ دوسری طرف لگا دیا جائے تو لوگوں کے کپڑے خراب نہیں ہوں گے۔ یہ میں نے کوئی برا کام نہیں کیا۔

بات معقول تھی..... لیکن حضرت عباسؓ کا جو اگلا جواب تھا وہ عجیب تھا کہا قاضی مدینہ! یہ پرنالہ میں نے نہیں نصب کیا تھا..... جس وقت میں مکان بنا رہا تھا عمارت چھت پر پہنچی..... آمنہ کا در یتیم نبی کریم رؤف الرحیم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آقا نے کہا چچا عباسؓ! مکان بنایا ہے..... پرنالہ کس طرف رکھو گے؟..... میں نے کہا محبوبؐ یہاں پر رکھنا ہے..... فرمایا میری رائے یہ ہے اس جگہ پر پرنالہ نصب کرو..... اس وقت یہ راستہ نہیں تھا..... وہ جگہ راہ گزر نہیں تھی۔

حضورؐ نے فرمایا چچا پرنالہ اس جگہ پر لگانا ہے..... میں نے کہا ٹھیک ہے..... حضورؐ نے فرمایا میں چاہتا ہوں پرنالہ ابھی اپنے ہاتھ سے لگ جائے..... میں اس کو لگانا چاہتا ہوں..... عباس کہتے ہیں میں نے کہا اللہ کے نبی میں بیٹھتا ہوں..... پھر آپ میرے کندھوں پر چڑھ کر اس پرنالہ کو نصب کیجئے..... حضورؐ تیار ہو گئے۔

ہر آدمی کے بس کی بات نہیں کہ محمد ﷺ کی نبوت کا بوجھ برداشت کرے

عباس کہتے ہیں میں بیٹھ گیا..... اللہ کے نبی نے میرے کندھوں پر جونہی پاؤں رکھا..... نبوت کا بوجھ اتنا تھا عباس برداشت نہ کر سکے دونوں ہاتھ زمین پر گر گئے۔

حضورؐ پیچھے ہٹ گئے..... حضورؐ نے فرمایا..... عباسؓ! ہر آدمی کے بس کی بات نہیں کہ محمد ﷺ کی نبوت کا بوجھ برداشت کرے۔

- ✿ حسین رضی اللہ عنہ نبوت کے کندھے پر۔
- ✿ عباس رضی اللہ عنہ نبوت کے کندھے پر۔
- ✿ حسن رضی اللہ عنہ نبوت کے کندھے پر۔

- ✿ علی رضی اللہ عنہ نبوت کے کندھے پر۔

پوری امت کا بوجھ نبی ﷺ کے کندھے پر..... اور نبیؐ کا بوجھ صدیقؓ کے کندھے پر..... یہ بوجھ صدیق رضی اللہ عنہ نے برداشت کیا ہے..... ہر ایک نے نہیں کیا..... فرمایا چچا میرے کندھے پر چڑھ کر نصب تو کر!

عباسؓ کہتے ہیں..... حضور ﷺ نے مجھے اپنے کندھوں پر بٹھایا..... میں اوپر چڑھ کر کھڑا ہو گیا اور میں نے وہ پرنالہ نصب کیا..... اور جب میں پرنالہ لگا چکا تھا..... تو حضور ﷺ نے فرمایا..... عباس دیکھ! یہ پرنالہ میں نے اپنے حکم سے لگوایا ہے..... اس پرنالے کو یہاں پر رہنے دینا..... سیدنا عباسؓ نے عدالت میں کہا جو پرنالہ نبی لگوائے..... عمرؓ کون ہوتا ہے اکھڑوانے والا؟

ہماری آنکھوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ نے یہ پرنالہ لگایا تھا

عدالت کا انصاف دیکھیں..... قاضی کہتا ہے عباسؓ اس واقعہ کا گواہ کون ہے؟..... دو آدمی بطور گواہ مدینہ سے سیدنا عباسؓ لے آئے..... گواہوں کو کہا گیا سامنے آئیے..... چنانچہ گواہ سامنے آ گئے..... ہاں بھائی تم بتاؤ؟..... انہوں نے کہا کہ ہم اس کیس کے گواہ ہیں کہ ہماری آنکھوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ نے یہ پرنالہ لگوایا تھا۔

اب تو عباسؓ مجھ سے راضی ہے

مدینے کے قاضی نے کہا..... عمرؓ اب تم اپنی سزا خود تجویز کرو..... آپ نے اس پرنالہ کو اکھاڑنے کی جرأت کیسے کی ہے..... فاروقؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے..... فاروقؓ کا سر نیچے ہو گیا..... اور کہا قاضی مدینہ! میں اپنی سزا آپ تجویز کرتا ہوں..... عباسؓ کو اگر میری سزا منظور ہو تو بہتر ورنہ جو سزا آپ تجویز کریں میں قبول کرتا ہوں..... کہا بتاؤ کیا سزا ہے؟..... حضرت عمرؓ نے کہا یہ پرنالہ میں خود اکھاڑتا ہوں..... اسی جگہ پر جا کر لگواتا ہوں..... اور پورے مدینے میں اعلان کرتا ہوں..... مدینہ کے لوگوں کو جمع کرتا ہوں..... نیچے میں کھڑا ہوتا ہوں عباس کو اپنے کندھوں پر چڑھا کر پرنالہ نصب کراتا ہوں..... اور دنیا کو بتاتا ہوں کہ جو پرنالہ

پیغمبرؐ نے لگایا تھا..... عمرؓ کو جرأت نہیں تھی اس پرنالہ کو اکھاڑنے کی..... یہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے..... میں اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوں..... اب تو عباسؓ مجھ سے راضی ہے..... حضرت عباسؓ نے کہا بالکل ٹھیک ہے..... یہ فیصلہ منظور ہے..... قاضی نے کہا..... ابھی عدالت کے وقت میں یہ کام ہونا چاہئے اور مجھے اس کی اطلاع ملنی چاہئے۔

دنیا دیکھ رہی تھی کہ......!

عدالت لگی ہوئی ہے..... عمرؓ ابن خطاب عدالت سے باہر نکلتے ہیں..... پورے مدینے میں منادی کرتے ہیں..... یا اھل المدینہ تعالوا الی المسجد النبوی تعالوا! الی بیت العبـاس ..... مدینہ والو! عباس کے مکان کے قریب آجاؤ..... عباس کے گھر کے قریب جمع ہوجاؤ..... سارے کے سارے اہل مدینہ اکٹھے ہوتے ہیں..... عباسؓ گارا بناتے ہیں..... پرنالہ اکھاڑ کے لے آتے ہیں..... حضرت عمرؓ آ کے نیچے کھڑے ہوتے ہیں..... حضرت عباسؓ کو اپنے کندھوں پر بٹھاتے ہیں..... عمرؓ نیچے کھڑا ہے..... عباسؓ کندھے پر ہے..... پرنالہ نصب کیا جارہا ہے..... تاریخ میں آتا ہے دنیا دیکھ رہی تھی حضرت عباسؓ، عمرؓ کے کندھے پر کھڑے ہیں پرنالہ نصب کررہے ہیں..... سخت گرمی اور دوپہر کی دھوپ ہے..... فاروقؓ کے چہرے پر پسینہ ہے، آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں..... عباسؓ پرنالہ لگارہا ہے گارا گرتا ہے..... عمرؓ کے چہرے پر گارا ہے، عمرؓ کی داڑھی پر مٹی اور گارا ہے..... عمرؓ کے کپڑے خراب ہورہے ہیں۔

میں اللہ کی زمین پر انصاف کو قائم کرنے کے لئے آیا ہوں

ساری دنیا دیکھ کر کہتی ہے..... عباس..... عباس..... عباس..... نبی کا چچا تو اپنی جگہ پر ہے..... یہ امیر المومنین ہیں..... بائیس لاکھ مربع میل پر حکمران ہے..... ملت اسلامیہ کا فرمانروا ہے..... دنیا کیا کہے گی کہ بادشاہ پہ اتنا ظلم ہوا ہے کہ اس سے بدلہ لیا گیا ہے..... ہمیں حکم دیں ہم پرنالہ نصب کرتے ہیں..... فاروقؓ نے کہا..... لوگو رکو!..... میں اللہ کی زمین پر انصاف کو قائم کرنے کے لئے آیا ہوں۔

اللہ کی دھرتی پر عدل کو قائم کرنے کے لئے آیا ہوں..... نبی ﷺ کے مدینے کو انصاف سے بھرنے کے لئے آیا ہوں..... میں ناانصافی نہیں کرتا..... پرنالہ نصب کیا گیا..... دنیا دیکھ رہی تھی..... کہ وہ شخص جس کی زبان پر قرآن اترتا تھا..... جس کی زبان وحی کے لئے استعمال ہوتی تھی..... جو شخص بائیس لاکھ مربع میل پر حکومت کرنے والا ہے..... ایک ہزار چھتیس شہر جس آدمی نے فتح کئے تھے..... آج وہ نیچے کھڑا ہے گارا اس کے چہرے پر ہے..... پانی اس کے منہ پر پڑ رہا ہے۔

عمرؓ میں تجھ سے بدلہ نہیں لینا چاہتا تھا

جب پرنالہ لگ گیا..... عباسؓ نیچے اترے نیچے اترنے کے بعد حضرت عمرؓ کو سینے سے لگایا..... پیشانی کو بوسہ دے کر کہا..... عمرؓ! میں تجھ سے بدلہ نہیں لینا چاہتا تھا..... میں تیرا انصاف دیکھنا چاہتا تھا..... آج کے بعد فیصلہ یہ ہے کہ یہ مکان میرا نہیں..... میں وقف کرتا ہوں..... اسے مسجد نبویؐ میں شامل کردیا جائے۔

وہ کتنا عظیم انسان ہے، جس کو نبی کہے تو میرا بھائی ہے

حضرت عمرؓ نے دس سال حکومت کی ہے..... عمر کا دور حکومت عدل وانصاف سے بھرا ہوا نظر آتا ہے..... حدیث میں آتا ہے حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے کہ کوئی شخص اپنی ساری عبادت مجھے دے..... اور ایک جملہ جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا..... اگر مجھ سے لینا چاہے تو میں نہیں دونگا..... پوچھا گیا کونسا؟..... فرمایا جب میں عمرے پر جارہا تھا..... حضور ﷺ نے مجھے روانہ کیا اور روانہ کرتے ہوئے..... حضور ﷺ میرے ساتھ مدینہ سے باہر آئے اور جب مجھے سواری پر بٹھا کر حضورؐ نے مجھے الوداع کیا..... حضورؐ نے اس وقت میری سواری کو پکڑ کر مجھے ایک جملہ فرمایا..... یا عمرؓ یا اخی..... اے عمر! اے میرے بھائی..... کیا وہ عظیم انسان ہے جس کو نبی ﷺ کہتا ہے تو میرا بھائی ہے..... اگلا جملہ سنئے لَا تنسانا و اشرکنا فی دعائک عمر! ہمیں بھول نہ جانا اپنی دعاؤں میں ہمیں بھی شریک کرلینا۔

- جب تو مکہ میں جائے
- جب تو کعبہ کا طواف کرے
- جب تو ملتزم کو چمٹ کر دعائیں مانگے
- جب تو حجر اسود کے بوسے لے

اس وقت اپنے لئے اکیلی دعا نہ کرنا...... مجھ محمد ﷺ کو بھی دعا میں یاد رکھنا! نبیؐ کہتے ہیں تو میرے لئے دعا کر.... وہ کتنا عظیم انسان ہوگا...... جسے سید الانبیاءؐ دعا کے لئے کہہ رہے ہیں۔

تیری موت کا وقت قریب آچکا ہے

آخری سال حضرت عمرؓ حج پر آئے ذوالحجہ کا مہینہ تھا...... رات کا وقت تھا...... کھلے آسمان کے نیچے سوئے ہوئے تھے..... چاند اوپر آسمان پر چمک رہا تھا...... عمرؓ نے چاند کی طرف یوں دیکھ کر اپنے آپ کو کہا..... عمر تیری عمر اس چاند جیسی ہے..... کیا مطلب! جیسے چاند بڑھتے بڑھتے شباب پر چودہ کو آتا ہے..... پھر گھٹتے گھٹتے ختم ہو جاتا ہے..... عمرؓ! کبھی وہ تیرا زمانہ تھا تو بچہ تھا...... جوان ہوا اونٹ چراتا تھا..... پھر تو نے پیغمبر ﷺ کا کلمہ پڑھا..... پھر محمدؐ کی صحابیت کا شرف تجھے حاصل ہوا..... پھر تو نبی ﷺ کی مراد بنا..... پھر ایک وقت آیا اللہ نے تجھ سے انقلاب برپا کرایا...... بائیس لاکھ مربع میل پر اسلامی سلطنت قائم کی..... پھر آہستہ آہستہ کمزور ہوتے ہوتے اب تو بوڑھا اور ضعیف ہو چکا ہے..... تیری موت کا وقت آچکا ہے..... چاند کی طرح تو نے عمر گزاری ہے۔

اللہ مجھے موت شہادت کی دے اور اپنے محبوب محمدؐ کے شہر مدینہ میں دے

پھر اس کے بعد اٹھے اور کعبۃ اللہ میں جا کر کعبہ کی چوکھٹ کو پکڑا اور دعا مانگی..... اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ ① ..... اللہ مجھے موت شہادت کی دے..... اور اپنے محبوب محمدؐ کے شہر مدینہ میں دے

---

① یہ دعا، الفاظ مختلف کیساتھ موجود ہے۔ دیکھئے
۱۔ بخاری ص 253 ج 1/
۲۔ الطبقات ابن سعد ص 331 ج 3/
۳۔ تاریخ المدینہ ص 872 ج 3

یہ محال تھا کہ شہادت کی موت آئے اور مدینہ میں آئے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟...... خود تو بادشاہ ہے...... اور یہ دعا مانگی...... اور خواب دیکھا فرماتے ہیں کہ ایک مرغ نے مجھے تین یا چھے چونچیں ماریں...... خون نکلا...... میں سمجھ گیا کہ میری شہادت کا وقت قریب آ گیا ہے۔

مجھے شہادت کا یقین اس وقت ہو گیا تھا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں...... مجھے اپنی شہادت کا یقین اس وقت ہو گیا تھا جب رسول اللہ ﷺ نے یہ جملے فرمائے تھے..... احد پہاڑ ہلنے لگا تھا.... اللہ نے پہاڑ کو پاؤں مار کر فرمایا تھا اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَ صِدِّیْقٌ وَشَھِیْدَانِ ① رک جا تجھ پہ ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہوئے ہیں...... فرمایا کہ مجھے یقین تھا کہ نبی محمدؐ ہیں، صدیق ابوبکرؓ ہیں، شہید میں ہوں اور عثمانؓ ہے۔

مجھے یقین تھا کہ اللہ کے نبیؐ کی زبان سے میں شہید کہہ دیا گیا ہوں یقیناً میں شہید ہو جاؤں گا...... آخری دور میں سیدنا فاروق اعظمؓ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے...... آکر جیسے معمولات تھے...... ان معمولات میں وقت گزارنا شروع کیا۔

فیروز مجوسی، سیدنا عمرؓ کی فتوحات کو دیکھ کر پریشان ہوتا تھا

ایک شخص جس کا نام ابولولو فیروز مجوسی تھا..... یہ سیدنا عمرؓ کی فتوحات دیکھ کر پریشان ہوتا تھا..... آکر اپنے حاکم سیدنا مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ کی شکایت پیش کی..... کہ میرا مالک مجھ سے زیادہ ٹیکس وصول کرتا ہے..... میرا کام تھوڑا ہے..... آپؓ نے فرمایا تو کیا کام کرتا ہے؟..... اس نے کہا میں زرگری کا کام کرتا ہوں..... میں چکیاں بھی بناتا ہوں..... اس نے پانچ سات قسم کے اپنے معمولات بیان کئے..... حضرت سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا..... تیری آمدنی زیادہ ہے..... تیرا مالک تجھ سے ٹیکس کم لیتا ہے..... میں اس کو کیسے روکوں؟..... یہ تو انصاف کے خلاف ہے۔

---

① صحیح بخاری ص 519 ج 1/
تاریخ الخلفاء میں اسکن فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان (ص 30) /
فضائل صحابہ احمد بن حنبل ص 114-116 ج 1

حضرت عمرؓ کو قتل کرانے میں ایران کی سازش تھی

ہاں تو ہمارے لئے ایک چکی بنا کر لے آجو پیسے تجھے لوگ دیتے ہیں ..... اس سے زیادہ پیسے میں تمہیں دوں گا اس کے جواب میں ابولولو فیروز مجوسی نے کہا..... عمرؓ! میں تیرے لئے عنقریب وہ چکی بنانے والا ہوں جس کی شہرت مشرق سے مغرب تک شمال سے جنوب تک ہوگی یہ سنتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا! یہ مجھے قتل کی دھمکی دے کر جا رہا ہے..... صحابہؓ نے کہا حضرت اسے گرفتار کر کے لے آئیں فرمایا کوئی ضرورت نہیں ..... مت گرفتار کرو اس کو اپنے حال پر رہنے دو درحقیقت یہ ایران کی ایک سازش اور بدمعاشی تھی۔

- جس ایران نے نبی ﷺ کا خط پھاڑا تھا۔
- جس ایران کو پیغمبر ﷺ نے بددعا دی تھی۔
- جس ایران کو فاروق رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا۔
- جس ایران کی شہزادی کا نکاح فاروق اعظمؓ نے حسینؓ ابن علیؓ سے ساتھ کیا تھا ایران

اس عداوت کا بدلہ چکانے کے لئے عمرؓ کے قتل کے لئے ابولولو فیروز مجوسی کو لے آیا تھا..... لیکن وہ بات پس پردہ رکھنا چاہتا تھا..... کہ راز فاش نہ ہو کہ کس آدمی نے فاروق کو قتل کیا ہے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ پر دوران امامت حملہ کیا گیا

میرے دوستو! سیدنا فاروق اعظمؓ فجر کی نماز کی امامت کرا رہے تھے..... وہ ابولولو فیروز مجوسی پہلی صف میں کھڑا تھا ..... ذوالحجہ کی ستائیس یا اٹھائیس تاریخ تھی..... فجر کی نماز کا وقت تھا امیر المومنینؓ خود نماز پڑھایا کرتے تھے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ مصلے پر کھڑے تھے ..... نماز پڑھا رہے تھے ..... ابولولو، فیروز مجوسی آگے نکلا ایک خنجر زہر آلود اس نے لے رکھا تھا ..... اس نے نماز کے دوران خنجر نکالا فاروق اعظمؓ پر حملہ کیا ..... اس دھاری دار خنجر سے چھ (٦) وار کئے..... سیدنا فاروق اعظمؓ مصلے کے قریب زمین پر گر پڑے ..... جان تڑپ رہی تھی..... پورا مصلیٰ خون آلود ہو گیا..... جسم سارا خون سے لت پت ہو گیا۔

سیدنا فاروق اعظمؓ نے امامت کیلئے عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو اشارہ کیا

سیدنا فاروق اعظمؓ نے بے ہوشی کی حالت میں اشارہ کیا عبدالرحمٰنؓ بن عوف مصلے پر آئے..... امامت کرائی چھوٹی سورتیں پڑھ کر نماز کو مکمل کیا..... ابولولو، فیروز مجوسی خنجر مار کر باہر بھاگنے لگا..... جب نکلنے لگا صحابہؓ کی صفیں گنجان تھیں ..... صحابہؓ مل کر کھڑے ہوئے تھے گنجان صفیں تھیں..... وہ شخص باہر نہ نکل سکا۔

اس نے نکلتے ہوئے صحابہ کو وہ خنجر مارے، سترہ صحابہ اس کے دھاری دار خنجر سے زخمی ہوئے اور سات صحابہ شہید ہو گئے..... وہ مجوسی پھر بھی باہر نہ نکل سکا چونکہ صفیں بہت لمبی تھیں۔

عمرؓ کے دشمن نے اپنے آپکو خود مار ڈالا

صحابہ رضی اللہ عنہم مسجد میں نماز با جماعت کے اہتمام کے لئے آئے تھے ..... وہ کمینہ وار کر کے جا رہا تھا ..... علماء نے لکھا ہے جونہی صحابہ نماز سے فارغ ہوئے ..... ایک صحابیؓ کے پاس چادر تھی ..... اس نے زور سے اس کے اوپر ڈالی ..... وہ ابولولو، فیروز مجوسی اس کے نیچے آ گیا ..... وہ چادر اس کے اوپر آ گئی..... صحابہ نے اس کو پکڑا وہی خنجر جو زہر آلود، دھاری دار اس کے پاس تھا..... جس خنجر سے فاروق رضی اللہ عنہ اور صحابہؓ پہ اس نے حملہ کیا تھا۔ اس نے سوچا اگر میں زندہ پکڑا گیا تو شاید مجھے وہ راز بتانا پڑ جائے..... کہ ایران نے مجھے قتل کے لئے بھیجا تھا۔

اس راز کو چھپانا مقصود تھا ..... اس نے وہ خنجر اپنے پیٹ میں خود مارا..... عمرؓ کے دشمن نے اپنے آپ کو خود مارا ..... اور وہیں پر اس نے خنجر مار کر کھینچا اور موقع پر ہی وہ مر گیا..... ہلاک ہو گیا۔

رب کعبہ کی قسم عمر رضی اللہ عنہ کامیاب ہے

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو مسجد سے اٹھا کر گھر لائے ..... عمرؓ نے سب سے پہلا جملہ یہ کہا کہ میرا قاتل کون ہے ① ..... سیدنا فاروق اعظمؓ کو بتایا گیا ..... کہ آپ کا قاتل ایک غلام ابو

---

① مستدرک حاکم ص 91 ج 1/ سیرۃ الصحابہؓ ص 128 ج 1/ الاستیعاب ص 471 ج 2/ الریاض النضرۃ ص 418 ج 1/ حیات وخلافہ ص 323

② عمر بن الخطاب ص 662

لولوء فیروز مجوسی ایران کا رہنے والا ہے..... آپ نے فرمایا..... فزت برب الکعبۃ..... رب کعبہ کی قسم عمرؓ کامیاب ہے..... سیدنا فاروق اعظمؓ نے کہا اللہ تیرا شکر ہے..... عمرؓ کے قتل میں کسی مسلمان کا ہاتھ نہیں..... عمر رضی اللہ عنہ کا قاتل کافر ہے..... اور پھر اس کے بعد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو شربت اور دوائی وغیرہ استعمال کرائی گئی..... وہ دوائی زخموں سے باہر نکل آئی..... یہ بڑی لمبی تفصیل ہے میں بات کو سمیٹتا ہوں۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بلوا کر کچھ نصیحتیں فرمائیں..... چھ (۶) صحابہ کی مجلس شوریٰ قائم کی۔

اے عمرؓ! میں تجھے قبر کیلئے جگہ کیوں نہ دوں؟

آخر میں اپنے بیٹے عبداللہ ابن عمرؓ کو سیدہ عائشہؓ کے پاس بھیجا..... فرمایا:① بیٹے! جا کر میری امی سے کہو! امی تیرا بیٹا عمر رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ مجھے پیغمبرؐ کے پہلو میں سونے کے لئے جگہ دیدو..... اس لئے کہ حجرہ آپ کی ملکیت ہے..... جب اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ اطلاع پہنچی..... تو اماں کی آنکھوں میں آنسو تھے کہا بیٹے! یہ جگہ میں تجھے کیوں نہ دوں؟..... مجھے وہ وقت یاد ہے جب منافق بدمعاش ایرانی نسل کے لوگوں نے مجھ پر الزام لگایا تھا..... تو اس وقت میں پیغمبرؐ کے گھر سے اپنے ابو کے گھر میں آچکی تھی..... محبوبؐ اپنی جگہ پریشان تھے..... صحابہؓ اپنی جگہ تڑپ رہے تھے..... میں رو رو کر بے ہوش ہو گئی تھی..... ایک وقت مجھ پر ایسا گزرا تھا کہ..... مجھے دلاسہ دینے والا کوئی شخص نہیں تھا..... عمرؓ اس وقت تو ہی تو میرا وکیل صفائی بن کر آیا تھا..... جس نے یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا تھا..... کہ اے اللہ کے نبیؐ! جس نے اس عورت کو تیری بیوی بنا کر تیرے گھر میں بھیجا ہے..... اس رب کو گھر سے نکالنے کا حق ہے..... آپ کو اس عورت کو گھر سے نکالنے کا کوئی حق نہیں..... حضورؐ خاموش ہو گئے تھے..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عمرؓ کے جملوں سے مجھے تسلی ہو گئی۔

① مستدرک حاکم ص 91-93 ج 1 بخاری کتاب الجنائز، کتاب الاعتصام

عمر رضی اللہ عنہ تیرے لئے اسی جگہ کا انتخاب کرتی ہوں

امی عائشہؓ نے کہا..... عمرؓ بیٹے! اس وقت تو نے مجھ پر احسان کیا **ھَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ**..... اس احسان کا بدلہ یہ دیتی ہوں..... میں چاہتی تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہو جاؤں..... لیکن مجھے یہ پسند ہے کہ میں کسی اور جگہ جنت البقیع کے قبرستان میں سو جاؤں گی..... عمرؓ تیرے لئے اس جگہ کا انتخاب کرتی ہوں..... حضورؐ کے پہلو میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا گیا۔

پھر حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے کو کہا..... بیٹے عبداللہؓ! جس وقت میں شہید ہو جاؤں مجھے کفن دے دیا جائے جنازہ پڑھنے کے بعد میری میت لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے سامنے رکھ دینا..... پھر ایک بار امی کے پاس جانا اور کہنا کہ امی! تیرا بیٹا کفن پہن کر تیرے دروازے پر آ گیا ہے..... اجازت ہو تو اندر دفن ہو جائے؟..... عائشہ صدیقہؓ کی آنکھوں میں آنسو تھے..... ارے مسلمانو! جو قبر بھی جبراً اپنی نہیں لیتا..... وہ کسی کا مال کیسے کھا سکتا ہے..... اماں نے پھر اجازت دی..... تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو دفنایا گیا۔

عمر رضی اللہ عنہ تیری جدائی میں تا حیات اسلام روتا رہے گا

ایک حدیث سنا کر بات کو ختم کرتا ہوں..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا..... لوگو! ماں باپ مرتے ہیں، اولاد روتی ہے..... اولاد مرتی ہے تو ماں باپ روتے ہیں..... جب کوئی بھائی فوت ہو تو بہنیں روتی ہیں..... بہن دنیا سے رخصت ہو تو بھائی افسوس کرتے ہیں..... عمرؓ جس دن تو دنیا سے جائے گا..... تیری جدائی میں قیامت تک اللہ کا اسلام روتا رہے گا۔

اَلاِسْلَامُ یَبْکِیْ عَلٰی مَوْتِکَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃ

صحابہؓ کہتے ہیں جب عمرؓ زخمی ہوا..... عمر رضی اللہ عنہ نہیں زخمی ہوا..... بلکہ پورا مدینہ زخمی ہو چکا تھا۔

عمر کی جدائی سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام یتیم ہو چکا ہے

جس دن فاروق رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھا..... تین سو یتیم بچے مدینہ سے باہر چیخیں مار کر آئے

تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے ابا فوت ہو گئے...... ہمارے ابا فوت ہو گئے......لوگوں نے کہا تم کب سے یتیم ہو...... کہنے لگے کب سے نہیں......اب سے یتیم ہوئے ہیں...... پہلے ابا فوت ہو گئے تھے...... کہنے لگے

- عمر رضی اللہ عنہ ہمارے گھر کا پانی بھرتے تھے۔
- عمر رضی اللہ عنہ ہمارے گھر کا سامان لاتے تھے۔
- عمر رضی اللہ عنہ ہماری چیزیں پہنچاتے تھے۔
- آج عمر رضی اللہ عنہ نہیں رخصت ہوا، ہمارا باپ رخصت ہو گیا ہے۔
- آج عمر رضی اللہ عنہ نہیں گیا پورا مدینہ یتیم ہو گیا ہے۔
- آج عمر رضی اللہ عنہ نہیں گیا عمرؓ کی جدائی میں محمد ﷺ کا اسلام یتیم ہو چکا ہے۔

گفتگو کا خلاصہ:

میرے دوستو!......اب شہادت کے بعد میں اپنی تقریر کا خلاصہ نکالنا چاہتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے کون اب تم توجہ کرو...... یہ ساری تقریر عمرؓ کے بارے میں، میں نے آپ حضرات کے سامنے کی ہے......اب یہ سمجھو کہ حضرت عمرؓ تھے کون؟......توجہ کریں میں ایک بات کر کے اپنی تقریر کو ختم کرنا چاہتا ہوں......کہ عمرؓ کے پاس سب کچھ ہونے کے باوجود پھر بھی اپنے اندر سادگی ہے......توجہ کریں!......کہ عمرؓ اپنے دورِ خلافت میں اگر ایک طرف ایران پر فوجیں بھیج رہے ہیں......قیصر و کسریٰ کے سفیروں سے تبادلۂ خیال کر رہے ہیں......ایران و مصر کے فاتحین کے نام فرامین جاری کر رہے ہیں......حضرت خالدؓ بن ولید اور امیر معاویہؓ سے باز پرس کر رہے ہیں......تو دوسری طرف بدن پر پیوند لگا کر کرتہ پہن رہے ہیں......سر پر پھٹا ہوا عمامہ اور پاؤں میں بوسیدہ چپل ہے۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جو کسی وقت ممبر پر چڑھ کر خدائی احکامات سنا رہے ہیں تو کسی وقت مشکیزہ کندھوں پر رکھ کر محتاجوں بے کسوں اور بیواؤں کو پانی پلا رہے ہیں۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جو دن کو خلافت کے امور سرانجام دیتے تھے تو رات کو مدینہ کی گلیوں میں پہرہ دیتے نظر آتے تھے۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جو غنی اتنا ہیں کہ شاہوں کے تاج آپ کے قدموں پر نثار ہیں لیکن سادگی اسقدر ہے کہ بادشاہوں کے سفیر آپ کی سادگی کی وجہ سے پہچانتے بھی نہیں اور بھول جاتے تھے۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جو باطنی اقتدار کے مقابلہ میں ظاہری وجاہت کو نیچے سمجھتے تھے۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جو دینی معاملات میں جس قدر سخت تھے ذاتی معاملات میں اس سے بھی زیادہ نرم تھے۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جو امیر المومنین ہونے کے باوجود زید بن ثابتؓ کے سامنے مدعا علیہ بن کر پیش ہوئے۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جو صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت پر متمکن ہوئے۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جنہوں نے انسدادِ رشوت کے لئے مزدوروں کی تنخواہیں زیادہ سے زیادہ مقرر فرمائیں۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جنہوں نے قرآن کی حفاظت کی غرض سے نماز تراویح کی جماعت باجماع صحابہ کرامؓ فیصلہ فرما کر قیامت تک کے لئے امت مسلمہ پر احسانِ عظیم فرمایا۔

- کون عمرؓ......؟

وہ عمرؓ جنہوں نے شوکت اسلام اور رعب حکومت کے پیش نظر فوجی چھاؤنیاں مقرر فرمائیں۔

- کون عمرؓ......؟

وہ عمرؓ جنہوں نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک مسافروں کے آرام کے لئے چوکیاں اور سرائیں بنائیں۔ ①

- کون عمرؓ ؟

وہ عمرؓ جنہوں نے تنگ حال عیسائیوں اور یہودیوں کے روزینے مقرر فرمائے۔

- کون عمرؓ......؟

وہ عمرؓ جنہوں نے تحفظ مال کے لئے بیت المال کا خزانہ قائم کیا۔ ②

- کون عمرؓ......؟

وہ عمر جنہوں نے حسبنا کتاب اللہ کہہ کر مراد نبوت پوری فرمائی۔

- کون عمرؓ......؟

وہ عمر جنہوں نے جنگ بدر کے قیدیوں کے متعلق ان کے قتل کا مشورہ دیا۔ ③

- کون عمرؓ......؟

وہ عمر جنہوں نے کفر کو چیلنج کر کے بیت اللہ کے اندر مشرکین کے روبرو نماز کی ادائیگی کی۔

- کون عمرؓ......؟

وہ عمر جس نے قضاۃ کا سلسلہ جاری فرما کر مسافروں کے لئے ایک آسانی پیدا کر دی۔

- کون عمرؓ......؟

وہ عمرؓ جس نے قرآن کے سلسلہ میں قوم عرب کو عربیت کی تائید فرمائی۔

---

① الفاروق ص214

② الفاروق ص209

③ طبری ص1355 بحوالہ الفاروق ص47

- کون عمرؓ......؟

وہ عمرؓ جس نے تعلیم قرآن پھیلانے کی غرض سے شام حمص فلسطین کے علاوہ باقی مقامات پر قرآنی مدارس قائم کئے۔ ①

- کون عمرؓ......؟

وہ عمرؓ جس نے ملی سیاست کے پیش نظر فوج کا سٹاف افسر خزانہ مترجم طبیب و جراح پر مشتمل فرمایا۔

- کون عمرؓ......؟

وہ عمرؓ جس نے کعبۃ اللہ کے غلاف کو اعلیٰ قسم کے غلاف سے بدل دیا تھا۔

- کون عمرؓ......؟

وہ عمرؓ جس نے حرم کی عمارت کو وسیع کر کے اردگرد دیوار بنا کر عام آبادی سے ممتاز کر دیا۔

- کون عمرؓ......؟

وہ عمرؓ جس نے قحط سالی کے علاج میں ننانوے میل نہر پہاڑوں میں سے کھدوا کر دریائے نیل کو بحیرہ قلزم سے ملا دیا۔ ②

- کون عمرؓ......؟

وہ عمرؓ جس نے بڑے بڑے شہروں میں مسافر خانے تعمیر کروائے۔

- کون عمرؓ......؟

وہ عمرؓ جس نے ابی موسیٰ نہر کھدوا کر پیاسوں کی پیاس بجھادی تھی۔ ③

---

① الفاروق ص 247 تا ص249/ اغانی ص158 ج16/ کنز العمال ص281 ج1

② اس نہر کو نہر امیر المومنین سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ نہر تقریباً 69 میل لمبی تھی۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (حسن المحاضرہ سیوطی ص93 تا 94 و مقریزی ص71 ج1 و جلد دوم ص139 تا 144 بحوالہ الفاروق ص213 مطبوعہ مکتبہ الاسلامیہ لاہور

③ نہر ابی موسیٰ 9 میل لمبی تھی یہ نہر دجلہ سے کاٹ کر بصرہ میں لائی گئی جس کے ذریعے گھروں میں پانی افراط ہوا (فتوح البلدان ص356 تا 357)

- کون عمر رضی اللہ عنہ ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جس نے مکہ کے راستے میں چوکیاں قائم کروائیں۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جس نے مکہ کے راستہ میں حوض تعمیر کروائے۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جس نے مکہ کے راستہ میں سرائیں تعمیر کروائیں۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جس نے اپنے گورنروں کو عدل وانصاف کی تلقین فرما کر رعایا پر احسان عظیم فرمایا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جس نے قاضیوں کو یہ حکم دیدیا کہ فیصلوں کے لئے پہلے قرآن اس کے بعد حدیث اس کے بعد قیاس کو قبول کیا جائے۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جس نے بیت المقدس کی فتح کے موقع پر باری باری چلنا تو منظور فرمالیا مگر اونٹنی کو تکلیف نہ دی۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جس نے غنیمت کے مال سے کبھی اپنے حصے سے زیادہ نہ لیا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جس نے محبوب کے فیصلے پر اپیل کرنے پر منافق کو قتل کردیا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جس نے علیؓ کے بیٹے کو اپنے بیٹے پر ترجیح دے کر بھائی چارے کا حق ادا کردیا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جس نے خدا کے خوف کے پیش نظر بیت المال سے سامان کندھوں پر اٹھا

کر تیموں تک پہنچایا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جس نے واقعہ افک کے متعلق سیدہ عائشہؓ کے بارے میں رائے پیش کی تو قرآن نے سُبْحَانَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْم کہہ کر تائید کی۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جس نے غزوہ تبوک کے موقع پر اپنے مال کا نصف حصہ پیش کر کے محبوب کی خوشنودی حاصل کی۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جس نے اسلامی سلطنت کا پرچم لہرایا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے اسلامی دبدبہ کی وجہ سے قادسیہ، جلولاء، حلوان، تکریت خوزستان، ایران، اصفہان، طبرستان، آذربائیجان، شبستان، خراسان، مکران، آرمینیا، فارس، اردن، یرموک حمص، بیت المقدس، طرابلس، اسکندریہ جیسی عظیم سلطنتیں فتح ہوئیں۔①

- کون عمر رضی اللہ عنہ ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے حوارین اور گوشہ نشینوں کی گواہی سے سیدنا حسینؓ ابن علیؓ کا نکاح منعقد ہوا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے دور خلافت میں فقہ کو تکمیل وترقی نصیب ہوئی۔②

- کون عمر رضی اللہ عنہ ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے متعلق عیسائی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اگر دنیا میں دوسرا عمر ہوتا تو کفر

---

① تفصیل کے لئے دیکھیے (الفاروق ص 70-153)

② حضرت عمر نے فقہا کی تنخواہیں بھی مقرر کیں اور مختلف مفتوحہ علاقوں میں فقہائے صحابہؓ کو بھیجا

کا نام ونشان تک نہ ہوتا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے دور میں ازواج رسول اور عترت رسول کو ماہانہ وظائف باقاعدہ ملتے رہے۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے بہشتی محل کو خواب میں خود محبوبؐ نے مشاہدہ فرمایا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے کئے ہوئے نکاح کو سیدنا علیؓ ابن ابی طالب اور سیدنا حسینؓ نے برقرار رکھا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے دروازے پر علیؓ اپنے بیٹے حسینؓ کو لے کر شادی کے لئے تشریف لائے۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے قدم کی حرکت سے مدینہ پاک زلزلے سے قیامت تک کے لئے محفوظ ہو گیا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے رموز سلطنت سے تجربہ کاری کی برکت سے مردم شماری کی ترویج ہوئی۔①

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے مشورہ سے دفتر مال قائم ہوا۔

① حضرت عمر کے پاس ایک نہایت ہی مضبوط صندوق تھا جس میں مردم شماری کے رجسٹر رکھے جاتے تھے
(مقریزی ص2950 ج1)

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے مشورہ سے پیمائش کا طریقہ جاری ہوا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے دور میں تنخواہوں کی تعیناتی ہوئی۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے حسن وتدبر کی وجہ سے عدالتیں قائم ہوئیں۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے دور میں قاضی مقرر ہوئے۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے جواب میں خدا نے **مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ** کی ترجمانی کی۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے مقبوضات اسلام کا رقبہ **2251003** مربع میل تک پہنچ گیا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے خطوط کی برکت سے دریا جاری اور مشرکانہ رسم کا خاتمہ ہوا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے مذہب کو علیؓ ابن ابی طالب نے دین اللہ سے تعبیر کیا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے حق میں محبوب نے **لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَر** فرمایا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے کعبۃ اللہ میں داخل ہونے کے بعد محبوبؐ کے تکبیر کہنے سے بت منہ کے بل گر گئے۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے لشکر کو دیکھ کر سیدنا علیؓ ابن ابی طالب نے جند اللہ کا لقب عطاء فرمایا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے ایمان کی خوشی میں زمین نے اظہار مسرت کیا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے ایمان سے تمام صحابہ کرامؓ کے ایمان کو تقویت پہنچی۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے ایمان لانے سے پہلے جبرائیل امینؑ نے ان کی تشریف آوری کا مژدہ پیغمبر ﷺ اسلام کو سنایا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی شکل وصورت کو دیکھ کر عیسائی عالم پہچان جاتے تھے۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی جلال بھری نگاہ کو دیکھ کر والیان تاج وتخت بھی مرعوب ہو جاتے تھے۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی فتح وکامرانی ولادت امام کا سبب بنی۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی بابرکت چادر سے پورا محلہ آگ کی زد سے بچ گیا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی غیرت چاردانگ عالم میں مشہور ہوئی۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی دعا پر شراب کے حرام ہونے کا صریح حکم نازل ہوا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی غیرت کی وجہ سے بے پردہ عورتوں کو پردہ ملا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی مبارک رائے کے مطابق وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى یہ آیات نازل ہوئی۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی یَا سَارِیَةَ الْجَبَل والی آواز نے نہاوند میں غافل فوج کو جگادیا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی عدالت، سیاست کو دیکھ کر سیدنا حیدر کرارؓ نے آپ کو مسلمانوں کا ملجاء وماویٰ قرار دیا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی تقریر دل پذیر اور جرأت نے سقیفہ بنی ساعدہ میں مہاجرین وانصار کا اختلاف مٹادیا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی مساعی جمیلہ کی برکت سے صرف دور فاروقی میں چار ہزار مساجد تعمیر ہوئیں

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی مجلس شوریٰ کے رکن اکابر صحابہؓ ہی ہوا کرتے تھے۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی عدالت کا چرچہ پوری دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گیا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی وجہ سے سیدنا حسینؓ ابن علیؓ سیدہ شہر بانو سے نکاح کر کے بازیاب ہوئے۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی سیاسی قابلیت کے نتیجہ میں فوجی دفاتر قائم ہوئے۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی ہمنوائی اور تصدیق، محبوب نے خاموشی اختیار فرما کر کی تو اہل بیت نے عملی طور پر فرمائی۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی تشریف آوری پر محبوب نے مرحبا کی صدا بلند فرمائی۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کی رائے کی تائید عبداللہ ابن ابی منافق کے جنازہ پڑھنے کے سلسلے میں وحی الٰہی نے کی۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کو محبوب خدا نے دین کے غلبہ اور اسلام کی سطوت کے لئے دربارِ ربوبیت سے طلب کیا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کو پروردگار عالم نے دینی ترقی کیلئے چن کر بھیجا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کو کعبۃ اللہ میں جاتے وقت تمام صحابہ کرامؓ سے آگے جانے کا شرف حاصل ہوا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کو حضور ﷺ نے زندگی میں بہشتی ہونے کی بشارت فرمائی۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کو داماد علیؓ ابن ابی طالب ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کو فاروق کا لقب محبوب ﷺ کی دربار سے عطا ہوا۔

- کون عمر رضی اللہ عنہ......؟

وہ عمر رضی اللہ عنہ جو جب تک زندہ رہا تو اسلام کی زینت بنا رہا اور دنیا سے گیا تو آج تک اسلام رو رہا ہے اور قیامت تک روتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین)

✿✿✿✿✿

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید

اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید

بست فطرت اُن بزرگوں کو بُرا کہتا ہے تُو
زندگی تھی جن کی دینِ مصطفیٰ کی آبرو
مدح کی ہے جن کی خود اللہ نے قرآن میں
ہیں ثنا خواں سرور عالم بھی جن کی شان میں
عزم میں جن کے نہاں تھا راز توقیرِ اُمم
جن کی تدبیریں بنیں تعمیر تقدیرِ اُمم
موت تھی اِک کھیل جن مردان غازی کیلئے
جن کا شیوہ تھا حیا اور صدق تھا جن کا شعار
حال کو جن کے تھی شامل رحمتِ پروردگار
جن کو میدانِ وفا میں تھی نہ فکرِ بیش و کم
ہر قدم پر فتح و نصرت بڑھ کے لیتی تھی قدم
جن کی ہمت نے بنایا مفلسوں کو شہریار
جن کی جرأت نے بڑھایا دینِ قیّم کا وقار
بے نوائی کو دیا دونوں جہانوں کا خراج
پاؤں میں روندے سلاطینِ جہاں کے تخت و تاج
دین محبوبِ خدا ہے قصر کی مانند اگر
تو ستوں ہیں حیدرؓ و صدیقؓ و عثمانؓ و عمرؓ

شہادت فاروق اعظم پر صحابہ کرامؓ کے رنج والم کا عالم

فاروق اعظمؓ کی بیوی سیدہ عاتکہ بنت زید فرماتی ہیں:

عین جودی بعبرة ونجیب　　　ولا تملی علی الا مام النجیب

اے آنکھ آنسو بہا جس کے فریاد ہو اور امام برگزیدہ کے لئے رونے میں تاخیر نہ کرو

مجمتنی المنون بالغار س المح　　　المعلم یوم الحیاج والتیب

اے شخص تو نے مجھے اس کے غم کی خبر سنائی جس کی تلوار چمکتی تھی جو میدان کارزار کا معلم تھا

عصمت الناس والمعین علی الدھر　　　وغیث المھوف والمکروب

وہ لوگوں کی جائے پناہ اور مصائب دہر میں ان کی مدد کرنے والے وہ آفت رسیدوں اور مصیبت زدوں کی فریادرسی کرنے والے تھے۔

سیّدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثلاثة برزوا بفضلهم　　　نضرهم ربهم اذا نشروا

تین بزرگ فضائل کے ساتھ ظاہر ہوئے جبکہ ان کو پروردگار نے تروتازہ کیا (یعنی جب وہ ظاہر ہوئے)

نلیس من مومن له بصر　　　ینکر تفضیلهم اذا ذکروا

پس کوئی ایسا مومن نہیں جس کو بصیرت ملی ہو کہ جب ان کے فضائل کا ذکر کیا جائے تو وہ ان کا انکار کرے۔

عاشوا بلا فرقة ثلثهم　　　واجتمعوا فی الممات اذقبروا

وہ تینوں زندگی میں بھی جدا نہیں ہوئے اور موت کے بعد قبر میں پھر اکٹھے ہو گئے۔

اخلاقِ فاروقی

- امام ابن الاثیر جزری فرماتے ہیں۔ سیدنا عمر فاروقؓ تمام لوگوں پر عنایات بخشش فرماتے اور اپنے تئیں بیت المال کا اجیر سا خیال فرماتے اور اپنے نفس کو کسی مسلمان پر ذرا بھی فوقیت نہ دیتے۔
- سیدنا عثمان اور سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو کوئی امین قوی کو دیکھنا چاہے وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔
- سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کا قول ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے ہم میں سے ان کی مثل کوئی بھی نہیں۔
- سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تعالی نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کو قیامت تک آئندہ سلاطین کے لئے حجت بنایا ہے خدا کی قسم وہ دونوں سبقت لے گئے اور اپنے بعد والوں کو سخت مشکل میں چھوڑ گئے۔ ان کی یاد امت کو مغموم اور حکام کو مطعون کرتی ہے۔
- سیدنا طلحہؓ اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ گو (عمر رضی اللہ عنہ) سے ہم اسلام لانے میں مقدم تھے اور ہجرت میں بھی لیکن وہ دنیا میں ہم سے زاہد تھے اور امور آخرت میں ہم سب سے زیادہ راغب تھے۔
- ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی چادر میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا دیکھا۔
- سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دونوں شانوں کے درمیان کرتے

میں چار پیوند لگے ہوئے تھے...... عتبہ بن ابی فرقد رضی اللہ عنہ کی روایت ہے...... کہ میں نے سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کھانا دیکھا...... روٹی کے ساتھ زیتون تھا...... ایسا بدمزہ کہ میں ایک لقمہ نگل نہ سگا...... میں نے کہا...... امیر المومنین! آپ کے پاس مائدہ نہیں ہے...... فرمایا! کیا اور سب مسلمانوں کے لئے ہوسکتا ہے...... عرض کیا نہیں...... فرمایا! عتبہ تم پر افسوس ہے کیا میں دنیاوی زندگی میں لذیز کھانا کھاؤں؟

- ایام خلافت میں لوگوں کے گھر جا کر ان کا کاروبار کرآتے۔ رات کو گشت کر کے رعایا کی تکلیف وشکایت معلوم کرتے۔
- سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کو غصہ آیا ہو اور کسی نے خدا کا ذکر کیا یا خوف خدا دلایا یا قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھ دی ہو اور آپ کا غصہ فرو نہ ہوا ہو۔

اقوال عمر فاروق رضی اللہ عنہ

- سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ اگر صبر وشکر دو (۲) سواریاں ہوتیں تو میں پرواہ نہ کرتا کہ کس پر سوار ہوں۔
- فرمایا جو شخص راز چھپاتا ہے اس کا راز اس کے ہاتھ میں ہے۔
- فرمایا لوگوں کی فکر میں اپنے تیئں بھول نہ جاؤ۔
- مجھے سائل کے سوال سے اس کی عقل کا اندازہ ہوجاتا ہے۔
- دنیا تھوڑی سی لوتب آزادانہ بسر کرسکو گے۔
- آدمی کے نماز روزہ پر نہ جاؤ بلکہ اس کی درست معاملگی اور عقل کو دیکھو۔
- علم، عقل کی زیادتی پر موقوف نہیں۔
- اشعار عرب، بلند اخلاق، صحت لغات اور انساب کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔
- توبہ کی تکلیف سے گناہ کا ترک کردینا زیادہ سہل ہے۔
- دولت سر اونچا کیے بغیر نہیں رہتی۔
- جو شخص برائی سے آگاہ نہیں وہ ضرور اس میں گرفتار ہوگا۔
- آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھو۔
- جو چیز پیچھے ہٹی پھر آگے نہیں بڑھتی۔
- کسی کی شہرت کا آوازہ سن کر دھوکا نہ کھاؤ۔
- فرمایا، حکومت کے لئے ایسی شدّت کی ضرورت ہے جس میں جبر نہ ہو اور ایسی نرمی کی جس میں سستی نہ ہو۔

دورِ فاروقی کے کارنامے

- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے باصرار کلام اللہ (قرآن) کی تدوین کروائی۔
- فرائض میں عدل کا مسئلہ ایجاد کیا۔
- فجر کی اذان میں الصلوۃ خیر من النوم کا اضافہ کیا۔
- نماز تراویح باجماعت قائم کی۔
- وقف کا طریقہ جاری کیا۔
- تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جائیں بائن قرار دیا۔
- نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر اجماع کروایا۔
- اماموں اور مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔
- مسجدوں میں روشنی کا انتظام کروایا۔
- بیت المال قائم کیا۔
- حکمران کے لئے امیر المومنین کا لفظ ولقب جاری کیا۔
- اسلامی تاریخ کا اجراء کیا۔
- ارکان حکومت کی تنخواہیں مقرر کیں۔ فوجی دفاتر ترتیب دیے۔
- عدالتیں قائم کیں۔

- محکمہ مال قائم کیا۔
- سن ہجری کا آغاز ماہ محرم سے کیا۔
- قاضی مقرر کئے۔
- پیمائش کا طریقہ رائج کیا۔
- مردم شماری کا طریقہ جاری کیا۔
- آبپاشی کے لئے نہریں کھدوائیں۔
- شہر آباد کروائے۔
- ممالک محروسہ کو صوبوں میں تقسیم کیا۔
- عشر کا نظام منظم کیا۔
- نہری زمینوں کی پیداوار کا تعین کیا۔
- غیر ملکی تاجروں کو ملک میں آنے اور تجارت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔
- جیل خانہ قائم کیا۔
- زرہ کا استعمال شروع کیا۔
- رعایا اور عوام کی خدمت کے لئے راتوں کو گشت کا طریقہ وضع کیا۔
- پولیس کا محکمہ قائم کیا۔
- فوجی چھاؤنیوں کا نظام وضع کیا۔
- مکہ سے مدینہ تک مسافروں کے آرام وسکون وراحت کیلئے چوکیاں اور سرائیں قائم کیں۔
- اسلامی درسگاہیں قائم کی۔
- لاوارث بچوں کی پرورش اور نگہداشت کے لئے وظائف مقرر کئے۔
- قیاس کا اصول قائم کیا۔
- ہجو کرنے والوں کے لئے تعزیری سزا مقرر کی۔

- معلمین کے لئے مشاہروں کا اہتمام کیا۔
- غزلیہ شعر والوں میں عورتوں کے نام لینے سے منع کا قانون وضع کر کے انقلابی کام کیا۔
- شراب کی حد سزا۔ اَسی ۸۰ کوڑے قائم کئے۔
- تجارت کے گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر کر کے عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔
- مفلوک الحال عیسائیوں اور یہودیوں کے وظائف مقرر کئے۔
- مدرسین کے لئے مشاہرہ جات کا نفاذ کیا۔
- آپ کے دور میں پانچ ہزار چھوٹی مسجدیں قائم ہوئیں۔
- ہر مسجد میں قرآن کا قاری اور مدرس اور قرآن کا درس دینے والا مقرر ہوا۔
- صرف دمشق میں حضرت عمر ؓ کے دور میں ابودرداؓ جب درس قرآن دیتے تو اٹھارہ ہزار آدمی روزانہ درس قرآن سنتے تھے۔
- آپؓ کے دور میں تین سو فوجی قرآن کے حافظ ہوئے۔
- آپؓ کے دور میں سترہ ہزار صحابہ ؓ اہل بیت کے بچے حافظ قرآن بنے۔
- کھلے بندوں نماز کی ادائیگی کا سہرا بھی داماد مرتضٰی مراد مصطفٰی حضرت عمرؓ کے سر ہے۔
- آپؓ نے دریائے نیل کو خط لکھا اس میں روانی برقرار ہوگئی۔
- یَاسَارِیَۃُ الْجَبَل کہا تو آواز تین سو میل تک پہنچ گئی۔
- آپؓ نے زمین پر درہ مارا تو زلزلہ ختم ہوا۔
- اذان کا مقرر ہونا فاروقیؓ مشورہ ہے۔
- پردہ کا ملنا فاروقیؓ غیرت اور مشورے کی مرہون منت ہے۔
- جب زخمی رہنے کے تیسرے دن عمر ؓ کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو تین سو یتیم بچے، اپاہج، غریب، ضعیف، گھسٹ گھسٹ کر درِ فاروقیؓ پر پہنچے اور فریاد کرنے لگے مدینے والو عمر ؓ کا جنازہ نہیں جا رہا مدینے کے امیر المومنین کا جنازہ نہیں ہمارے ابو کا جنازہ جا رہا ہے۔ حقیقی اور اصلی یتیم ہم آج ہوئے ہیں۔

- شہادت عمرؓ پر ۷۰ بیوہ عورتوں کے ہاتھ امیر المومنین کے رب کی بارگاہ میں اٹھے ہوئے تھے اور زبان سے بیوائیں یہ دعا مانگ رہی تھیں عرش والے رب ہماری عمر اور زندگی داماد مرتضٰی ؓ مراد مصطفٰی ﷺ حضرت عمر ؓ کو لگا دے۔
- حضرت ابوسفیان ؓ نے زمانہ کفر جب مسلمانوں اور آقائے دو جہاں کو للکارتے ہوئے خدا کو للکارنا چاہا تو حضورؐ کے حکم سے کافر کے کافرانہ الفاظ کا جواب عمر ؓ کو دینے کی سعادت میسر ہوئی۔
- غزوہ بدر میں فاروقیؓ مشورہ کو خدا نے قبول فرمایا۔
- منافقین کے بہتان پر عائشہ ؓ کی شان میں فاروقیؓ مشورہ کو مقبولیت ملی۔
- امت مسلمہ ہی نہیں آج جنہیں غیر مسلم بھی دنیا کے نظاموں سے تنگ آ کر پردہ کا قانون اپنی عورتوں میں رائج کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ عمر فاروقؓ کی رائے کا نتیجہ ہے۔
- قرآن کی ستائیس ۲۷ آیات عمر فاروقؓ کی زبان خدا کا قرآن بن کر نازل ہوئیں۔

✿✿✿✿✿

نمبر شمار	صوبے	گورنر
(1)	مکہ	۱۔عتاب بن رسید ۲۔نافع بن حارثؓ ۳۔خالد بن العاصؓ
(2)	مدینہ	براہ راست خلیفہ کے ماتحت تھا۔
(3)	شام	۱۔ابوعبیدہؓ ۲۔یزید ابن ابی سفیانؓ ۳۔حضرت امیر معاویہؓ
(4)	جزیرہ	عیاضؓ بن غنم
(5)	بصرہ	۱۔عتبہؓ ابن غزوان ۲۔ابوموسیٰ اشعریؓ ۳۔مغیرہؓ بن شعبہ
(6)	کوفہ	۱۔عمار بن یاسرؓ ۲۔سعد بن ابی وقاصؓ
(7)	مصر	حضرت عمرؓو بن العاصؓ
(8)	فلسطین	حضرت عمرؓو بن العاصؓ

نمبر شمار	صوبے	گورنر
(9)	طائف	۱۔عثمانؓ بن ابی العاصؓ ۲۔سفیان بن عبد ثقفی
(10)	یمن	۱۔یعلیٰ بن امیہ ۲۔علاء بن الحضرمی
(11)	حمص	۱۔عبادہ بن صامتؓ ۲۔عمرو بن سعدؓ
(12)	مدائن	۱۔حذیفہ بن یمانؓ۔ ۲۔نافع بن عبدالحارث
(13)	بحرین	عثمانؓ بن ابی العاصؓ
(14)	آذربائی جان	عتبہ بن فرقد
(15)	باب	عبدالرحمٰن بن ربیعہ
(16)	دارالجبر	ساریہ بن زنیم
(17)	مکران (پاکستانی بلوچستان)	حکم بن عمیر تغلبی

کھڑے ہیں با ادب چودہ طبق سادات کے آگے
مرے الفاظ گونگے ہیں مرے جذبات کے آگے

زباں کھلتی نہیں قرآن کی آیات کے آگے
اسی کی روشنی سے آج تک ہیں دو جہاں روشن

ہُوا سینہ سپر جو چاند کالی رات کے آگے
خزاں ہر پھول کا رنگ اور خوشبو تک اڑا لیتی

اگر وہ خود نہ آتا آہنی لمحات کے آگے
اُسی کو سونپی جائے گی قیادت سب جوانوں کی

وہی قیامت کو ہوگا اس بارات کے آگے
زمین اور آسمان کے رہنے والے ہیں غلام اس کے

حسینؓ ابن علیؓ کا نام لوں میں کس طرح انجم
مری یہ ذات بے معنی ہے اس کی ذات کے آگے

حسینؓ پاک ہیں میرے امام کیا شک ہے
حسینؓ پاک کا میں ہوں غلام کیا شک ہے
وہ نورِ چشم علیؓ ، فاطمہؓ کے لختِ جگر
وہ ہیں نواسۂ خیر الانام کیا شک ہے
رسول گود میں لے لے کے ان کو چومتے تھے
وہ ان کے گھر کے تھے ماہِ تمام کیا شک ہے
بہشت کے وہ جوانوں کے سید و سردار
خدا نے بخشا ہے یہ احتشام کیا شک ہے
جو ان سے پیار رکھے ان کی اتباع کرے
ملک بھی اس کا کریں احترام کیا شک ہے
خدا نوازے گا رحمت سے دونوں عالم میں
جو ان پہ بھیجے درود و سلام کیا شک ہے
جو ان کا شکوہ کرے اور ان سے بغض رکھے
تو اس کا ہوگا جہنم مقام کیا شک ہے
وہ جن سے پیار کریں ان سے تو نہ ہو ناراض
وگرنہ تیری عقیدت ہے خام ، کیا شک ہے

فضائل اہل بیت رضی اللہ عنہم

الحمد لله الذی شرفنا علی سآئر الامم برسالة من اختصه من بین الانام بجوامع الکلم وجواهر الحکم صلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه وبارک وسلم مانطق اللسان بمدحه ونسخ القلمo

اما بعد:

فاعوذ بالله من الشیطان الرجیمo بسم الله الرحمن الرحیمo
اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا
قال النبی صلی الله علیه واله وسلم الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة وقال النبی صلی الله علیه وسلم اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم①
صدق الله وصدق رسوله النبی الکریم ونحن علیٰ ذالک لمن الشاهدین والشاکرین والحمد لله رب العالمین ط

① مشکوٰۃ ص554 ج2

تمہیدی کلمات

انتہائی لائق صد تعظیم وتکریم!

اکابر علماء کرام!

قابل قدر دوستو!

آج کا یہ حسین دلنشین پروگرام جو آپ کے اس علاقہ کی معروف دینی درسگاہ مدرسہ انوار القرآن کے زیر اہتمام ادارے کا سالانہ اصلاحی تبلیغی اجتماع ہے۔

عجیب اتفاق ہے کہ گزشتہ مکمل ہفتہ مجھے بخار رہا ہے...... رات میں نے پہلی تقریر کی ہے...... اور ابھی یہ دوسری تقریر کے موقع پر آپ حضرات کے سامنے حاضر ہوں...... اس لئے آپ میری کسی قسم کی جذباتی تقریر سننے کی بجائے نہایت ہی اطمینان اور حوصلے سے چند ایک اہم اور نصیحت آموز ضروری باتیں سماعت فرمالیں...... اور اسی پر میں اکتفی کرنا چاہوں گا۔

صحابہؓ اور اہل بیت دونوں معیار حق ہیں

میرے بھائیو...... !

قرآن مجید کی جو آیت میں نے آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہے...... یہ آیت مبارکہ اہل بیت عظام کی فضیلت کے حق میں اللہ تعالی نے اتاری ہے...... اہلسنت والجماعت صحابہؓ اور اہل بیت دونوں کو حق اور معیار ایمان سمجھتے ہیں...... اور دونوں کا احترام کرتے ہیں اور دونوں سے محبت رکھتے ہیں...... اور ان دونوں کے منکر کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں...... اسلئے اب تک آپ حضرات یقیناً مناقب صحابہؓ مجھ سے قبل مختلف حضرات سے سنتے رہے ہیں۔

موضوع سخن

میں آج کی گفتگو میں تعارف اہل بیت رسول...... کہ پیغمبرؐ کے اہل بیت کون ہیں؟ ان کا مقام ومرتبہ اور شان کیا ہے......؟ اور ان کی فضیلت کیا ہے؟ اس حوالے سے میں چند ایک باتیں آپ حضرات کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں...... اس میں یہ بات بھی ضرور ہوگی کہ بعض

لوگوں کے لئے یہ باتیں نئی ہونگی...... اور بعض حضرات کے لیے یقیناً دلچسپی کا باعث ہوں گی...... کہ جب عظمت صحابہؓ پر اتنی اچھی باتیں سنتے ہیں...... تو ہمیں مناقب اہل بیت بھی ضرور سننے چاہئیں...... آپ سب حضرات کی توجہ میری طرف رہے گی انشاء اللہ مجھے شرح صدر کے ساتھ حق وسچ کہنے کی توفیق عطا فرمائیں گے۔ (انشاء اللہ)

صحابہؓ آسمان ہدایت کے ستارے ہیں

قابل قدر دوستو...... !

دو حدیثیں میں نے خطبہ میں پڑھی ہیں...... ایک میں حضورؐ نے صحابہؓ کی فضیلت اور دوسری میں آقاء لجپال نے اہل بیتؓ کی فضیلت بیان کی ہے...... صحابہؓ کی فضیلت میں فرمایا کہ لوگو!...... میرے صحابہؓ ایسے ہیں جیسے آسمان ہدایت کے ستارے ہوں...... جس ستارے کی اقتداء کرو گے...... جس ستارے کی اتباع کرو گے...... کامیاب وکامران ہو جاؤ گے۔①

اہل بیتؓ کشتی نوح کی طرح ہیں

اہل بیتؓ کی فضیلت میں حضورؐ نے فرمایا کہ لوگو! میرے اہل بیت ایسے ہیں...... جیسے نوح کی کشتی تھی...... جو شخص نوح کی کشتی میں سوار ہوا...... اس کو نجات ملی...... جو نوح کی کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا...... وہ نوح کا بیٹا ہی کیوں نہیں تھا...... اللہ نے اسے تباہ وبرباد کر دیا...... اور وہ غرق ہو گیا②...... تو میرے دوستو!...... صحابہ ستاروں کی طرح ہیں...... اور اہل بیت کشتی نوح کی طرح ہیں...... جو ستاروں سے روشنی حاصل کرے وہ بھی کامیاب...... اور جو اہل بیت والی اس کشتی میں سوار ہو جائے وہ بھی کامیاب۔

میرے دوستو...... !

ستاروں کا تعلق آسمان کے ساتھ ہے...... ستارے کہاں کی چیز ہیں......؟ (آسمان

---

① اصحابی کالنجوم نبایھم اقتدیتم اھتدیتم (مشکوۃ شریف ص554 ج2)

② الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینة نوح من رکبھا نجا و من تخلف عنھا ھلك، مسند احمد ص ج 1 مشکوۃ شریف ص573 ج2

کی) اور کشتی کہاں کی چیز ہے؟ (پانی کی)

کشتی پانی کی چیز ہے...... اور ستارے آسمان کی چیز ہیں...... اور ہم خشکی پر بیٹھے ہوئے ہیں...... اللہ کے نبیؐ نے صحابہؓ کو آسمان کے ستارے بنایا...... اور اہل بیت کو کشتی بنایا ...... اور بتایا کہ جو خشکی پر بیٹھے ہوئے ہیں خشکی والوں کو تو کشتی کی بھی ضرورت نہیں ہے...... اور پھر زمین پر بیٹھنے والوں کو ستاروں کی کیا ضرورت ہے؟

صحابہؓ اور اہل بیت کا آپس میں کیا تعلق ہے

سوال یہ ہے کہ اہل بیت رسول کشتی اور صحابہ ستارے...... اور ہم خشکی کی مخلوق وہ آسماں کے ستارے...... یہ سمندر میں رہنے اور چلنے والی کشتی...... اس کشتی اور ستاروں کا آپس میں کیا جوڑ ہے...... اور ہمارا ان دونوں کے ساتھ کیا جوڑ ہے؟

میرے دوستو......!

ایک نقطہ آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں...... کہ ستاروں سے کیا ہماری نسبت ہے؟...... ہمیں ان سے کیا تعلق ہے؟...... یہ ایک بات اور دوسری بات کہ ہمیں سمندر سے کیا تعلق ہے؟...... ہم تو یہاں خشکی میں بیٹھے ہیں...... خشکی میں آدمی کشتی پر سوار نہیں ہوا کرتا...... ہم خشکی پر رہنے والے اہل بیت کو سمندر کی کشتی بنایا گیا...... صحابہ کرامؓ کو آسمان ہدایت کے ستارے بنایا گیا...... ہمارا ان دونوں کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اور ان کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ اس بات کو سمجھنے کے لئے ایک اور بات سمجھانا چاہتا ہوں...... اس کی طرف توجہ کریں۔

میرے جانے کے بعد فتنے ابھریں گے

امام الانبیاء والمرسلین رحمت کائناتؐ نے ارشاد فرمایا کہ لوگو......! مجھ محمد کے چلے جانے کے بعد میری امت میں مختلف قسم کے فتنے ابھریں گے...... مختلف قسم کے مصائب و مشکلات امت پر آئیں گی...... عجیب وغریب قسم کے حالات تمہارے سامنے آئیں گے۔①

① انها ستكون فتن الاثم تكون فتن الاثم تكون فتنة (مشکوٰۃ ص462ج2)

اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ...... اتنے فتنے آئیں گے جیسے تسبیح ٹوٹے اور دانے پہ دانہ گرتا ہے...... ایسے ہی ایک فتنہ ابھی ختم نہیں ہوگا دوسرا فتنہ آ جائے گا...... ابھی اس سے امت کی جان نہیں چھوٹے گی تیسرا فتنہ ظاہر ہو جائے گا...... اس سے ابھی جان نہیں چھوڑائیں گے چوتھا فتنہ ظاہر ہو جائے گا...... چنانچہ بالکل ایسے ہی ہوا۔ کہ رحمت کائنات ﷺ کے وصال انتقال پر ملال کے بعد زکواۃ کے منکرین کا فتنہ اٹھا...... ختم نبوت کے دشمنوں کا فتنہ اٹھا...... کچھ دن گزرے تو روافض کا فتنہ اٹھا کچھ مدت گزری تو خوارج کا فتنہ کچھ مدت گزری تو معتزلہ کا فتنہ اٹھا۔ پھر وہ فتنے اتنے بڑھتے چلے گئے

- قرآن کے انکار کا فتنہ
- حدیث کی حجیت کے انکار کا فتنہ
- فقہ کے منکرین کا فتنہ
- فقہا مجتہدین کے انکار کا فتنہ
- قرآن کے ساتھ اصحاب رسول کی عظمت کے انکار کا فتنہ
- اہل بیت کے تقدس کے انکار کا فتنہ

جیسے میرے نبیؐ نے فرمایا تھا...... کہ میرے بعد فتنوں کی لائن لگ جائے گی۔ اس طریقے سے فتنے آئے...... محبوب ﷺ جب تک تھے تو دنیا میں کوئی فتنہ نہیں ابھرا...... پیغمبرؐ کے جانے کے بعد فتنے ابھرے نہیں بلکہ فتنوں کا ایک سمندر آ گیا...... فتنوں کا ایک اتنا بڑا سیلاب آیا کہ جس سے آدمی کو بچ نکلنا انتہائی مشکل تھا۔

اللہ کے نبیؐ نبوت کا سورج ہیں

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ...... میں تو نبوت کا سورج ہوں اور جب سورج ہو ستاروں کی ضرورت نہیں ہوتی...... ستاروں کی قدر و منزلت کا پتہ ہی اس وقت لگتا ہے کہ جب سورج نہ ہو محبوب دو عالمؐ نے ستاروں کی عظمت تو بیان کی اور اس وجہ سے کی کہ اب تو میں محمدؐ نبوت کا سورج بیٹھا ہوں۔

- میرے ہوتے ہوئے تمہیں پتہ نہیں چل رہا کہ صدیق رضی اللہ عنہ کیا ہے؟
- میرے ہوتے ہوئے تمہیں معلوم نہیں ہو رہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی عظمت کیا ہے؟
- میری موجودگی میں تم شاید نہ سمجھ سکو کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا مقام کیا ہے؟
- میرے ہوتے ہوئے تم نہ سمجھ سکو کہ حیدر کرار رضی اللہ عنہ کا تقدس کیا ہے؟
- میرے ہوتے ہوئے تم نہ سمجھ سکو کہ بلال رضی اللہ عنہ کی عظمت کیا ہے؟
- میرے ہوتے ہوئے تم نہ سمجھ سکو کہ سلمانؓ، ابو ہریرہؓ، ابو ذرؓ، ابو ایوبؓ ان سب کے مقامات کیا ہیں؟
- میرے ہوتے ہوئے تم نہ سمجھ سکو کہ طلحہ، زبیر، سعد رضی اللہ عنہم کس درجہ کے ہیں؟

میں جب آسمان ہدایت کا آفتاب نبوت غروب ہو جاؤنگا تو میرے جانے کے بعد پھر یہ ستارے چمکیں گے۔

- صداقت کا ستارہ چمکے گا۔
- عدالت کی روشنی آئے گی۔
- حیاء کے ستارے ہونگے۔
- قضاء کے ستارے ہونگے۔
- وفا کے ستارے ہونگے۔
- زہد کے ستارے ہونگے۔
- تقویٰ کے ستارے ہونگے۔
- قرآن وسنت کے ستارے ہونگے۔
- حدیث کے عامل کا ستارہ ہوگا۔
- قرآن کی تفسیر کا ابن مسعود اور ابن عباسؓ ستارے ہونگے۔
- ابو بکرؓ صداقت کا ستارہ ہوگا۔
- عمرؓ عدالت کا ستارہ ہوگا۔

- عثمانؓ حیاء کا ستارہ ہوگا۔
- حیدر کرارؓ قضاء کا ستارہ ہوگا۔
- معاویہؓ فراست کا ستارہ ہوگا۔
- حسن وحسینؓ محبت کے ستارے ہونگے۔

آج یہ ستارے آسمان پر چمکیں گے...... جب سورج نہ ہو تو پھر ستاروں کی روشنی کی عظمت کا پتہ چلتا ہے...... اس لئے پیغمبرؐ نے اپنی موجودگی میں کہا...... کہ اب تو میں موجود ہوں میرے چلے جانے کے بعد تمہیں پھر پتہ چلے گا...... کہ میرے صحابہؓ رضی اللہ عنہم کتنی عظمت والے ہیں ستاروں کی عظمت کا پتہ کس وقت چلتا ہے جب سورج (غروب ہو جائے)

حضورؐ نبوت کے کیا ہیں (سورج)...... میں آپ سے پوچھتا ہوں...... جب دن کو سورج ہوتا ہے...... تو آسمان پر ستارے ہوتے ہیں...... ہوتے تو ہیں لیکن نظر نہیں آتے...... محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے ستارے سارے تھے...... لیکن اس وقت ان کی عظمت کا پتہ نہ چلا...... پتہ اس وقت چلتا ہے جب سورج غروب ہو جائے...... پھر ایک بات اور غور سے سمجھیں کہ ستاروں سے تشبیہ میں بھی کمال ہے...... جیسے زمین سے آسمان کے ستارے بلند! زمین والو! ایسے ہی تم سے محمد کے صحابہ رضی اللہ عنہم بلند ہیں...... جیسے زمین کے کسی فرد کو حق نہیں کسی ستارے پر وہ تنقید کرے...... زمین والو تمہیں کوئی حق نہیں کہ محمدؐ کے یاروں پہ تنقید کرو...... جتنے اتارے آسمان پر چمکتے ہیں...... وہ سارے ستارے بیک وقت نہیں چمکتے...... سورج جونہی غروب ہوا ایک پہلا ستارہ چمکا۔

پھر دو...... پھر تین...... پھر چار...... پھر دس...... پھر سو...... پھر ہزاروں...... پھر جیسے رات بڑھ جاتی ہے...... تو پورا آسمان ستاروں سے مزین ہو جاتا ہے...... پھر جب صبح ہونے کا وقت قریب ہوتا ہے آہستہ آہستہ ایک ایک ہو کر چلا جاتا ہے...... پھر جب رات کا آخری حصہ ہوتا ہے تو آخری ستارہ بھی چلا جاتا ہے...... جیسے ستارے بیک وقت نہیں چمکتے آہستہ آہستہ سارے آسمان پر روشن ہوتے ہیں ایسے ہی سارے صحابہؓ بیک وقت حضورؐ کے پاس نہیں آئے آہستہ آہستہ آئے پہلے

- ابوبکر رضی اللہ عنہ آیا
- عمر رضی اللہ عنہ آیا
- عثمان رضی اللہ عنہ آیا
- علی رضی اللہ عنہ آیا
- طلحہ رضی اللہ عنہ آیا
- زبیر رضی اللہ عنہ آیا
- ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ آیا
- عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ آیا
- مکہ والے آئے
- پھر مدینہ والے آئے
- مہاجر آئے
- انصار آئے

اب یہ آسمان نبوت پورا آسمان ہدایت کے ستاروں سے بھر گیا تھا...... ہر ستارہ پرنور ہے کوئی ستارہ بے نور نہیں یہ علیحدہ بات ہے...... چمکتے سب ہیں...... ہماری نظر کی کوتاہی ہے...... کوئی زیادہ چمکتا نظر آتا ہے...... لیکن چمکتے سب ہیں۔ کوئی صدیق بن کر چمکا ہے...... کوئی بلال بن کے چمکا، چمکے سارے ہیں...... جیسے کوئی ستارہ بے نور نہیں ایسے ہی محمدؐ کا کوئی یار ایمان کے نور سے خالی نہیں ہے۔

میرے صحابہؓ پر تنقید نہ کرنا

کسی آدمی کا دماغ خراب ہو جائے اور رات کو اس کو ستارے اچھے نہ لگیں...... اور وہ اوپر ستاروں کی طرف منہ کر کے تھوکے کہ ستارے مجھے اچھے نہیں لگتے...... ایمان داری سے بتاؤ کہ تھوک کہاں پہ جائے گی؟ (اس کے اپنے منہ پر)

وہ تھوک اس کے منہ پر آئے گی...... میرے نبی ﷺ نے نبوت کے ہدایت یافتہ

ستارے صحابہ کو سمجھا کر بتایا کہ ان پر تنقید نہ کرنا① ...... اس لئے کہ جو اُن کی طرف اشارہ کرے گا وہ اس کی طرف آئے گا۔

ارے!...... گنبد کی صدا ہے جیسا کہو گے ویسا سنو گے...... بند کمرہ میں آدمی بیٹھا ہو اور گنبد نما محل ہو...... اور اس میں کہو...... اللہ...... وہ آواز بیس دفعہ آپ کے کان میں ٹکرائے گی...... اللہ...... اللہ...... اللہ...... کی آواز کان میں آئے گی ارے صحابہؓ گنبد کی صدا ہیں جو عقیدہ ان کے متعلق رکھو گے۔ وہی عقیدہ تمہارے متعلق قرآن کے فیصلہ سے ہوگا۔

- تم کہو گے وہ مومن تو قرآن کہتا ہے کہنے والا مومن۔
- تم کہو کہ صحابہؓ متقی قرآن کہتا ہے کہنے والے متقی۔
- تم کہو کہ صحابہؓ ولی قرآن کہتا ہے کہنے والے ولی۔
- تم کہو کہ صحابہؓ رشد و ہدایت والے قرآن کہتا ہے کہنے والے رشد و ہدایت والے
- تم کہو کہ صحابہؓ پرہیزگار قرآن کہتا ہے کہنے والے پرہیزگار۔

نبوت کے ستاروں کو پاگل کہنے والا خود پاگل ہے

اب جن لوگوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم پر تنقید کرنا شروع کی...... مکہ اور مدینہ کے منافقوں نے کہا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ کیا ہم ایسے ایمان لائیں...... جیسے یہ پاگل اور بیوقوف لوگ محمدؐ کا کلمہ پڑھتے ہیں...... جن کو خود اپنی بھی پرواہ نہیں ہے...... جان قربان مال قربان وطن قربان گھر بار قربان ہم ایسے پاگل تو نہیں ہیں...... کہ گھر میں جھاڑو پھیر کر سارا مال اٹھا کر نبیؐ کے قدموں میں رکھ دیں۔

- ہم اتنے بیوقوف تو نہیں ہیں کہ ہاتھوں اور پاؤں میں میخیں برداشت کریں۔
- ہم ایسے پاگل تو نہیں ہیں کہ ہم اپنی جان کے چمڑے ادھڑوا دیں۔
- ہم ایسے بیوقوف تو نہیں ہیں کہ ہم اپنی آنکھیں نکلوا دیں۔

---

① الله الله في اصحابي لا تتخذوهم غرضا بعدي فمن احبهم فبحبي احبهم ومن ابغضهم فببغضي ابغضهم ومن اذاهم فقد اذاني ومن اذاني فقد اذى الله ومن اذى الله يوشك ان ياخذه'
(ترمذی ص706ج2) (مشکوٰۃ ص554ج2)

انہوں نے صحابہؓ کو پاگل کہا اللہ نے یہ نہیں کہا کہ تو کافر ہو گیا جو لفظ ان بدبختوں نے استعمال کیا...... وہی لفظ رب نے استعمال فرمائے کہا...... اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ ...... جو نبیؐ کے یاروں کو نبوتؐ کے ستاروں کو پاگل کہے...... وہ کہنے والا خود پاگل ہے...... جو ان کی طرف تھوکے گا...... وہ تھوک جیسے اوپر جائے گا ویسے ہی اس کی طرف آئے گا۔

اب جو صحابہؓ پر تنقید کر رہا ہے...... اور جو کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو کہہ رہا ہے اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ کہنے والا پاگل ہے جو ان صحابہؓ کے متعلق زبان استعمال ہو گی وہی فیصلہ تمہارے متعلق ہے...... جو کہتا ہے۔ صحابہؓ متقی، قرآن کہتا ہے تم متقی...... جو کہتا ہے صحابہؓ ولی، قرآن کہتا ہے تم ولی۔

کسی نے کہا...... صحابہؓ بیوقوف، قرآن کہتا ہے کہنے والا بیوقوف...... یہ اللہ کے قرآن کا فیصلہ ہے...... منافقین نے کہا صحابہؓ فسادی ہیں...... رب کا فیصلہ ہے اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ محمدؐ کے یاروں کو فسادی کہنے والا خود فسادی ہے...... اس لئے پوری امت کے لئے فیصلہ کیا گیا کہ صحابہ کو مومن کہو گے...... تو یہ تمہارے ایمان کی علامت ہے...... صحابہؓ پہ نفاق اور کفر کا فتویٰ لگاؤ گے...... تو تم پر نفاق اور کفر کا فتویٰ رب کی طرف سے پہلے سے ہی لگا ہوا ہے...... میں بات کر رہا تھا کہ...... صحابہؓ ستارے ہیں سارے بولو!...... صحابہ کیا ہیں؟ (ستارے) اور ستارے کہاں کی چیز ہیں؟ (آسمان کی)

ہمارا ان سے کیا تعلق ہے؟...... میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ ہم تو خشکی میں ہیں...... ہم تو زمین اور خشکی پہ رہنے والے ہیں...... اہل بیت، کشتی سمندر کی چیز ہے وہ آسماں کے ستارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو سامنے رکھ کر اب ذرا سمجھنا جو میں نے ابھی خطبہ میں آپ کے سامنے پڑھی تھی...... حضورؐ نے فرمایا! میرے بعد فتنوں کے سیلاب آئیں گے۔

بے دینی کا سیلاب ہے تم اپنا ایمان بچاؤ

ہمارے مناظر شیخ العرب والعجم حضرت مولانا عبدالستار تونسوی صاحب تمام تقریروں میں بڑا سادہ سا لفظ استعمال کرتے ہیں کہ لوگو! بے دینی اور بے حیائی کا سیلاب آ گیا۔ فتنوں کا

سیلاب آ گیا ہے...... میں تمہیں آگاہ کر رہا ہوں...... جیسے دنیا میں سیلاب آتا ہے۔ حکومتیں اعلان کرتی ہیں اپنا مال بچاؤ اپنا سامان بچاؤ تو حضرت تونسوی عام طور پہ یہ کہا کرتے ہیں کہ بے دینی کا سیلاب ہے تم اپنا ایمان بچاؤ۔

میرے پیغمبرؐ نے اشارہ اس طرف کیا کہ...... جب میں چلا جاؤں گا تو پھر بے دینی کے سیلاب آئیں گے...... فتنوں کے سیلاب آئیں گے...... اب تم بتاؤ کہ سیلاب کس چیز کا ہوتا ہے۔ ہوا کا یا پانی کا؟ (پانی کا) سورج ہے نہیں ادھر سیلاب آ گیا...... اور ہم خشکی والے اس سیلاب کی دلدل میں پھنس گئے سورج ہوتا تو ہمیں رہنمائی اور روشنی ملتی کہ ہم نے کہاں جانا ہے۔

اب ہم سیلاب میں پھنس گئے...... کہ کہاں پہ جائیں سورج تو ہے نہیں وقت رات کا ہے، گھرے ہم سیلاب کے پانی میں ہیں...... اب اگر یہ سیلاب اور اس فتنے میں پھنسا ہوا انسان کسی کنارے لگنا چاہتا ہے کہ...... میں جاؤں اور کسی کنارے پہ لگ جاؤں...... گہرا پانی ہو رات کا وقت ہو اکیلا آدمی ہو تیراکی اس کو آتی نہ ہو...... اور وہ اس پانی میں کھڑا ہو چیخیں مار رہا ہو، چلا رہا ہو...... اب اس کے کنارے لگنے کا ایک ہی طریقہ ہے...... کہ کوئی آدمی اس کے سامنے کشتی لے جائے اس کو پکڑ کر اس کشتی میں بٹھا دے...... اب رات کو جب آدمی کشتی پر بیٹھے رات طوفان اور سیلاب میں جب آدمی بیٹھے؟ (کشتی میں) تو رات کو جب کشتی چلتی ہے تو راستے کہاں سے تلاش ہوتے ہیں۔ پتہ ہے؟ (ستاروں سے) اونچی آواز سے (ستاروں) سے۔

اہل بیت کی کشتی میں بیٹھو، صحابہؓ سے راستہ حاصل کرو

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا!...... میرے جانے کے بعد کفر نفاق الحاد بے دینی بے حیائی زکوٰۃ کا انکار قرآن کی عظمت کا انکار ختم نبوت کا انکار اس طریقے سے اصحاب رسول کے تقدس کا انکار اہل بیت کی فضیلت کا انکار یہ فتنوں کا جب سیلاب آئے...... اس وقت اگر بیٹھ کر قرآن بھی پڑھو گے تو تمہیں ہدایت نہیں ملے گی...... (کلھم) معاف کرنا مجھے علماء معاف کر دیں میں بڑے کھلے لفظوں میں کہہ رہا ہوں...... بخاری بیٹھ کر تو ساری پڑھ جا تمہیں ہدایت نہیں ملے گی...... تو فتنوں کے سیلاب میں ہے...... بعض جاہل کہتے ہیں کہ بخاری اور مسلم کے سوا اور کسی کو ہم

مانتے ہی نہیں ...... سارا احادیث کا ذخیرہ پڑھ تجھے ہدایت نہیں ملے گی ...... تو ہدایت تلاش کرنا چاہتا ہے ...... تو ایک ہی راستہ ہے اہل بیت کی محبت کی کشتی میں بیٹھ اب یہ کشتی چلے گی تجھے بتائے گی۔ صداقت چاہتا ہے ...... تو ابو بکرؓ کا راستہ وہ ہے ...... عدالت چاہتا ہے تو ...... عمرؓ عدالت کا ستارہ یہ چمک رہا ہے ...... حیاء کے راستے پر آنا چاہتا ہے تو اس ستارے کی طرف جا ...... قضاء کے راستے پر آنا چاہتا ہے تو اس ستارے کی طرف جا ...... وفا کے راستے پہ آنا چاہتا ہے تو اس ستارے کی طرف جا ...... فلاں راستے پہ جانا چاہتا ہے تو اس راستے پہ جا ...... اب ہم دلدل میں پھنسے ہوئے لوگ ...... اس سیلاب، آفات، مصائب، مشکلات، بلیات میں پھنسے ہوئے لوگ ...... اب ہم ہدایت کا راستہ چاہتے ہیں ...... اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اہل بیت کی محبت کی کشتی میں بیٹھو ...... صحابہؓ سے راستہ حاصل کرو۔

صحابہؓ اور اہل بیت کے بغیر دین سمجھ میں نہیں آئیگا

اس لئے اہل بیت کو چھوڑ و گے ...... کشتی چھوٹی ...... تب بھی طوفان میں غرق کشتی میں بیٹھے ہو لیکن راستہ کا پتہ نہیں ...... تو طوفان کے بھنوروں میں کشتی بھی ڈوب سکتی ہے ...... پھر بھی تم منزل مقصود پر نہیں پہنچو گے۔ منزل پر وہی آدمی پہنچے گا ...... جو اس کشتی پر بیٹھ کر ستاروں سے راستہ تلاش کریگا ...... اب آپ کو ربط سمجھ آیا کہ ہمارا کشتی سے کیا تعلق ہے؟ ...... ہم خشکی کے لوگ اب نہیں رہے ...... اب ہم آفات میں مصائب میں مشکلات میں طوفان میں گھرے ہوئے لوگ ہیں ...... اب ہم کنارے لگنا چاہتے ہیں ...... اس کا ایک ہی راستہ ہے کہ اہل بیت کی محبت کی کشتی میں بیٹھو ...... صحابہؓ سے راستہ حاصل کرو صحابہؓ بتائیں گے کہ پیغمبر ﷺ کی سنت ہے ...... خلفاء بتائیں گے کہ یہ نبی ﷺ کا طریقہ ہے ...... صحابہؓ اور اہل بیت کے بغیر دین سمجھ میں نہیں آئیگا ......

اب دوسری بات کہ اہل بیت کون ہیں ...... اہل بیت کس کو کہا جاتا ہے ...... پہلے یہ سمجھیں قرآن مجید کی جس آیت کو میں نے پڑھا إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا اس آیت سے پہلے جتنی آیات آئی ہیں وہ ساری کی ساری پیغمبرؐ کی ازواج مطہرات میری اور آپکی مقدس اور باعظمت مائیں امہات المومنین کی شان میں وہ ساری آیتیں آئی ہیں

ان میں قرآن نے کئی جگہ پر یہ لفظ کہا ہے ...... کہ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ اے پیغمبر ﷺ کی بیویو! اے نبیؐ کی بیویو! ...... مسلمانو! اس سے ازواج رسولؐ کے تقدس کو سمجھو کہ نبی کی بیویاں آپ کو اتنی پیاری لگتی ہیں کہ اللہ نے کہا ...... محبوبؐ اب تک تو تیرے ساتھ باتیں تھیں يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ کہہ کر يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ کہہ کر اب تک تجھ سے گفتگو کرتا رہا ...... یہ جو تیرے گھر میں آئی ہیں ...... جنکا انتخاب میں نے کیا ہے ...... جو تیرے نکاح میں آئی ہیں ...... جنہوں نے تیرے لئے قربانیاں پیش کی ہیں ...... جن کو میں نے امت کی مائیں بنایا ہے ...... محبوبؐ اب تک تیرے ساتھ باتیں تھیں اب آج میں ان کے ساتھ بھی باتیں کر کے میں ان کی عظمت بتانا چاہتا ہوں ...... نبیؐ کے صدقے سے اللہ نے محمدؐ کی بیویوں سے باتیں کیں۔

اہل بیت کون ہیں؟

اہل بیت کا معنیٰ ہوتا ہے لائق والا ...... بیت کا معنیٰ ہوتا ہے گھر کے اندر جتنے آدمی ہوتے ہیں یا گھر والا ہوتا ہے یا عورت ہو تو وہ گھر والی ہوتی ہے ...... اب اس میں حضور کی بیویوں کا پہلے تذکرہ تھا ...... آخر میں اللہ نے کہا إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ الخ اور اللہ کا انداز بھی بڑا عجیب ہے إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ اللہ کہتے ہیں ...... محمدؐ میں اب فیصلہ کر چکا ہوں کہ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ الخ جس خدیجہؓ کو ...... جس عائشہؓ کو ...... جس ام سلمہؓ کو ...... جس میمونہؓ کو ...... جس ام حبیبہؓ کو ...... جس جویریہؓ کو میں نے چن کر تیرے عقد میں رکھا ہے ...... آپ کے نکاح کے لئے منتخب کیا ہے ...... جن کو آپ کی بیویاں بنایا ہے ...... جب چنا میں نے ہے تو پھر فیصلہ بھی میں نے کیا ہے کہ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ الخ کہ تیرے گھر میں خود ان کو پاک کر رہا ہوں ...... سنو! حضور ﷺ کو حکم دیا تھا کہ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ کہ اپنے کپڑوں کو خود پاک رکھا کرو وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ...... اپنے ماحول کو خود پاک کرو ...... اہل بیت نہیں طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ نبیؐ اپنے گھر کو پاک کرتے کے گھر کو پاک کر ان کو نبیؐ پاک کرے ...... اور جن کو نبیؐ کے لئے چن رہا ہے رب کہتا ہے انکو میں نے خود پاک کیا کیوں پاک کیا ...... اس لئے کہ نبی کا انتخاب کون کرتا ہے ...... اس کو پاک کون کرتا ہے (اللہ) ...... اسکی پاکیزگی کے فیصلے کون کرتا ہے (اللہ) ...... جب نبیؐ پاک ہے تو

نبیؐ کے لئے بیویاں بھی پاک چنی ہیں...... جب نبیؐ کو معصوم بنایا ہے تو بیویوں کو بھی باعظمت باعصمت محفوظ اور مقدس بنایا ہے...... جیسے پیغمبر ﷺ کو فضیلت عطا کی ہے ویسے ہی اس کی بیویوں کو عطا کی ہے...... اس لئے جیسے نبی ﷺ کو طاہر اور مطہر بنایا ہے ایسے پیغمبرؐ کی بیویوں کو اھل بیت کو يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا بنایا ہے۔

اہل بیت کون کون ہیں؟

بیٹی جب تک باپ کے گھر میں رہے وہ اس گھر کا حصہ ہوتی ہے...... اور جب اس کا عقد کر کے داماد کے حوالے کر دیا جائے اب میں پوچھتا ہوں یہ اس گھر کی ہے...... یا جس کے پاس گھر میں گئی ہے اس گھر کی ہے...... میری بیوی میری گھر والی ہے...... جو میری بیٹی ہے وہ میری گھر والی نہیں...... جب تک میرے گھر میں تھی میرے گھر کا فرد تھی...... جب، میں نے اسے نکاح کر کے داماد کے حوالے کر دیا اب یہ اس کی گھر والی ہے...... تو قرآن کی حقیقت اہل بیت ازواج رسول ہین جن کا تقدس قرآن نے بیان کیا اماں عائشہ ہے...... اماں خدیجہ ہے حضورؐ کی ساری بیویاں حدیث میں آتا ہے...... جس وقت یہ آیت کریمہ اتری إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا حدیث میں آتا ہے حضور اکرمؐ تشریف فرما تھے۔

حضورؐ نے فرمایا......!

- علی رضی اللہ عنہ کو بلاؤ — حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے
- میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلاؤ — سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لے آئیں

فرمایا!...... اپنے دونوں شہزادوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بلواؤ...... ایک حسنؓ ایک حسینؓ ایک علیؓ ایک فاطمہؓ کتنے ہو گئے چار...... ان چار کو حضورؐ نے بلوایا...... آپ نے اپنے اوپر کملی مبارک اوڑھی ہوئی تھی ①...... چادر رسول اللہؐ کے جسم اطہر پر تھی...... اس طریقے سے آپ نے وہ کملی یوں اوپر لے رکھی تھی...... آپ نے حضرت علیؓ کو ایک طرف بٹھایا...... فاطمۃ الزہراءؓ کو

① صحیح مسلم ص 278 ج 2
مشکوۃ شریف ص 568 ج 2

دوسری طرف بٹھایا...... اور اپنی چادر ان کے اوپر کھول کر کہا اَللّٰهُمَّ هٰٓؤُلَآءِ اَهْلِ بَيْتِی اے اللہ! قرآن میں جس کو تو نے اہل بیت کہا...... وہ میری ازواج مطہرات ہیں

- وہ میری خدیجہؓ ہے
- وہ میری عائشہؓ ہے
- وہ میری میمونہؓ ہے
- وہ میری ام حبیبہؓ ہے
- وہ میری جویریہؓ ہے
- وہ میری ام سلمہؓ ہے

وہ ساری اہل بیت ہیں...... لیکن مولیٰ میری تین بیٹیاں دنیا سے رخصت ہو چکی ہیں...... اب ایک فاطمہ ہی تو بچی ہے عثمانؓ میرا داماد تھا...... اس کی دونوں بیویاں دنیا سے رخصت ہو گئیں...... اب ایک داماد جو قرابت اور رشتہ داری میں سب سے زیادہ قریبی ہے...... چچا زاد بھائی ہے...... جس کو باپ کا سایہ بھی نصیب نہیں ہوا میں نے اس کو پالا ہے...... میں نے اسکی تربیت کی ہے میں نے اسے پیار کیا ہے میں نے اپنی بیٹی کا رشتہ اس کو دیا ہے...... پھر اس میری بچی سے تو نے مجھے دو شہزادے عطا کئے حسنؓ اور حسینؓ جو میری آنکھوں کا تارہ ہیں۔

میرے دل کا سرور ہیں...... اللہ ان کو تو نے شامل کیا ان پر میں اپنی يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ کی چادر ڈال کر کہتا ہوں هٰٓؤُلَآءِ اَهْلِ بَيْتِی

اے اللہ......!

- علی رضی اللہ عنہ کو بھی — اہل بیت میں شامل کر
- میری فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی — اہل بیت میں شامل کر
- حسن رضی اللہ عنہ کو بھی — اہل بیت میں شامل کر
- حسین رضی اللہ عنہ کو بھی — اہل بیت میں شامل کر

حدیث میں آتا ہے...... جب حضورؐ نے یہ جملے کہے...... سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہنے

لگیں...... اللہ کے نبیؐ میں اس چادر میں نہ آجاؤں...... حضورؐ نے فرمایا!...... نہیں تمہیں تو رب قرآن میں شامل کر چکا ہے...... میں ان کو اس لئے شامل کر رہا ہوں کہ...... قرآن نے ان کا تذکرہ نہیں کیا بیویاں قرآن کی زبان سے اہل بیت ہیں...... علیؓ، حسنؓ، حسینؓ، فاطمہؓ، نبی ﷺ کی زبان سے اہل بیت ہیں...... وہ بھی عظمت والے ہیں...... وہ قرآن کے مطابق اہل بیت ہیں...... یہ نبیؐ کی حدیث کے مطابق اہل بیت ہیں...... وہ رب کے انتخاب کے اہل بیت، یہ نبی کے انتخاب کے اہل بیت جو اُن کا انکار کرے...... اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور جو اِن کا انکار کرے اسکا بھی اسلام سے کوئی تعلق نہیں...... اللہ اہل بیت کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق دے۔ (آمین)

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید

اللّٰھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید
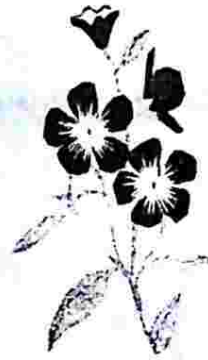
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ

حسینؓ ابن علیؓ کے صحابہ کرامؓ کے ساتھ تعلقات

ہوتے ہیں خفا کیوں پوچھو تو ذرا اغیاروں سے

تعریف صحابہؓ ثابت ہے قرآن کے تیس پاروں سے

حسینؓ ابن علیؓ کے صحابہ کرامؓ کیساتھ تعلقات

الحمدلله الذی شرفنا علی سائر الامم برسالة من اختصه من بین الانام بجوامع الکلم وجواهر الحکم صلی الله تعالی علیه وعلی آله وصحبه وبارک وسلم مانطق اللسان بمدحه و نسخ القلمo

اما بعد:

فاعوذ باالله من شیطن الرجیم o بسم الله الرحمن الرحیم
وَلَاتَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْافِیْ سَبِیْلِ اللهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ قال النبی ﷺ الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنه ①
وقال رسول الله ﷺ ان لحسن والحسین کلاهماریحانتای من الجنه ② انما الفاطمة بضعة منی فمن آذاهافقد آذانی او کما قال رسول الله ﷺ ③

---

① کنز العمال ص52 ج12/ ترمذی ص217 ج2/ مشکوٰۃ ص570 ج2/ فضائل صحابہ ص774 ج2
② کنز العمال ص52 ج12/ ترمذی ص218 ج2/ فضائل صحابہ ص782 ج2
③ فضائل صحابہ ص755 ج2/ ترمذی ص226 ج2/ صحیح مسلم ص290 ج2/ بخاری ص532 ج1

تمہیدی کلمات

- لائق صد تعظیم وتکریم!
- قابل قدر بزرگو!
- دوستو اور بھائیو!

آج کے خطبہ جمعہ میں آپ حضرات کے سامنے اہل بیت کی وضاحت اور حضرت حسینؓ ابن علیؓ نواسۂ رسول کے جماعت صحابہ کرامؓ کے ساتھ کیسے اچھے اور خوشگور تعلقات تھے۔ انکی وضاحت کروں گا اور نواسۂ رسول کی سیرت طیبہ پر کچھ وضاحت ہوگی۔ انشاءاللہ

جس نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور ایمان پر موت آئی اس کو صحابیؓ کہتے ہیں

یہ بات بہت مشہور ہے...... ہمارے ہاں یہ تصور ہے...... کہ ان کے لئے دو۲ حدیثیں ذہن میں رکھ لی جاتی ہیں...... کہ اصحاب رسول اور اہل بیت علیحدہ علیحدہ یہ کیا چیزیں ہیں صحابی کی تعریف بڑی اہم اور عام ہے...... ہر وہ ہستی اور شخصیت جس نے ایمان کے ساتھ اللہ کے نبیؐ کی محفل پائی اور اس کی ایمان پر موت آئی اس کو صحابی کہتے ہیں۔ ①

① صحابیؓ کی تعریف میں مختلف اقوال ہیں علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: واصح ما وقفت علیہ من ذلک ان الصحابی من لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مؤمناً بہ ومات علی الاسلام فیدخل فیمن لقی من طالت مجالسۃ اوقصرت ومن روی عنہ اولم یرو ومن غزامعہ، اولم یغز ومن رآہ رؤیۃ ولولم یجالسہ، ومن لم یرہ کالعارض ویخرج بقید الایمان، من لقیہ کافراً ولو اسلم بعد ذلک اذالم یجتمع بہ مرۃ اخری ولو تخللت ردۃ فی الاصح (الاصابۃ (1 : 1) / نخبۃ الفکر ص 176 مطبوعہ بیروت) وقال البخاری امن صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اورآہ من للسلمین فھو من اصحابہ (صحیح بخاری ص 3:7 بیروت)
علامہ جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) نے مختلف اقوال اپنی کتاب تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی لکھتے ہیں: اختلف فی حد الصحابی فالمعروف عند المحدثین أنہ کل مسلم رأی رسول اللہ کذا قال ابن الصلاح ونقلہ عن البخاری وغیرہ، وأورد علیہ، ان کان فاعل الرؤیۃ الرائی الأعمی کابن أم مکتوم ونحوہ فھو صحابی بلاخلاف ولا رؤیۃ لہ ومن رآہ کافراً ثم أسلم بعد موتہ کرسول فیصیر فلا صحبۃ لہ، ومن رآہ
(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اہل بیت کی وضاحت

قرآن مجید کی آیات کی رو سے اہل بیت کا لفظ ازواج النبی یعنی رحمت کائنات ﷺ کی بیویوں پر استعمال ہوتا ہے...... اہل کا معنیٰ والا ہے...... اور بیت کا معنیٰ گھر...... اہل بیت گھر والے...... ظاہر ہے جو آدمی جس گھر میں رہتا ہے وہ گھر والا ہوتا ہے...... اور جو عورت اس کے عقد میں آتی ہے...... وہ گھر والی ہوتی ہے...... اور یہ مرد اور عورت جب اس گھر میں آئیں تو یہ گھر والے کہلاتے ہیں...... جو بچے اس گھر میں ان کے ہاں ہوں گے...... وہ بھی اس گھر کے فرد ہوں گے...... جب ان کا علیحدہ مکان ہو جائیگا...... علیحدہ چلے جائیں گے...... آپ کے ہاں یہ لفظ استعمال ہوتا ہے...... اب یہ گھر ان کا نہیں...... ان کا گھر فلاں جگہ پر ہے...... وہ فلاں جگہ پر رہتے ہیں...... قرآن مجید میں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کی جو عظمتیں ان کے مناقب ان کے محاسن وکمالات...... اور اس کے متعلق حقوق وفرائض کو بیان کیا اس میں بار بار اہل بیت کا لفظ استعمال کیا اور پھر جب یہ آیت کریمہ اتری:

" اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا "

اللہ کہتے ہیں کہ محبوب ہم یہ فیصلہ کر چکے ہیں

کہ آپؐ کے اہل بیت کو ہم مقدس وپاک قرار دیں...... اللہ کے نبی جانتے تھے...... اور قرآن مجید کا مفہوم ومطلب بتاتا ہے...... کہ اس سے مراد رسول کی بیویاں تھیں...... جس وقت

(گزشتہ سے پیوستہ) بعد موتہ ﷺ قبل الدفن، وقد وقع ذلک لأبی ذؤیب خویلد بن خالد الھذلی فانہ لاصحبۃ لہ، وان کان فاعلھا رسول اللہ ﷺ دخل فیہ جمیع الأمۃ، فانہ کشف لہ عنھم لیلۃ الاسراء وغیرھا، ورآھم، وأورد علیہ أیضاً، من صحبہ ثم ارتد، کابن خطل ونحوہ، فلاؤلی أن یقال: من لقی النبی مسلماً ومات علی اسلامہ، اما من ارتد بعدہ ثم اسلم ومات مسلماً، فقال العراقی فی دخولہ فیھم نظر، فقد نص الشافعی وأبو حنیفۃ علی أن الردۃ محبطۃ للعمل، قال: والظاھر أنھا محبطۃ للصحبۃ السابقۃ، کقرۃ بن میسرۃ، والأشعث بن قیس أما من رجع الی الاسلام فی حیاتہ، کعبداللہ بن ابی سرح فلامانع من دخولہ فی الصحبۃ، وجزم شیخ الاسلام فی ھذا والذی قبلہ ببقاء اسم الصحبۃ لہ، قال: وھل یشترط لقیہ فی حال النبوۃ أو أعمیٰ من ذلک، حتی یدل من رآہ قبلھا ومات علی الحنفیۃ، کذید بن عمرو بن نفیل، وقد عدہ ابن مندہ فی الصحابۃ، وکذالو رآہ قبلھا ثم أدرک البعثۃ وأسلم ولم یرہ (ص۱۲۲ ج ۲)

یہ آیت کریمہ اتری ①...... اس وقت رسول اللہ ﷺ کی صرف ایک بیٹی سیدہ فاطمہؓ حیات تھیں اور حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں حضرت حسنؓ اور حسینؓ دونوں صاجزادے موجود تھے...... اور نبی کریمؐ کے دامادوں میں اس وقت شرف دامادیت میں موجود صرف حضرت علیؓ تھے...... اس لئے کہ حضرت رقیہؓ، ام کلثومؓ، دونوں فوت ہو چکی تھیں...... حضرت سیدہ زینبؓ پہلے فوت ہو گئی تھیں ②...... تو باقی دو (۲)...... شرف دامادیت اپنی جگہ...... لیکن اس وقت ان بچیوں کے زندہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ نسبت ختم ہو گئی...... اللہ کے محبوبؐ کے دل میں فاطمۃ الزہرہؓ کی بہت زیادہ محبت تھی...... لاڈلی بیٹی تھی، چھوٹی بیٹی تھی، وفادار بیٹی تھی۔

حضرت فاطمۃ الزہراؓ حضرت خدیجہؓ کی ہم شکل تھیں

پھر کتابوں میں آتا ہے...... کہ یہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کی ہم شکل تھیں...... جس کی وجہ سے حضور ﷺ کو بہر حال خدیجہؓ کی وفائیں یاد آتی تھیں...... پھر اس بیٹی کے بچپن اور اس کی تنہائی کی زندگی ہر وہ باپ سوچ سکتا ہے...... کہ بیوی جس کی فوت ہو جائے...... بچے اس کے ہاتھوں میں پلے ہوں...... پھر وہ بیٹی ہو تنہا ہو...... پھر اس کو اپنے ہاتھ سے رخصت کر رہا ہو...... یہ سارے منظر ہر آدمی اپنے ذہن میں رکھے...... اور سیدہ فاطمہؓ کی ہیئت کا اندازہ کیفیت کا اندازہ لگائے پتہ چلے گا۔

---

① ترمذی ص219 ج2/ فضائل الصحابہ امام احمد بن حنبل ص787 ج2/ مشکوٰۃ ص568 ج2/ صحیح مسلم ص283 ج2

② حضرت زینبؓ کی پیدائش ۳۰ میلادِ نبوی میں ہوئی اسوقت حضور ﷺ کی عمر شریف ۳۰ سال تھی۔ ان کا نکاح حضرت ابو العاصؓ سے ہوا تھا۔ حضرت زینبؓ کی وفات ۸ ھ میں ہوئی...... حضور ﷺ نے خود قبر میں اتارا (اسد الغابہ، آنحضرت کی صاحبزادیاں ص18) حضرت رقیہؓ آپ کی دوسری صاحبزادی ہیں، ان کا نکاح حضرت عثمانؓ سے ہوا۔ انکی وفات ۲ ھ میں ہوئی، آپ ان کے دفن میں شریک نہ ہو سکے۔ حضرت ام کلثومؓ یہ تیسری صاحبزادی ہیں، ان کا نکاح بھی حضرت عثمانؓ سے ہوا، یہ نکاح ربیع الاول میں ہوا اور رخصتی جمادی الثانی ۳ ھ میں ہوئی، حضرت ام کلثومؓ نے ۹ ھ ماہ شعبان میں وفات پائی۔ خود آپؐ نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ اسوقت حضرت فاطمہؓ کی عمر 15 سال 5 ماہ اور 15 دن تھی اور حضرت علیؓ کی عمر مبارک 21 سال 5 ماہ تھی (الاستیعاب) آپکی نماز جنازہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پڑھائی۔

کہ اس وقت سیدہ فاطمہؓ کی اللہ کے نبیؐ کے دل میں کتنی محبت تھی...... جب یہ آیت کریمہ اتری تو محبوبؐ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے...... درِ اقدس میں تھے آپ نے حکم فرمایا کہ علیؓ کو بلایا جائے...... ساتھ ہی دروازہ تھا...... درمیان میں کھڑکی تھی...... ادھر سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا گھر ہے...... ادھر اماں فاطمہؓ کا گھر ہے علیؓ کو بلایا...... اور فرمایا کہ میری فاطمہؓ کو بھی بلاؤ فاطمۃ الزہراؓ کو بلایا فرمایا حسنؓ اور حسینؓ دونوں کو بلاؤ...... دونوں شہزادوں کو اکٹھا کر لیا...... محبوبؐ نے ان چاروں کو یوں اکٹھا بٹھا دیا...... سیدنا علیؓ بیٹھتے ہیں، فاطمہؓ بیٹھی ہیں، حسنؓ بیٹھے ہیں، حسینؓ بیٹھے ہیں...... پر محبوبؐ ان کے ساتھ بیٹھے ہیں۔

اور ادھر سے قرآن کریم کی آیت کریمہ اتر چکی تھی...... کہ اے پیغمبر ہم نے آپ کے اہل بیت کو پاک کیا ہے...... اور ہم ان کو تطہیر کی عظمت نصیب کر رہے ہیں...... تو محبوبؐ نے اپنی مکمل چادر مبارک جو آپ کے جسم اطہر پر تھی اس کو یوں کھولا اور کھول کر یوں سب کے اوپر ڈال کر کہا:

اَللّٰهُمَّ هٰٓؤُلَآءِ اَهْلِ بَيْتِي ①

قرآن کے مفہوم نے ازواج مطہرات کو اہل بیت بتایا ہے

اے اللہ!...... میری بیویاں وہ مقدس اہل بیت ہیں...... تو نے قرآن میں ان کی عظمت بیان کی قرآن کی زبان سے ان کو اہل بیت کہا ہے...... قرآن کے مفہوم نے ان کو اہل بیت بتایا ہے...... جن کو تو اپنے عرش پہ اہل بیت کہہ چکا ہے...... یہ درست ہے کہ میری بیٹی تھی...... اب علیؓ کے گھر چلی گئی...... حسنؓ علیؓ کا بیٹا ہے...... حسینؓ علیؓ کا بیٹا ہے...... لیکن مجھے یہ سب سے زیادہ لاڈلی ہے...... یہ بچے بہت پیارے ہیں...... اس لئے علیؓ داماد بھی بہت پیارا ہے...... اللہ میں ان کو جدا نہیں کرنا چاہتا...... جو اہل بیت ہونے کے ناطے سے تو نے تطہیر کی چادر بھیجنی ہے...... رحمت عطاء کرنی ہے...... اپنے فضل و کرم کے فیصلے کرنے ہیں۔

- اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا کے انعامات دینے ہیں
- جہاں میری عائشہؓ کو انعام ملے

---

① ترمذی ص219 ج2/ مشکوٰۃ ص568 ج2

- حفصہؓ کوانعام ملے
- سیدہ ام حبیبہؓ کوانعام ملے
- میمونہؓ کوانعام ملے

اس انعام میں ان کومحروم نہ کر اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلِ بَیْتِی میں ان چاروں کواپنے ساتھ شامل کر کے...... اپنے اوپر کی چادران پر ڈالتا ہوں ...... گویا جو عظمت مجھے دی ہے...... میرے صدقے سے ان کوعطاء کر میری بیویوں کوتو نے منتخب اہل بیت کے لئے کیا ہے۔

وہ قرآن کی زبان اور یہ نبیؐ کی زبان سے اہل بیت ہیں

ان چار کو میں اپنے ساتھ منتخب کرتا ہوں...... جیسے ان کو اہل بیت بنایا ہے......ان کو بھی اہل بیت بنادے...... وہ قرآن کی زبان سے یہ نبی آخرالزمانؐ کی زبان سے...... وہ رب کے فیصلے سے یہ مصطفیٰ ﷺ کے فیصلے سے...... اس لئے اہل سنت والجماعت جناب حسنؓ کو صحابی بھی مانتے ہیں...... اہل بیت کا فرد بھی مانتے ہیں...... جناب فاطمہؓ کوصحابیہ بھی کہتے ہیں ...... اہل بیت کا فرد بھی کہتے ہیں...... جناب حسنؓ اور حسینؓ کوشرف صحابیت بھی ملا ہے......اور ساتھ ہی اہل بیت کا حصہ بھی بنے...... سیدہ فاطمۃ الزہراؓ سے اللہ کے پیغمبر ﷺ کوسب سے زیادہ تسکین ملتی تھی...... لاڈلی بیٹی تھیں...... حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے ہاں جو اولاد ہوئی ان میں سب سے بڑا صاحبزادہ جناب حسنؓ تھے...... حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا نکاح جناب حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے ساتھ...... سیرت اور تاریخ کی کتابوں سے یہی ملتا ہے غزوہ بدر کے بعد جو احد سے پہلے ہوا...... اس لئے کہ احد کے موقع پہ جو رسول ﷺ کو زخم آئے...... ان زخموں کو دھونے والی ان کی مرہم پٹی کرنے والی ان میں خدمت کرنے کا شرف...... جناب علیؓ ابن ابی طالب اور فاطمۃ الزہراؓ ان دونوں کو نصیب ہوا...... اور وہ یہ پہاڑ میں ایک چھوٹی سی جگہ ہے...... غار نما بنی ہوئی جہاں محبوب زخموں سے چور ہو کے جا کے بیٹھ گئے ...... حضرت فاطمۃ الزہراؓ نے اپنے دوپٹے کا کچھ حصہ جلا کر اس کی راکھ بنا کر...... اللہ کے نبیؐ کے زخموں پر رکھ کر وہاں مرہم پٹی کی تھی وہ بڑی محبوب ترین جگہ ہے...... اس لئے کتابوں میں لکھا ہے۔

دونوں بچوں کا نام آمنہ کے دریتیمؐ نے رکھا

اُحد والے سال جناب حسنؓ پیدا ہوئے...... اس سے ایک سال بعد یوں سمجھ لیجئے کہ ہجرت کے چوتھے ۴ سال کی ابتداء تھی...... جناب حسینؓ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے گھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے صاجزادہ عطاء کیا...... دونوں بچوں کا نام آمنہ کے دریتیم نے خود رکھا اُن کا نام حسنؓ رکھا...... اِن کا نام حسینؓ رکھا اس لئے علماء کہتے ہیں حسنؓ اور حسینؓ دونوں کا نام یہ لفظ حُسن سے ہے حُسن میں بھی حُسن ہے، حُسینؓ بھی حُسین ہے اس لئے:

علماء نے لکھا ہے:

کہ یہ دونوں شہزادے اللہ کے نبی ﷺ کے سب سے زیادہ ہم شکل تھے...... سب سے زیادہ مشابہ تھے سب سے زیادہ مماثل ومشابہ تھے...... صحابہؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے بعد جب ہمیں ان کی یاد ستاتی ہمیں ان کی محبت بے تاب کرتی...... تو ہم حسنؓ کو دیکھتے کیونکہ حسنؓ کے چہرے کی شباہت رسول اللہ ﷺ سے ملتی تھی①...... جب یہ دونوں بچے سامنے آتے تو رسول اللہ کا نقشہ آپ سامنے آجاتا تھا...... یہ دونوں بچوں کو اعزاز نصیب ہوا...... کہ دونوں کی ولادت پر آذان بھی پیغمبرؐ نے خود کہی ہے۔②

ورنہ حدیث کی کتابوں میں پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوری زندگی میں کبھی آذان نہیں کہی...... یہ جو آذان ہم مسجد میں دیتے ہیں...... اللہ کے نبیؐ نے ساری زندگی میں کبھی مسجد میں آذان کے جملے نہیں کہے...... حکم دیا ہے......آذان کا بلالؓ کو کہا ہے کہ یہ کلمہ کہو ابومحذورہ کو کہا ہے کہ یہ کلمہ کہو...... ابن ام مکتوم کو کہا ہے کہ یہ کلمہ کہا کرو...... لیکن اللہ کے نبیؐ نے خود آذان نہیں کہی...... اس میں حکمت کیا ہے اس لئے کہ نماز ایک عمل ہے حی علی الصلوۃ، حی علی الفلاح آذان میں...... آؤ نماز کی طرف آؤ کامیابی کی طرف خدانخواستہ اگر کوئی شخص نماز کی

---

① صحیح مسلم بخاری ص530 ج1/ ترمذی ص218 ج2/ مشکوٰۃ ص571 ج2 الحسن اشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مابین صدر الی الراس و الحسین اشبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما کان اسفل من ذلک

② اعلاء السنن ص ج

طرف نہ آئے اور نبیؐ کہے اور وہ نہ جائے...... تو وہ کافر ہو جائے گا...... اُمت کو کفر سے بچانے کے لئے پیغمبرؐ نے بلال رضی اللہ عنہ کو کہا تو کہہ تیرے کہنے سے کوئی شخص اگر مسجد میں نہ آیا تو کافر تو نہیں ہوگا۔ لیکن اگر میری زبان سے جملہ سن کے نہ آیا...... تو وہ خارج اسلام ہو جائے گا...... کافر ہو جائے گا...... لیکن ان بچوں کی ولادت پر اللہ کے نبی نے ان کے کان میں آذان کے کلمے کہے حسنؓ کے لئے بھی حسینؓ کے لئے بھی دونوں کو گھٹی خود دی...... اپنا لعاب مبارک ان کے منہ میں دیا پھر کھجور چبا کر ان کے منہ میں دی پھر اس طریقے سے حدیث میں آتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں بچوں کے عقیقہ کا انتظام کیا...... ساتویں دن عقیقہ کیا ان دونوں بچوں کے نام تجویز کئے...... پھر ان دونوں بچوں سے بے انتہا پیار ہوتا تھا بعض دفعہ محبوب مسجد میں آتے ایک کندھے پر حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھائے ہوئے دوسرے پہ حسین رضی اللہ عنہ کو اٹھائے ہوئے۔

سواری بھی خوبصورت سوار بھی خوبصورت

فاروق اعظمؓ کا وہ واقعہ بڑا مشہور ہے حضرت عمرؓ سفر سے آرہے تھے اللہ کے نبی ﷺ حسینؓ ابن علیؓ کو کندھے پہ اٹھا کے لا رہے ہیں...... حضرت فاروقِ اعظمؓ دیکھتے ہیں ایک بڑے عجیب انداز میں خوشی کے عالم میں کہتے ہیں اور جملہ کہتے ہیں...... نعم المرکب سواری کتنی خوبصورت ہے...... حسینؓ تو کتنا خوش نصیب ہے...... نصیب ہے تو نبوت کے کندھوں پر سوار ہو رہے ہیں گویا اللہ کے نبیؐ اس حیثیت سے تیرے سامنے آئے ہیں...... کہ تو نبیؐ کے کندھوں پہ شاہسوار بنا ہے...... جب رحمت کائناتؐ نے یہ جملے سنے کہ عمرؓ اس کو تو دیکھتے ہو کہ سواری کتنی خوبصورت ہے۔①

یہ نہیں دیکھتے کہ نعم الراکب اس پر بیٹھنے والا سوار کتنا حَسین ہے...... میں بھی حُسَین ہوں میرا شہزادہ بھی حُسَین ہے...... بچپن نبوت کی گود میں گزرا اور یہ بات یاد رکھئے کہ جناب حسنؓ کی عمر سات سال تھی اور جناب حسینؓ کی عمر چھے سال تھی جب رسول اللہ ﷺ کا دنیا

① ترمذی میں یہ روایت موجود ہے مگر وہاں حضرت عمرؓ کے نام کی وضاحت نہیں بلکہ الفاظ یہ ہیں فقال رجل نعم المرکب رکبت یا غلام فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم و نعم الراکب ھو (ترمذی ص218 ج2)۔

سے انتقال ہوا چھے سات سال کے بچے کی عمر ہے کمسن ہے...... چھوٹی سی عمر ہے اس عمر میں اتنی چھوٹی عمر ان دونوں بچوں نے اللہ کے نبی کی محفل میں بیٹھ کر حدیثیں یاد کیں۔

جس بچے کی تربیت کرنے والے با کمال ہوں وہ کتنے کمالات کا مالک ہوگا

کیونکہ تربیت کا اثر ہوتا ہے...... ماں کی گود کا اثر ہوتا ہے...... اماں فاطمۃ الزہراؓ ہو①...... ابا علی المرتضیٰؓ ہو...... نانا محمد رسول اللہؐ ہو اب ظاہر ہے...... وہاں جب بچہ تربیت پائے گا وہ کتنے کمالات کا مالک ہوگا...... اس لئے حضرت حسنؓ و حسینؓ دونوں شہزادوں کی وہ روایتیں ہیں...... دونوں فرمایا کرتے تھے...... ہمیں نانا محمد رسول اللہؐ نے وضو کرنے کا طریقہ سکھایا...... ہم نے نانؐا سے کلمہ طیبہ سیکھا ہم نے نانؐا سے شہادت کے کلمات یاد کئے۔

ہم نے محمد رسول اللہؐ سے اعوذ بکلمات اللہ التامۃ کلھا من شر ما خلق اللہ کے محبوبؐ نے ہمیں یہ دعا سکھائی کہ صبح شام اس کو پڑھا کرو...... ہمیں رحمت کائناتؐ نے وتروں میں پڑھی جانے والی دعائے قنوت خود سکھائی تھی...... یہ دونوں شہزادے کہتے تھے ہم وہ خوش نصیب ہیں جنہیں پیغمبر معوذتین آخری دو سورتیں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس اللہ کے محبوب پیغمبرؐ نے ہمیں خود سکھائیں ہمیں یاد کرائیں سورۃ فاتحہ یاد کرائی بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یہ محبوبؐ نے ہمیں دعا سکھائی...... صبح شام بیٹے اس دعا کو تین مرتبہ پڑھ لیا کرو...... اور پھر یہ دونوں شہزادے کہتے ہیں کہ ہماری تربیت کا عالم یہ ہوتا تھا...... کہ محبوبؐ شام کو ہمیں خود بلاتے کبھی ہمارے گھر تشریف لاتے آ کے ہمیں اپنے سامنے بٹھا دیتے...... اور خود اپنی زبان مبارک

① کنز العمال میں ایک عمدہ مفہوم کی روایت موجود ہے جو اپنے خطباء بزرگوں کیلئے پیش خدمت ہے۔ ایھا الناس ! الا اخبر کم بخیر الناس جداً وجدۃ؟ الا اخبر کم بخیر الناس اباً واماً ؟ الحسن والحسین جدھما رسول اللہ ،وجدتھما خدیجۃ بنت خویلد، وامھما فاطمہ بنت رسول اللہ،وابوھما علی بن ابی طالب ،و عمھما جعفر بن ابی طالب ،وعمتھما ام ھانی بنت ابی طالب وخالھما القاسم ابن رسول اللہ وخا لاتھما زینب ورقیہ وام کلثوم بنات رسول اللہ وجدھما فی الجنۃ وعمتھما فی الجنۃ (کنز العمال)

سے یہ کلمات طیبات پڑھتے پیار سے فرماتے کبھی ہمارے سر پہ شفقت کا ہاتھ پھیرتے بے انتہا محبت کیا کرتے تھے آداب خود سکھاتے تھے۔

صدقے کا مال اللہ نے محمد ﷺ اور اس کی آل پر حرام کر دیا ہے

ایک دن صدقے کی کھجوریں پڑیں ہوئیں تھیں ...... حضرت حسنؓ تشریف لائے ایک کھجور اٹھائی منہ میں ڈالی ...... اللہ کے نبیؐ کی نظر پڑ گئی آپ نے جلدی سے اُٹھ کر کہا بیٹے اس کو ادھر رکھ دو بچہ تھا ...... کھجور اندر چلی گئی اللہ کے محبوبؐ نے منہ میں انگلی ڈال کر حلق میں پھیری ...... جس کی وجہ سے قے آئی کھجور باہر نکل آئی۔

حضور ﷺ نے فرمایا حسنؓ بیٹے یہ تجھے معلوم تو نہیں ہے ...... لیکن میں محمدؐ بتانا چاہتا ہوں ...... یہ صدقے کا مال ہے ...... محمدؐ پر اور آل محمدؐ پر اللہ نے صدقے کو حرام قرار دیا ہے ...... ہم نہ زکوٰۃ کے مستحق ہیں ...... نہ صدقات واجبہ کے مستحق ہیں ...... اس لئے آج کے بعد اس قسم کی چیزیں نہ کھایا کرو ...... یہ دونوں شہزادے وہ تھے جن کی تربیت رسول اللہؐ نے کی تھی محبت کا عالم یہ تھا ...... سیدہ فاطمہؓ خود فرمایا کرتی تھیں محبوبؐ سفر سے واپس آتے ...... تو سب سے پہلے فاطمۃ الزہراءؓ کے گھر آتے اور فرمایا کرتے تھے ...... کہ مجھے حسنین کی محبت بے تاب کیا کرتی ہے ...... اس لئے پہلے یہاں آتا ہوں ...... پھر اپنے گھر والوں کے پاس جاتا ہوں ...... پھر مسجد میں میں جاتا ہوں، حسنؓ اور حسینؓ سے اس لئے مجھے محبت ہے۔

حسنؓ و حسینؓ میرے لئے جنت کے پھول ہیں

حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے ...... بچے ضرور ہیں، کمسن ضرور ہیں لیکن دونوں کلاھما ریحانۃ من الجنۃ یہ میرے لئے جنت کے پھول ہیں ...... ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحابی کہتے ہیں۔ ایک مرتبہ محبوبؐ خدا کو دیکھا رحمتِ کائناتؐ نے چادر اوپر اوڑھی ہوئی ہے اندر ایسا لگتا ہے جیسے کوئی چیز محبوبؐ نے دونوں ہاتھوں میں اٹھائی ہو محبوب ﷺ کیا ہے ...... ہم نے دیکھا اس چادر کے ایک طرف حسنؓ تھے دوسرے بازو میں ...... حضورؐ نے حسینؓ کو اٹھا رکھا تھا سینے سے لگا رکھا تھا ...... ہم

نے کہا محبوبؐ یہ کیا ہے۔

فرمایا کہ یہ جنت کے پھول ہیں ① ...... اور حضورؐ ان دونوں بچوں کو قریب کر کے جیسے کوئی چیز سونگھی جاتی ہے ایسے سونگھتے تھے فرمایا کرتے تھے ...... کہ یہ بچے خاتون جنت کے بیٹے ہیں میں محمد ﷺ بھی جنت کی مٹی سے ہوں اللہ نے فاطمہؓ دی ہے ...... یہ بھی جنت کی وارثہ مالکہ ہے اس لئے اس نے جو بچے دیئے ہیں یہ جنت کے پھول ہیں۔

حسنؓ و حسینؓ کے پسینے سے جنت کی خوشبو آتی ہے

ان کے پسینے سے جنت کے پھولوں کی خوشبو آتی ہے ...... دونوں بچوں کو محبوبؐ سونگھا کرتے تھے ...... اور یہ بڑی مشہور حدیث ہے ...... فرمایا سید شباب اہل الجنۃ حسنؓ اور حسینؓ دونوں قیامت کے دن جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے ...... محدثین بعض لوگ اس روایت پر بحث کرتے ہیں۔

خارجی اور رافضی اسلام کے دشمن ہیں

ایک بات کہنا چاہتا ہوں ہم اہل سنت والجماعت ...... جو اپنے آپ کو سنی العقیدہ کہلاتے ہیں ...... ہم خارجی فتنہ پہ بھی لعنت بھیجتے ہیں ...... رافضیوں پہ بھی لعنت بھیجتے ہیں ...... دونوں اسلام کے بدترین دشمن ہیں ...... اہل بیت کے دشمن ہیں ...... رافضی نبیؐ کے صحابہ کے دشمن ہیں اہل سنت والجماعت کی دونوں آنکھیں ٹھنڈی ہیں ...... ہماری ایک نگاہ اہل بیت ہے ...... دوسری نگاہ اصحاب رسولؐ ہے ...... دونوں سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔

جیسے آسمان کے ستارے بلند ہیں اسی طرح محمدؐ کے صحابہ کی عظمت بلند ہے

ایک حدیث میں حضور اکرمؐ نے فرمایا میرے صحابہؓ ستاروں جیسے ہیں ② ...... اور میرے اہل بیت نوح کی کشتی جیسے ③ ...... کبھی آپ سوچیں ستارے آسمان کی چیزیں ہیں ......

① کنز العمال ص54 ج12/ ترمذی ص218 ج2

② اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم (مشکوٰۃ ص554 ج2)

③ الا ان مثل اهل بیتی فیکم مثل سفینة نوح من رکبها نجا ومن تخلف عنها هلك (فضائل الصحابہؓ للامام احمد بن حنبلؒ ص786 ج2)

کشتی سمندر کی چیز ہے...... میں اور آپ خشکی میں رہتے ہیں...... یہ جوڑ آپس میں کیا ہے ایک تو اس طرف اشارہ تھا...... کہ جیسے زمین سے آسمان کے ستارے بلند ہیں...... ایسے زمین والوں سے محمدؐ کے صحابہ کی عظمت اونچی ہے جیسے کوئی ستارے پہ تھوکے تو تھوک اس کے منہ پہ آئے گا...... اگر کوئی کسی صحابیؓ پر تنقید کرے گا، جھوٹ کہے گا...... اس کا مصداق وہ خود بنے گا...... جیسے ہر ستارہ پُر نور ہے...... کوئی ستارہ نور اا اور روشنی سے خالی نہیں...... ہر صحابی صاحب ایمان ہے ایمان کے نور سے مامور ہے...... کوئی صحابی نور ایمان سے الگ اور مستثنیٰ نہیں...... لیکن حضور ﷺ نے اہل بیت کو کشتی سے تشبیہ دی کشتی نوح اب اس لئے کہا کہ نوح کی کشتی اتنی بڑی تھی...... کہ اس وقت اللہ کی جتنی مخلوق تھی...... جو کچھ زمین پر تھا...... جانوروں میں پرندوں میں درندوں میں ہر قسم کی چیزوں میں ہر قسم کی چیزوں کا ایک ایک جوڑا اس کشتی میں بٹھایا گیا۔

یعنی بہت بڑا بحری جہاز اس دور میں دنیا اس کا تصور نہ کر سکے...... اور اس میں وہ لوگ بھی تھے...... جو حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لاتے تھے...... فرمایا جو میری کشتی میں سوار ہوگا...... اہل بیت کی کشتی سے نجات پائے گا...... جیسے نوح کی کشتی سے جانے والوں نے نجات پائی تھی...... اس طرف بھی اشارہ کہ جس کسی نے کشتی چھوڑی...... بے شک نبی کا بیٹا بھی کیوں نہیں تباہ و برباد ہو گیا...... جو میرے اہل بیت کو چھوڑے گا...... خواہ وہ کتنی ہی عظمت کا مالک کیوں نہ ہو...... تباہ و برباد ہو جائے گا...... اور جیسے وہاں ہر جانور اس کشتی میں آیا ہے...... کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں...... میرے اہل بیت وہ ہیں...... کہ صرف انسان نہیں اللہ کی مخلوق کا ہر جانور بھی ان کا احترام کرتا ہے ان سے محبت بھی کرتا ہے۔

صحابہؓ ستاروں کی طرح ہیں اور اہل بیتؑ کشتی کی طرح ہیں

صحابہ ستارے ہیں اہل بیت کشتی ہے...... اشارہ اس طرف ہے کہ ستاروں کی قدر کا پتہ اس وقت چلتا ہے...... جب سورج ہو...... ستاروں کی اہمیت اس وقت ہوگی جب سورج غروب ہو جائے گا۔

اس وقت جب گھٹا نما اندھیرا چھا جائے گا جب ظلمت کے سیلاب آئیں گے

- بے دینی کا سیلاب
- کفر کا سیلاب
- ضلالت کا سیلاب
- گمراہی کا سیلاب
- بدکرداری کا سیلاب
- یہودیت کا سیلاب
- عیسائیت کا سیلاب
- مجوسیت کا سیلاب
- ہندومت کا سیلاب
- کفر کا سیلاب

اور جب کوئی سیلاب کسی مملکت علاقے میں آتے ہیں...... تو وہاں کوئی مکان میں بیٹھے تب بھی نہیں بچ سکتا...... درختوں پہ چڑھے تب بھی نہیں بچ سکتا...... جب تک کسی کشتی میں بیٹھ کر اپنے جان و مال کی حفاظت نہ کرے...... اس وقت تک اس کا بچنا ممکن نہیں ہے...... اللہ کے نبیؐ نے کہا میرے جانے کے بعد کفر کے طوفان و سیلاب آئیں گے...... ضلالت و گمراہی کے سیلاب آئیں گے...... ادھر میرے جانے سے وہ جو نور نبوت کی چمکدار روشنی تھی...... میرے تشریف لے جانے کے بعد تمہاری آنکھوں سے وہ اوجھل ہو جائیگی۔

اب رات چھا جائے گی...... ادھر سیلاب آجائیں گے...... اب رات کے سیلاب میں اگر تم نجات حاصل کرنا چاہتے ہو...... بچنا چاہتے ہو اس کا ایک ہی طریقہ ہے...... اہل بیت کشتی ہے...... صحابہ ستارے ہیں...... اور جو لوگ رات کو کشتیوں میں سفر کرتے ان پرانے لوگوں سے تحقیق کر کے دیکھو...... وہ ستاروں سے راستے تلاش کرتے ہیں...... فلاں مملکت اس طرف ہے اس ستارے کی روشنی پہ چلو اس سمت کو چلو فلاں منزل پہ پہنچ جاؤ گے۔

Scanned by CamScanner

امت میں سب سے مظلوم شخصیت حسینؓ ابن علیؓ کی ہے

فرمایا......اے لوگو!

اب جب تم ہدایت کو تلاش کرنا چاہو......نجات کا راستہ تلاش کرنا چاہو اس وقت

- محلات میں نجات نہیں ملے گی
- کوٹھیوں میں نجات نہیں ملے گی
- بلڈنگوں میں نجات نہیں ملے گی
- دنیا کے ایوانوں میں نجات نہیں ملے گی

اگر ہدایت اور نجات چاہتے ہو تو اہل بیت کی محبت کی کشتی میں بیٹھ کر محمد ﷺ کے صحابہؓ ستاروں سے روشنی تلاش کرتے جانا نجات پا کے کنارے لگ جاؤ گے......ستاروں کو چھوڑ دو گے تب بھی ڈوب جاؤ گے...... کشتی کو چھوڑ دو گے تو تب بھی ڈوب مرو گے......صحابہؓ سے ہٹو گے......تو تب بھی کفر کی طرف اہل بیت کو چھوڑ دو گے......تو تب بھی کفر کی طرف چلے جاؤ۔

ایک بات تو میں اکثر بتایا کرتا ہوں......کہ امت میں سب سے بڑی مظلوم ترین ہستی نواسۂ رسول حسینؓ ابن علیؓ ہے......مسلمانو! جس کے ساتھ جو ظلم اس وقت ہوا سو ہوا......ان کے جانے کے بعد آج پندرہ صدیاں بیت چکی ہیں......تاریخ حسینؓ ابن علیؓ پر ظلم کر رہی ہے اور وہ ظلم یہ ہے کہ حسینؓ کو چھ سال تک تو نانے کی گود میں بٹھایا جاتا ہے......کہ حضورؐ کے پاس تھے مکۃ المکرمہ میں تھے......حضور ﷺ ممبر پہ خطبہ دیتے ہوئے اتر جاتے تھے...... حسینؓ کو اٹھا کر سینے لگاتے تھے......محبوبؐ پیار کرتے تھے......حضور ﷺ چوما کرتے تھے یہ ساری باتیں کہنے کے بعد حضرت حسینؓ چھ سات سال کے ہوتے ہیں۔

حضرت حسینؓ کی پچاس سالہ زندگی پر پردہ کیوں ڈالا جاتا ہے؟

جناب رسول اللہ کا وصال ہو جاتا ہے......اب اس کے بعد سے کربلا تک تقریباً

اکاون ۵۱ سال گذرتے ہیں ①...... دو سال صدیق رضی اللہ عنہ کا دور ہے......دس سال فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دور ہے......بارہ سال عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ......چھ سال علیؓ اور حسنؓ کا دور ہے...... تیس ۳۰ سال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہے......یہ پچاس سال زندگی کا زمانہ اتنا بڑا عرصہ گذر جانے کے بعد پھر کربلا کے ایک دائرے میں جب یزید برسر اقتدار آیا ہے۔

اس وقت ہم نے یہ کہنا شروع کیا کہ جناب حسینؓ مدینہ طیبہ سے مکۃ المکرمہ میں پہنچے......مکۃ المکرمہ سے کربلا معلّٰی میں آئے......اور وہاں جام شہادت نوش کیا......سوال یہ ہے نبوت کا شہزادہ پروردہ رسولؐ ہے...... حسینؓ ابن علیؓ ہے......حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا لخت جگر ہے امت کا اتنا بڑا فرد ہے......اس کی یہ پچاس سالہ زندگی

- مولوی کیوں نہیں جان سکتا
- مجتہد کیوں نہیں جان سکتا
- مبلغ کیوں نہیں جان سکتا
- ذاکر کیوں نہیں جان سکتا

اہل بیت کا محبّ کیوں نہیں جان سکتا

ارے پچاس سال کی زندگی پر پردہ کیوں ڈالا جاتا ہے۔

آخر حسینؓ ابن علیؓ کی اکاون سالہ زندگی کیوں غائب کر دی گئی؟

آج ایک عالم تیس سال دین کی محنت کر کے دنیا سے مٹ جاتے ہیں اس پر ہزاروں صفحات کی کتابیں لکھ دی جاتی ہیں......ارے پیغمبر کا نواسہ دنیا سے چلا گیا......اس پر کربلا کی کہانیاں بنا دی گئیں......آوازیں آنے لگیں......جناب وہاں گھوڑے بول رہے ہیں...... وہاں پہاڑی سے آواز آرہی ہے......ارے اس قصبے کے اردگرد ابن علیؓ کو رکھ دیا گیا......آخر وہ حسینؓ

---

① حضرت حسینؓ کی ولادت بروز سہ شنبہ 4 شعبان 4ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اور شہادت 10 محرم الحرام 61ھ کو ہوئی (طبقات / اسد الغابہ / تاریخ ابن ہشام / ابن خلدون / سیرت النبیؐ ص 238 ج 1 / صحابہ کرامؓ انسائیکلو پیڈیا ص 231، ص 238)

کی اکاون سالہ زندگی کیوں غائب کردی گئی ہے؟

اگر اس زندگی کو بیان کیا جائے تو فتنہ کی جڑیں کٹ سکتی ہیں

اسے کیوں نہیں بیان کیا جاتا......؟

اتنا بڑا ظلم کیوں ہے......؟

اس کی صرف ایک وجہ ہے...... کہ اس لئے نہیں بیان کیا جاتا کہ اگر اس کو بیان کر دیا جائے...... تو دنیا سے فتنہ کی جڑیں کٹ سکتی ہیں...... اس لئے کہ جب حسینؓ اس درمیان کی زندگی میں تھے...... تو حسینؓ نے صدیقؓ کے دور میں ابوبکرؓ کے ساتھ زندگی گزاری ہے...... فاروقؓ کے دور میں عمرؓ کے ساتھ تعلقات تھے۔

حضرت حسینؓ کے ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور امیر معاویہؓ کے ساتھ تعلقات اچھے تعلقات تھے

عثمانؓ کے دور میں عثمانؓ ابن عفان کے ساتھ رشتہ داری اور معاملات تھے...... امیر معاویہؓ کے دور میں سیدنا معاویہؓ کے ساتھ تعلقات تھے...... پچاس سال ابن علیؓ نے نبوت کے بعد محمدؐ کے صحابہؓ کے ساتھ گزارے ہیں...... حسینؓ نے زندگی میں ثابت کیا ہے کہ جن کے ساتھ میں نے وقت گزارا ہے...... جن سے میرے تعلقات رہے ہیں...... جن سے میری رشتہ داری ہے...... ان کے ساتھ رشتہ داریاں بھی رکھنی ہیں...... جن کو حق پہ سمجھا ہے ان سے تعلقات بھی جوڑے ہیں...... جن کے ساتھ...... جن کو میں صحیح سمجھتا تھا...... ان کے پیچھے میں نے نمازیں بھی پڑھی ہیں...... ان کی امامت کو قبول بھی کیا ہے...... ارے!

- صدیق رضی اللہ عنہ بھی سچے
- فاروق رضی اللہ عنہ بھی سچے
- عثمان رضی اللہ عنہ بھی سچے
- علی رضی اللہ عنہ بھی سچے

- معاویہ رضی اللہ عنہ بھی سچے

حق کے ساتھ حق ہوتا ہے۔

حضرت حسینؓ نے جسکو حق پر نہیں مانا اس کی بیعت نہیں کی

جس کو حق پر نہیں مانا...... میں نے اس کی بیعت کا انکار کر دیا ہے...... میں ٹکرا گیا ہوں میں مقابلے میں آ گیا ہوں...... حسینؓ کی زندگی اس بات کی کہ جس کو حسینؓ نے صحیح سمجھا ہے اس کو صحیح سمجھنا دین ہے...... جس کو حسینؓ نے چھوڑ دیا...... اسے چھوڑنا دین ہے...... حسینؓ مظلوم ہے کہ اس کی زندگی بیان نہیں کی جاتی ناراض نہ ہونا...... ذاکر تو اس لئے بیان نہیں کرتا کہ اس کا یہ تعلق ہی نہیں ہے...... وہ کیسے صدیقؓ کی حسین کی محبت بیان کرے...... سنی مولوی اتنا بے حس ہے کہ اس کی زبان سے بھی یہ تعلقات سامنے نہیں آتے۔

نبوت کی نسبت صرف بچے کے ساتھ ہے اسلئے بوسہ دے رہا ہوں

اب میں وہ سارے تعلقات بیان کروں...... تو اس پر وقت چاہئے صرف ایک ایک واقعہ کی نشاندہی کرتا ہوں...... صدیق اکبرؓ کے زمانے میں ابوبکرؓ نماز پڑھا کر باہر نکلتے ہیں...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا جانشین ہے...... پوری امت میں سب سے بڑے علم و کمال کے لحاظ سے انسان ہیں...... امام ہو اور مسجد سے باہر نکلے اور بچے کھیل رہے ہوں...... اور کسی بچے کے پیچھے امام صاحب دوڑ پڑیں یہ کیا ہو رہا ہے...... بچوں کے پیچھے بھاگ رہے ہوں۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی سے باہر نکلتے ہیں...... عمر، عثمان، علی، صحابہ رضی اللہ عنہم سارے ساتھ ہیں سامنے بچے کھیل رہے ہیں...... تو ابوبکرؓ جلدی سے دوڑ کر ایک بچے کو اٹھاتے ہیں

- سینے سے لگاتے ہیں
- اس کی پیشانی پہ بوسہ دیتے ہیں

یوں نگاہ کرتے ہیں تو حیدر کرارؓ ساتھ تھے...... حضرت علیؓ نے دیکھ کر کہا صدیقؓ بھول تو نہیں گئے یہ کس کا بیٹا ہے...... حضرت ابوبکرؓ نے مسکرا کر کہا میں پہچان گیا ہوں تم مجھے کہتے ہو میں بھول گیا

ہوں...... بیٹا تو علیؓ کا ہے...... چہیتا تو نبی کا ہے...... نبوت کی نسبت صرف بچہ کے ساتھ ہے......

اس لئے بوسہ دیا ہے۔

جب یہ باتیں بیان کی جائیں...... پھر بتاؤ صحابہؓ اہل بیت ہیں...... محبت کا وہ منظر جو رُحَمَـآءُ بَيْنَهُم جو قرآن بیان کرتا ہے...... اس کے بیان کرنے کے بعد امت کا فساد...... اسی وقت ختم ہوسکتا ہے...... لیکن حکومت یہ فساد نہیں ختم کرنا چاہتی اور یہ جو فرقہ واریت کے جتنے مجدد ہیں یہ بھی اس کو ختم نہیں کرنا چاہتے...... صحابہ اہل بیت کے محبت کے تعلقات کو بیان کرنے سے ہی اس سے مسئلہ سمجھ میں آتا ہے ان کے درمیان کتنے تعلقات تھے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے تو بیسیوں واقعات ہیں۔

محبوبؐ جس طرح تجھ سے وفا کی تھی ایسے ہی تیرے خاندان کیساتھ کی ہے

ایک واقعہ کی طرف نشاندہی کرتا ہوں...... عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو کسی بات میں آکر حضرت حسینؓ نے کہا یا بن الغلام...... او غلام کے بیٹے...... آخر یہ امیر المومنینؓ کا بیٹا تھا...... عمرؓ کا بیٹا تھا...... پھر عمر میں بھی حضرت عبداللہ بڑے تھے...... جا کر حضرت فاروق اعظمؓ کو شکایت کی...... مجھے تو یوں کہا ہے فرمایا......!

اچھا جا کر لکھوا کے آ...... کہ میں ابن غلام ہوں...... جا کر کہا کہ یہ جملے لکھ دیئے ہو...... حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہزادے تھے لکھ دیا...... تو میرے غلام کا بیٹا...... فرمایا...... لوگو!...... یہ چٹ میرے مرنے کے بعد میرے کفن میں رکھنا...... میں کل قیامت کے دن پیش کروں گا...... محبوب ﷺ تیری جدائی کے بعد جیسے میں نے تجھ سے وفا کی تھی...... ایسے ہی تیرے خاندان کے ساتھ وفا کی تھی...... تیرے نواسۂ حسینؓ کی سند لے کے آیا ہوں...... کہ میں اس کا غلام بن کے رہوں گا۔

سیدنا ابو ہریرہؓ حافظ الحدیث ہیں...... صحابہ کرام کی جماعت میں پانچ ہزار سے زائد اس صحابیٔ رسول نے حدیثیں نقل کی...... رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بڑے ہیں عمر میں...... ابو ہریرہؓ حضرت حسینؓ ایک جنازے سے واپس آئے تھکے ہوئے تھے...... جنازہ کے چلنے کی

وجہ سے گرد و غبار مٹی جسم پر پڑی ہوئی تھی...... آ کے بیٹھے تو پاؤں کے اوپر مٹی پڑی ہوئی تھی...... ابو ہریرہ آ کے نیچے زمین پر بیٹھ گئے...... اپنی چادر جو اپنے کندھوں پر رکھی ہوئی تھی...... اسے اتار کر حضرت حسینؓ کے پاؤں صاف کرنا شروع کر دیئے...... حضرت حسینؓ رو پڑے کہنے لگے...... چچا جان یہ کیا کر رہے ہیں...... آپ میرے ابے علیؓ کے دوست ہیں...... میرے نانا ﷺ کے ساتھی ہیں...... امت کے محدث ہیں...... میرے پاؤں پہ آپ کے سر کی چادر یہ کیا ہے۔

اللہ میں حسینؓ سے پیار کرتا ہوں تو بھی حسینؓ سے پیار کر

فرمایا...... بیٹے حسینؓ میں نے تیرے نانا ﷺ سے سنا تھا...... اللہ میں حسینؓ سے پیار کرتا ہوں تو بھی حسینؓ سے پیار کر① ...... میں نے تیرے نانا ﷺ سے سنا تھا جو حسینؓ سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے...... میں نے تیرے نانا ﷺ سے سنا تھا...... اے اللہ! میں حسینؓ پہ راضی ہوں حسینؓ مجھ سے راضی ہے...... تو بھی حسینؓ سے راضی ہو جا...... اور جو حسینؓ سے پیار کرے تو اس سے بھی راضی ہو...... میں تو اس حدیث پہ عمل کر کے جنت اپنے لئے بنا رہا ہوں۔

بیٹا علی رضی اللہ عنہ کا ہے مگر ادا اسمیں نبی کی نظر آتی ہے

حضرت معاویہؓ سے ایک آدمی مدینے آ رہا تھا...... حضرت معاویہؓ شام میں تھے...... اسے فرمایا جب تو مدینۂ رسول میں جائے مسجدِ نبوی میں چلے جانا...... منبرِ رسول اور حجرہ رسول کے درمیان جو جنت کا ٹکڑا ہے جس کو ریاض الجنہ کہتے ہیں...... اس میں جا کر بیٹھ جانا...... وہاں دیکھو گے ایک حسین نوجوان بیٹھا ہوگا...... اس کے چہرے پہ اتنا نکھار ہوگا...... سادہ سے اس نے کپڑے پہنے ہوں گے...... سر پہ اس کے پگڑی ہوگی...... اس کی خاص نشانی یہ ہے کہ...... اس کی چادر اسکے گھٹنے پر ہوگی...... اور وہ شخص رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں بیان کر رہا ہوگا۔

فرمایا اسکے حلقے میں جا کر وہاں تم بیٹھ جانا...... اور جب وہ گفتگو ختم کرے...... پھر تم جا کے اس سے ملنا ملنے کے بعد میرا اسلام بھی پیش کرنا...... اور انہیں کہنا کہ معاویہؓ بن سفیان کہتا

① اللهم انی احبهما فاحبهما و احب من یحبهما (ترمذی ص217 ج2/ فضائل الصحابہؓ للامام احمد بن حنبل ص775 ج2/ فضائل الصحابہ عن ابی ہریرہ ص778 ج2/ صحیح مسلم ص282 ج2/ صحیح بخاری 530 ج1

تھا...... کہ میرے لئے ہاتھ اُٹھا کے آخرت کی نجات کی دُعا کیجئے...... اور اس سے میرے لئے دُعا کرواتا...... اس نے پوچھا حضرت اس کا نام تو بتایئے فرمایا اہل مدینہ بھی جانتے ہیں...... تو بھی جائے گا تو پہچان لے گا...... اور نبیؐ کے مدینے میں بیٹھ کر مسجد نبوی میں وہی اکیلا آدمی حدیث رسولؐ اس انداز سے پڑھتا ہے...... اس کی آواز بھی نبوت کی آواز سے مشابہ ہے...... اس کا چہرہ بھی نبیؐ کے مشابہ ہے...... اس کا نام حسینؓ ابن علیؓ ہے وہ بیٹا علیؓ کا ہے مگر ادا اس میں نبی ﷺ کی نظر آتی ہے۔

اللہ جس کو قریب کرنا چاہے تو اس پر مصائب کا پہاڑ توڑ دیتے ہیں①

ایک بات یاد رکھیں اللہ جس کو زیادہ نوازنا چاہتے ہیں...... اس پہ اتنی زیادہ آزمائش ڈالتے ہیں اللہ کا قانون ہے...... یہ جو سیدنا حسینؓ کے متعلق کربلا کے واقعات پہ ان پر مصائب آئے...... مشکلات آئیں...... تکلیفیں آئیں...... صدمے آئے...... بے چینی ہوئی...... وطن سے بے وطن ہوئے...... صدمات جھیلے...... یہ سب کچھ اس لئے تھا...... کہ رب چاہتے تھے کہ حسین کی عمر تو تھوڑی ہے قرب میرا زیادہ ہے...... جنت کے جوانوں کی سرداری کا جو تاج پہنانا ہے ارے سردار ایسے نہیں بنتا امتحان و آزمائش سے گزرتا ہے...... انعام تب ملا کرتے جب اللہ چاہتے ہیں...... سرداری تب دوں گا جب ان تمام امتحانوں سے گزرے گا...... تو رب کے جس مقرب کا جو امتحان ہوتا ہے...... اگر حسینؓ کی زندگی میں دیکھو تو اللہ نے وہی امتحان حسینؓ سے بھی لیے لیا...... ان امتحانات سے گزر کر پھر رب نے سیادت کا تاج عطا کیا...... اور یہ حدیث یاد رکھیں جو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے...... جنت میں ہر آدمی جوان ہوگا کوئی آدمی بوڑھا نہیں ہوگا...... تینتیس سال کی عمر کے جوان لگیں گے...... تو کیا اس کا مطلب ہوا کہ جنت میں صرف سرداری حسن اور حسینؓ کی ہوگی نہیں بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ جنت کے لوگوں کے دو طبقات ہوں گے۔

① وعن انس رضی اللہ عنہ قال! سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول! ان اللہ عز وجل قال! اذا ابتلیت عبدی بحبیبتیہ فصبر عوضتہ منھما الجنۃ یرید عینیہ رواہ البخاری (ریاض الصالحین ص38 ج1/ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

جنتیوں کے سردار

ایک وہ طبقہ ہوگا...... جن کی عمر چالیس سال سے کم تھی اور وہ دنیا سے چلے گئے...... یہ جوانوں میں شامل ہیں...... قیامت کے دن یہ حسنؓ اور حسینؓ کے پرچم میں آئیں گے...... اور جن کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہے...... وہ بڑھاپے میں شامل ہیں...... قیامت کے دن حضورؐ نے فرمایا...... سیدنا ابو بکرؓ و عمرؓ جنت میں انکے سردار ہونگے...... اس حوالے سے قیامت کے دن حسین رضی اللہ عنہ نوجوانوں کی سرداری کا تاج پہنیں گے...... لیکن ابو بکرؓ سب کی سرداری کا تاج پہنیں گے کیونکہ انکی عمر زیادہ تھی۔①

اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا حسنؓ و حسینؓ جنت کے سردار ہیں۔ لیکن و ابا ھما خیراً منھما کوئی مت سمجھے کہ اپنے باپ کے بھی سردار ہونگے...... ان کا ابا ان سے بہتر ہے...... پھر عمر رضی اللہ عنہ ان سے بہتر ہے پھر صدیق رضی اللہ عنہ ان سے بہتر ہے...... اس لئے جو جس سے بہتر ہے وہ اس کے ماتحت میں نہیں آئے گا...... گویا حسینؓ کو جنت کے جوانوں کی سرداری کریں گے...... جو عمر کے لحاظ سے چالیس سال کی عمر سے زیادہ فوت ہوئے ہیں...... ان کی سرداری ابو بکرؓ و عمرؓ کے پاس ہوگی...... تو جس کو رب نے سرداری دینی ہے...... اللہ نے اس کو آزمانا بھی اتنا ہے...... امتحان میں بھی اتنا ڈالا ہے...... اور اگر آپ حسینؓ کے امتحانوں پہ نظر ڈالیں تو جو کچھ شہید کا امتحان ہے وہی امتحان اس کا ہوگا۔

حضور ﷺ انبیاء میں خاتم النبیین...... میرا وجدان کہتا ہے حسینؓ شہداء صحابہ میں خاتم الشہداء ایسا آخری شہید کربلا کے شہیدوں میں شہادت کا آخری تاج پہننے والا...... کہ اس کے مقابلے میں اس عظمت سے کوئی اور شہید نہیں...... سید الشہداء امیر حمزہؓ شہید، عمر فاروقؓ شہید، عثمانؓ ابن عفان شہید، علیؓ ابن ابی طالب شہید، یہ ساری شہادتیں حضرت حسینؓ سے پہلے ہوئی ہیں...... اور اگر ان شہادتوں کا موازنہ کرو...... تو جو شہادت پہلے بزرگ کو ملی ہے...... جو امتحانات

① ابوبکر و عمر سید اکھول اھل الجنۃ من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین (کنز العمال ص6 ج13/ ترمذی ص207 ج2/ فضائل اصحابہ ص185 ج1/ مشکوٰۃ ص560 ج2)

تکلیفیں ان پہ آئیں ہیں اس کا عکس اللہ نے حضرت حسینؓ کی شہادت میں ڈالا ہے...... اور وہ ساری باتیں سیدنا حسینؓ میں موجود ہیں۔ مثلاً

- حضرت امیر حمزہؓ رضی اللہ عنہ — شہید ہیں
- حضرت فاروق رضی اللہ عنہ بھی — شہید ہیں
- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی — شہید ہیں
- حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی — شہید ہیں

فرق سمجھیں...... شہید یہ تین بھی ہیں...... حمزہؓ بھی ہے لیکن یہ تینوں خلیفے ہیں...... حمزہؓ خلیفہ نہیں...... یہ تینوں امیر المومنین ہیں...... امیر حمزہؓ امیر المومنین نہیں...... درجے کے لحاظ سے...... حضرت حمزہؓ سے بڑے ہیں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ درجے کے لحاظ سے چھوٹے ہیں۔

ایک ہے شہادت مجاہدانہ اور ایک ہے مظلومانہ

مگر جب سید الشہداء کہا گیا تو حضور ﷺ نے عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ کو بتایا ہوگا...... اس کی وجہ کیا ہے یہ سید الشہداء کیوں نہیں علماء نے اس میں حکمت لکھی ہے...... توجہ کریں! اس لئے کہ شہید کی دو قسمیں ہیں...... شہادت کی، ایک ہے...... مجاہدانہ شہادت، ایک ہے...... مظلومانہ شہادت، مظلوم شہید اسے کہتے ہیں...... جسے پکڑ جکڑ لیا جائے اور اسے مار دیا جائے...... اچانک گولی لگ گئی کسی حادثے کا شکار ہوگیا...... گھر میں بیٹھا تھا کسی نے حملہ کر دیا...... اچانک شہید یہ مظلوم شہید ہے...... مجاہد شہید اس کو کہتے ہیں جو آمنے سامنے کھڑا ہو مقابلہ کرے...... وہ حملہ کرے یہ بھی حملہ کرے جرأت کے ساتھ لڑتے ہوئے دشمن کو تہس نہس کرے...... اس پہ وار کرے...... پھر جان کا نذرانہ پیش کر دے...... یہ مجاہدانہ شہادت ہے...... شہید فاروق بھی ہیں، عثمان بھی ہیں، علی بھی ہیں۔ رضی اللہ عنہم

حسینؓ مظلوم شہید بھی ہیں مجاہد شہید بھی ہیں

لیکن عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت، مظلومانہ ہے...... عثمانؓ شہید، مظلومانہ ہے...... علیؓ شہید، مظلومانہ ہے...... حمزہؓ وہ شہید ہے جو مجاہد شہید ہے...... اُحد کے میدان میں گئے ہیں...... تلوار

اٹھائی ہے مقابلے میں گئے ہیں بائیس ۲۲ کافروں کو قتل کرنے کے بعد...... پھر اپنی جان پیش کی ہے...... اُمت پہ حمزہ رضی اللہ عنہ جیسے مجاہد شہید ہے...... حضرت حسینؓ تنہا وہ ہیں...... جو دو شہادتوں کے حامل ہیں...... حسین رضی اللہ عنہ مظلوم شہید بھی ہیں مجاہد شہید بھی ہیں۔

وطن سے بے وطن ہوئے ہیں مظلومیت کی شہادت ہے...... بے گھر ہیں مظلومیت کی شہادت ہے...... پانی بند ہے مظلومیت کی شہادت ہے...... کھانا بند ہے مظلومیت کی شہادت ہے...... اسباب کوئی نہیں مظلومیت کی شہادت ہے...... غلط خط لکھ کے جھوٹے پروپیگنڈے کے ساتھ حضرت حسینؓ کو بلا کر دھوکہ دیا گیا مظلومیت کی شہادت ہے مظلوم اس انداز سے ہیں۔

لیکن جب آمنا سامنا ہوا تو...... ابن علیؓ نے کہا...... ارے لوگو! میں ایسے اپنی جان تمہارے حوالے کر دوں...... میں اس کو خودکشی کے مترادف سمجھتا ہوں...... مقابلہ کروں گا میں اس باپ کا بیٹا ہوں جو کہتا تھا...... میری اماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے...... علیؓ کے ہاتھ میں آ کے تلواریں ٹوٹ جاتی تھیں...... اسکے بازو کی قوت میں فرق نہیں آتا تھا...... میں اس لئے لڑنا جانتا ہوں...... پھر لڑے ہیں ٹکر لی ہے

- اسلحہ نہ ہو پھر بھی
- ہتھیار نہ ہو تب بھی
- سامان نہ ہو تب بھی
- اسباب نہ ہوں تب بھی

خوف نہیں کرتا...... جتنے جو بھی تھے...... جو اپنی حفاظت کا سامان سفر میں لے کے چل رہے تھے...... ان سے لڑتے ہیں اپنے جوان بیٹے بھی دیتے ہیں...... بھائی بھی دیتے ہیں شہزادے بھی قربان ہوتے ہیں...... اپنی جان بھی پیش کرتا ہیں...... اس کو مجاہدانہ شہادت کہتے ہیں...... تنہا حسینؓ ہے دنیا کے اندر جو مظلوم شہید بھی ہے مجاہد شہید بھی ہے...... حمزہؓ کی شہادت سے اس کے جسم کا مثلہ ہو...... حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو مثلہ ہوا...... حمزہ رضی اللہ عنہ کا سر تن سے جدا کیا گیا...... حسین رضی اللہ عنہ کا سر تن سے جدا کیا گیا...... امیر حمزہؓ کی شہادت کی ایک عجیب کیفیت تھی۔

خاندان حسینؓ نے ماتم نہیں کیا

سب سے پہلے بہن شہادت پہ آئی...... آنکھوں میں آنسو تھے...... لیکن کہا میں واویلا نہی کرتی...... اللہ کی رضا پہ راضی ہوں...... میں اس پر خوش ہوں...... میں کل قیامت کے دن یہ کہہ سکوں گی میں ایک مجاہد شہید کی بہن...... اللہ کی دربار میں پیش ہوئی ہوں۔

سرداری کے اعزاز کے بعد ماتم کرنا کتنی بڑی بے وقوفی ہے

جب حسینؓ ابن علی شہید ہوتے ہیں...... بہن میت پہ آتی ہے...... اور یہ کہتی ہے میں واویلا نہیں کرتی...... چیخ وپکار نہیں کرتی...... سر سے دوپٹہ نہیں اُتارا...... سر میں راکھ نہیں ڈالی...... خیمہ سے یوں باہر نہیں نکلی...... بلکہ بھائی کو مبارک پیش کی سلام عقیدت پیش کیا...... کہ تو مجھے شہید ہے...... کل قیامت کے دن میں کہوں گی...... کہ میں حسینؓ جیسے شہید کی بہن بن کے دربار میں آئی ہوں...... عمر رضی اللہ عنہ بھی شہید، حسین رضی اللہ عنہ بھی شہید میں کہہ رہا ہوں...... جس کو اللہ نے سرداری دیتی ہے...... سردار اتنے امتحانوں سے گزرتا ہے...... یہ تو جاہل ہے جو اس کے امتحانوں پہ ماتم کرتا ہے...... ان امتحانوں کے بعد جب نبی کہہ دے...... سید یہ امت کا سردار ہے...... اس سرداری کے اعزاز کے بعد اس پہ ماتم کرنا کتنی بڑی بے وقوفی ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ بھی محرم کا شہید ہے، حسینؓ بھی محرم کا شہید ہے

لیکن ابن علی رضی اللہ عنہ جس کو اب سرداری کا وعدہ کرنا چاہتے تھے...... رب چاہتے تھے کہ وہ ان مصائب سے گزرے گا تو اتنا بڑا انعام ملے گا...... شہید فاروقؓ بھی ہیں...... شہید حسینؓ بھی ہیں...... لیکن ایک عجب شہادت ہے...... ان میں رب نے جوڑ پیدا کیا توجہ کرو! عمرؓ بھی محرم کا شہید ہے حسین رضی اللہ عنہ بھی محرم کے شہید ہیں...... عمرؓ کا بھی قاتل ابولولو فیروز مجوسی ایرانی ہے...... حسینؓ کی شہادت کے اندر بھی حقیقی کرداران ایران کے بدکردار لوگوں کا ہے۔

عمرؓ بھی نماز کی حالت میں شہید حسینؓ بھی نماز کی حالت میں شہید

اور اگر آپ اس پر غور کریں تو حیرت میں ڈوب جائیں گے...... عمرؓ بھی نماز کی حالت

امامت پہ شہید...... حسینؓ بھی نماز کی حالت میں امامت پہ شہید...... حضرت عمرؓ بن خطاب کا قاتل جو ابولولو فیروز مجوسی تھا...... اسلام سے اس کا تعلق بھی نہیں...... اور میں اس پر دلائل رکھ کر کہتا ہوں...... جو حسینؓ کا قاتل ہے...... اس کا بھی اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہا ہے...... اور یہ عجیب بات ہے کہ جس نماز کے قیام کی ابتداء فاروقؓ نے کی تھی...... اس کے سجدے کی انتہا حسینؓ نے کی...... عثمانؓ بھی شہید، حسینؓ بھی شہید۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت حسینؓ کی شہادت میں مطابقت

سمجھو ذرا!...... مطابقت سمجھو!

- عثمان رضی اللہ عنہ بھی مظلوم شہید
- حسین رضی اللہ عنہ بھی مظلوم شہید
- وہ بھی بے سروساماں شہید
- یہ بھی بے سروساماں شہید
- وہ بھی پیاسے شہید
- یہ بھی پیاسے شہید
- عثمان رضی اللہ عنہ بھی جمعہ کے دن شہید
- حسین رضی اللہ عنہ بھی جمعہ کے دن شہید
- وہ بھی نمازِ جمعہ کے وقت شہید
- یہ بھی نماز جمعہ کے وقت شہید
- وہ بھی قرآن کی تلاوت کے شہید
- یہ بھی قرآن کی تلاوت کے شہید
- ان کی تلاوت پر ان کے سامنے وہاں بھی اہلیہ سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے ان پر پہنچی
- یہاں پر بھی حسینؓ کی بیوی ان کی شہادت کے لمحات میں ان کے قریب خیمے میں موجود تھی

اور پھر یہ بھی عجیب اتفاق ہے قاتلان عثمان نے قتل کرنے کے بعد وہاں پر کھڑے ہو کے ڈانس کیا خوشی کا اظہار کیا...... قاتلان حسینؓ نے بھی حسین کی شہادت کے بعد خوش ہو کر

خوشی کے ساتھ چلے کہ شاید ہمیں انعام ملے گا۔

لیکن تاریخ ان پر گواہ ہے کہ کیسے عثمانؓ کے قاتلوں کا انجام ہوا......ایسے ہی سب سے بھیانک انجام حسینؓ کے قاتلوں کا ہوا ہے

حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کی شہادت میں مطابقت

علیؓ بھی شہید حسینؓ بھی شہید......علیؓ مسجد کی امامت پہ آتے شہید ...... حسینؓ مسند خلافت پہ جاتے شہید......منزل مقصود پہ وہ بھی نہیں پہنچ سکے......منزل مقصود پہ یہ بھی نہ پہنچ سکے پہلے شہید علی رضی اللہ عنہ کے قاتل کا وار بھی سر پر تھا حسینؓ کے قاتل کا وار بھی سر پر تھا......علیؓ ابن ابی طالب نے بھی اس زخمی حالت میں وصیتیں کی تھیں......میرے پیر حسینؓ نے بھی شہادت سے چند لمحات پہلے اہل خانہ کو اکٹھا کر کے کہا......اللہ کی رضا پہ راضی ہوں میں تو دنیا سے جا رہا ہوں۔

میری جدائی پر صبر کرنا ماتم نہ کرنا

لیکن تم یاد رکھنا سمعت جدی رسول اللہ ﷺ میں نے اپنے نانا رسولؐ سے سنا تھا لیس منا ضوب الحدود وشق الجیوب ودعابدعوی الجاھلیہ (1) جو ماتھا پیٹتا ہے واویلا کرتا ہے سینہ کوبی کرتا ہے گریبان پھاڑتا ہے وہ محمد محمد ﷺ کی اُمت سے خارج ہو جاتا ہے، میرے نانا نے کہا تھا لعن اللّٰہ علی المراثی مرثیہ گانے والوں پر لعنت لعن اللہ علی لمحا والمستمع نوحہ گانے، سننے والے دونوں پہ خدا کی لعنت ہے اس لئے اللہ کے نبی ﷺ کی لعنت بھی ہے......اس لئے میں تمہیں تلقین کرتا ہوں......میری جدائی پہ صبر کرنا ماتم نہ کرنا ......سیدنا حسینؓ راضی برضا ہوئے تو جس پہ رب راضی اس پہ حسینؓ راضی۔

اللہ نے کہا حسینؓ میں تجھے ......تیرے امتحانات کا بدلہ دیتا ہوں ......یہ دیکھ! تجھے جنت دیتا ہوں...... حسین حسینؓ صابر رضاء الٰہی کا متوالی......جس نے جرأت و ہمت کے ساتھ

(1) مشکوۃ ص150 ج1 زمانہ جاہلیت میں مختلف انداز سے مرنے والے پر ماتم کیا جاتا تھا، لیکن حضور ﷺ نے اس بات کی کھل کر مذمت بیان فرمائی ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے (ترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی النھی عن ضرب الخدود / صحیح بخاری کتاب الجنائز باب من جلس عند المصیبۃ لحرف فیہ الحزن / ترمذی کتاب الجنائز باب کراہیۃ النعی / باب الاسلام یھدم ماقبلہ / ابوداود کتاب الجنائز / اسد الغابہ ص395 ج4 / ابن ماجہ کتاب الجنائز / فتح الباری ص122 ج3)

......مالک کی رضاء پہ راضی ہو کر اپنی جان جان آفریں کے حوالے کی ہے۔

بلکہ کتابوں میں لکھا ہے کہ......جس وقت نواسۂ رسول کے فرزند علی اکبرؓ کا لاشہ تڑپ رہا تھا اس وقت ایک کوفی نے کہا تھا...... حسینؓ اوروں کے بچوں کو تو نے گھات سے اٹھایا اپنا اُٹھائے گا تو تجھے پتہ چلے گا......آسمان کی طرف نگاہ اُٹھی شہزادے کو ہاتھوں پہ اُٹھایا ......آنسوؤں کی برسات شروع ہو گئی بے ساختہ زبان سے جملے نکلے

جگر گوشہ کے لاشہ پر......

ہم زندہ و جاوید کا ماتم نہیں کرتے

حضرت حسینؓ کو زندہ کہتے ہو؟...... کہتے ہیں، اور جو زندہ ہو......اس پر ماتم نہیں کرتے...... حسینؓ زندہ ہے زندوں کا ماتم نہیں کرتے......پھر کہتے ہیں جی صدمے پہنچے......میں یہ بات پہلے بھی کہہ چکا ہوں ......کہ رب صدمے دیتا ہی اس لئے ہے کہ اس نے درجے بھی بڑے دینے ہیں......اتنا بڑا اعزاز دینا ہے......ایک آدمی نے بڑا عجیب جملہ کہا اس نے کہا مولوی جی قرآن ہاتھ سے نیچے گر جائے کہتے ہو ہائے قرآن نیچے گر گیا...... نبی ﷺ کا نواسہ نیچے گرا تم نے ہائے نہیں کی کہ ہائے حسین رضی اللہ عنہ گر گیا......جو شہید کربلا ہوا سے ہائے نہیں کہتے ہم اسے واہ حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

اس لئے میں کہتا ہوں

جو دہکتی آگ کے شعلوں پہ سویا حسینؓ!
جس نے اپنے خون سے عالم کو دھویا حسینؓ!

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید
اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سَیِّدَا شَبَابَ اَھلِ الجَنَّۃ
اَلحَسَنُ وَالحُسَین

شہداء کا عکس حسینؓ ابن علیؓ ہیں

اسی کو سونپی جائے گی قیادت سب جوانوں کی
وہی قیامت کو ہوگا اس بارات کے آگے

شہداء کا عکس حسینؓ ابن علیؓ ہیں

الحمد لله الذی شرفنا علی سآئر الامم برسالة من اختصه من بین الانام بجوامع الکلم وجواهر الحکم صلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه وبارک وسلم مانطق اللسان بمدحه ونسخ القلم٥

اما بعد!

فاعوذ باالله من الشیطن الرجیم٥ بسم الله الرحمن الرحیم٥ انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا قال النبی صلی الله علیه وسلم الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة ٥ قال النبی صلی الله علیه وسلم ان جبریل کان معنافی البیت ،فقال ! اتحبه ؟ یعنی الحسین فقلت ! اما فی الدنیاء فنعم ، فقال !ان امتک سبتقتل هذا بأرض یقال لها کر بلا فتناول جبریل من تربته فارانیه①

① کنز العمال ص58 ج12 عن ام سلمہؓ

تمہیدی کلمات

- لائق صد تعظیم وتکریم بزرگو!
- دوستو اور بھائیو!

ایک ہے واقعہ سانحۂ کربلا ہر سال آپ اس عنوان کو سنتے رہتے ہیں...... میں اس قصے کو نہیں دہرانا چاہتا...... دوسری چیز سیدنا حسینؓ ابن علیؓ کی سیرت طیبہ، اٹھاون سالہ زندگی...... اور صدیقؓ اور حسینؓ کا دور حضرت حسین کا عمر ابن خطاب سے کیا تعلق تھا...... سیدنا حسین کا حضرت عثمان سے کیا تعلق تھا...... سیدنا حسینؓ کا حیدر کرار سے کیا تعلق تھا...... سیدنا حسینؓ کا امیر معاویہؓ کے دور اقتدار میں ان کے ساتھ کیا نسبتیں اور تعلق داری تھی یہ ساری وہ باتیں ہیں جن کو اہل سنت والجماعت مسلمان بخوبی جانتے ہیں۔

سنی مسلمان کی تین نشانیاں ہیں

بلکہ امام اعظم نعمان ابن ثابت ابوحنیفہؒ کا بڑا مشہور قول ہے...... وہ فرمایا کرتے تھے۔ علامة اهل سنت علی الثلاث سنی مسلمان کی تین نشانیاں ہیں مفضل الشیخین ابوبکر عمر کو پوری امت پہ فضیلت ہے...... حضرت عثمانؓ اور علیؓ کا احترام کرنا...... فرمایا محب الحسنین سیدنا حسنؓ اور حسینؓ سے محبت رکھنا حسن اور حسین کی محبت اہل ایمان اہل سنت کے ایمان کا حصہ ہے...... حضرت سیدنا عثمانؓ اور علیؓ کا احترام ہمارے ایمان کا وہ حصہ ہے...... ابوبکرؓ اور عمرؓ کو پوری امت پہ فضیلت دینا یہ بھی ہمارے ایمان کا حصہ ہے...... حضرت حسینؓ بڑی عظمتوں کے مالک ہیں...... آج میں آپ کے سامنے ایسی عظمتیں رکھنا چاہتا ہوں جن کو بالکل منفرد انداز سے پیش کرنا چاہتا ہوں اس پر توجہ کریں گے...... تو آپ کو وہ باتیں سمجھ آئیں گی نواسہ رسولؐ ہونا اپنی جگہ ایک بڑا اعزاز ہے...... اور پھر اللہ نے رحمت کائنات کو چار نواسے عطا کیے تھے... سب سے بڑے نواسے کا نام علی ابن العاص زینبی تھا...... دوسرے نواسے کا نام عبداللہ ابن عثمان تھا... پہلا نواسہ حضرت زینبؓ جو حضورؐ کی سب سے بڑی صاحبزادی ہے...... اللہ نے انہیں دنیا میں بھیجا...... اور وہی علی ابن العاص زینبی وہ جب دنیا سے رخصت ہوئے۔

یہ ایک عجیب اتفاق تھا...... ایک مرغے نے ان کی آنکھ میں چونچ ماری...... جس کی وجہ سے آنکھ زخمی ہوئی...... اور اسی زخم کی تاب نہ لاتے ہوئے انہوں نے جام شہادت نوش کیا...... دوسرا بچہ سیدنا عبداللہ ابن عثمانؓ جو سیدہ رقیہ کے بطن اطہر سے حضرت عثمان ابن عفانؓ کے گھر میں آیا اور یہ بچہ بھی...... شہید ہو گیا پھر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا حضورؐ کی سب سے آخری اور لاڈلی لخت جگر نور نظر خاتون جنت سیدہ بی بی بتول بنت رسول سلام اللہ علیہا کے بطن اطہر سے اللہ نے دو صاجزادے عطا کیے...... سیدنا حسنؓ اور حسینؓ حضرت حسنؓ بڑے تھے حسینؓ چھوٹے تھے نواسے ہونے کے لحاظ سے تو وہ دو بھی نواسے تھے...... یہ بھی نواسے ہیں وہ بھی رسول اللہ کی بیٹیوں کی اولاد ہیں یہ بھی رسول اللہ کی بیٹی کی اولاد ہیں۔

حسینؓ ابن علی میں اللہ نے کچھ عجیب صفات رکھیں تھیں

لیکن حسینؓ ابن علی میں اللہ تعالیٰ نے کچھ عجیب صفات رکھیں تھیں...... جو حسینؓ کے تفرد کو ظاہر کرتی ہیں...... ان میں سے کچھ باتیں منجانب اللہ ودیعت تھیں...... ان میں ایک بات یہ تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خاتمیت کا اعزاز...... آخری ہونے کا اعزاز جو اللہ نے کچھ لوگوں کو عطا کیا ہے...... جو رسول اللہ امام الانبیاء حضرت حسینؓ کے نانا ہیں...... نانا انبیاء میں آخر ہے...... حضرت حسینؓ کے ابا علی مرتضیٰ وہ خلفاء میں آخر ہیں...... حضرت حسینؓ کی اماں سیدہ فاطمۃ الزہراؓ وہ بنات رسول میں آخر ہے...... اور پھر حسینؓ ابن علیؓ کو کوئی آخری ہونے کے اعزاز ملے نبیؐ کے نواسوں میں آخری نواسہ ہے...... کربلا کے شہیدوں میں آخری شہید ہے

- گویا ختم نبوت کا تاج نانا ﷺ کے سر پر
- ختم خلافت کا تاج باپ کے سر پر
- بنات کا تاج پیغمبر کی بیٹیوں میں آخری ہونے کا تاج حضرت حسینؓ کی اماں کے سر پر

ختم شہادت کا تاج خود حسینؓ ابن علیؓ کے سر پر

پھر اس حسینؓ کے کئی نام اللہ کے نبیؐ نے بڑی محبت سے رکھے... حسینؓ نام رسول اللہؐ نے چنا تھا... صفت النبی کہا جاتا تھا...... ان کو جگر گوشہ رسول بھی کہا جاتا تھا...... ابن رسول

بھی کہا جاتا تھا......اولاد رسول کے نام سے بھی ان کو اعزاز ملے ہیں......اور پھر یہ اعزاز ان کے حصہ میں آیا ہے۔

اللہ کے نبی سب سے زیادہ پیار حضرت حسینؓ سے کیا کرتے تھے

کہ اللہ کے نبی سب سے زیادہ ان سے پیار کرتے تھے......یہی وہ لاڈلا ہے......جس کے لئے پیغمبر ممبر چھوڑ کر نیچے تشریف لے جاتے ہیں شہزادے کو اٹھاتے ہیں......سینے سے لگاتے ہیں پھر ممبر پر تشریف لا کر ایک جملہ کہتے ہیں۔

لوگو!......اللہ کا فرمان سچ ہے

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ مال اور اولاد آزمائش ہے ①......امتحان ہے آج محمدؐ کا بھی امتحان ہوا ہے......میں اپنے بچے کو ننگے پاؤں زمین پر چلتے ہوئے......اس تپتی ہوئی دھوپ میں آتے ہوئے دیکھ کر برداشت نہیں کر سکا......بچے کے پاؤں لڑکھڑا رہے تھے......میں نے خطبہ چھوڑا ہے......شہزادے کو سینے سے لگا لیا ہے......یہ اعزاز اس بچے کو حاصل ہے......پیغمبر ﷺ جس کو اپنی زبان چُساتے ہیں

حدیث کی کتابوں میں آتا ہے......بارش ہو رہی تھی......محبوب ﷺ جلدی سے جاتے ہیں......اس شہزادے کو اٹھا کر چادر اوپر ڈالتے ہیں اور سیدہ فاطمہ بتولؓ سے فرماتے تھے......میری بیٹی!......میں اس بچے کے لئے کسی مصیبت کو برداشت نہیں کر سکتا بارش ہوتی ہے......مجھے خطرہ ہوتا ہے بچے کا پاؤں پھسل نہ جائے......یہ زمین پر گر نہ جائے اس لئے اس لاڈلے کا خیال کیا کر۔

میں محمد ﷺ حسینؓ کا رونا برداشت نہیں کر سکتا

کم سنی کے عالم میں حضرت حسینؓ اپنے گھر میں روتے......رحمت کائنات بے تاب

① صدق الله ورسوله "انما اموالكم واولادكم فتنة"۔ نظرت الى هذين الصبين عمشيان ويعثران فلم اصبر حتى قطعت حديثى و رفعتهما (عن بریدہ کنز العمال ص53 ج12/ فضائل الصحابہؓ ص771 ج2)

ہو جاتے......اپنے حجرہ اقدس سے نکل کر......اماں فاطمہؓ کے حجرے میں جاتے اور جا کے کہتے بیٹی میں محمدؐ سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں......اس کمسن شہزادے کا آنسو بہانا، رونا بے تاب ہونا برداشت نہیں کر سکتا......اس بچے کے حصے میں یہ عظمت ہے......ان کی خصوصیات میں یہ بات ہے......اللہ نے یہ عظیم تقدس اس شہزادے کے حصہ میں رکھا ہے......آج میں کسی بڑے عالم سے حدیث کا سبق پڑھ لوں اپنے لئے اعزاز سمجھتا ہوں کہ

☆ میں نے قاری محمد طیب دیوبند کے مہتمم سے پڑھا ہے — اپنے لئے اعزاز سمجھتا ہوں

☆ میں نے عبداللہ درخواستی سے تفسیر پڑھی ہے — اپنے لئے اعزاز سمجھتا ہوں

☆ میں نے مفتی محمود سے حدیث پڑھی ہے — اپنے لئے اعزاز سمجھتا ہوں

☆ میں نے علامہ کشمیری سے حدیث پڑھی ہے — اپنے لئے اعزاز سمجھتا ہوں

اگر میں کسی بڑے عالم کے پاس دو دن بیٹھ جاؤں میرے لئے فضیلت ہے اس شہزادے کے تقدس کا کیا عالم ہوگا جو نبوت کی گود میں کھیلا ہو اس کے تقدس کا کیا عالم ہوگا جو نبوت کی زلفوں سے کھیلا ہو اس کے تقدس کا کیا عالم ہوگا جو نبی کے کندھوں پہ سوار ہوا ہو اس کے تقدس کا کیا عالم ہوگا جو خود کہا کرتے تھے عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَّمَنِیْ جَدِّیْ میرے نانا محمدؐ نے مجھے سکھایا تھا......میں نے وضو کرنے کا طریقہ اپنے نانا سے سیکھا ہے......میں نے نماز پڑھنے کا سلیقہ اپنے نانے محمدؐ سے سیکھا ہے سات روایتیں حدیث کی کتابوں سے ملتی ہیں......جو حضرت حسینؓ نے براہ راست رسول اللہ سے نقل کی ہیں......حضرت حسینؓ فرمایا کرتے تھے میں چھوٹا سا بچہ تھا اللہ کے نبیؐ نے مجھے دُعا سکھائی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم

بیٹے صبح شام اس کو پڑھ لیا کرو......جو آدمی پڑھ لیتا ہے ہر آفت و مصیبت سے محفوظ ہو جاتا ہے اعوذ بکلمات الله التامه یہ دعا اللہ کے نبیؐ نے مجھے سکھائی......حضرت حسینؓ فرمایا کرتے تھے میں نے دعاء قنوت رسول اللہؐ سے سیکھی ہے......میں نے نماز کا سلیقہ اللہ کے نبیؐ سے سیکھا ہے......محبوب ﷺ نے مجھے دعائیں سکھائی ہیں۔

سادات قوم مال کا میل نہیں کھایا کرتے

حتیٰ کہ ایک موقع پر صدقے کی کھجور منہ میں ڈال لی...... پیغمبرؐ نے میرے منہ میں انگلی ڈال کر صدقے کی کھجور نکال کے کہا...... بیٹے!

خیال کرنا یہ نبوت کا خاندان ہے، سادات ہے...... سادات قوم مال کا میل نہیں کھایا کرتے...... یہ صدقے کی چیز ہے قوم کا مال ہے...... اللہ نے سیدوں کو اس سے محفوظ رکھا ہے...... جو آج صدقہ کھا جائے گا...... وہ کل کسی میدان میں شہزادہ شاہسوار بن کر کیسے کھڑا ہوگا...... اس لئے حلال مال پہ ہوتا...... کہ اللہ کے حضور قربانی دینے میں آسانی رہ جائے...... ہر موڑ پہ نگرانی نبوت نے کی ہے...... محبوبؐ کے جانے کے بعد صحابہؓ سب سے زیادہ احترام...... ان دونوں شہزادوں کا کرتے تھے۔

تیرا چہرہ دیکھ کے ہمیں رسول اللہؐ یاد آ جاتے ہیں

حضرت حسینؓ کی شہادت پر...... آج ایک اہم بات کہنا چاہتا ہوں...... وہ یہ کہ دنیا میں جتنی شہادتیں ہوئیں بالکل تفرد ہے...... جتنے شہید عظیم آئے...... ان تمام شہیدوں کی شہادتوں کا عکس کامل اور مجموعہ اگر دنیا میں کوئی ہستی ہے...... تو وہ حسینؓ ابن علیؓ ہے...... آج صرف اس پر دلائل پیش کرنا چاہتا ہوں ہر شہید کی شہادت کا عکس اللہ نے حسینؓ میں کیسے رکھا حضرت حسینؓ سے ہر صحابیؓ محبت کرتا تھا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اٹھایا...... آج میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ ہمارا حسینؓ کتنا عظیم ہے اہل سنت والجماعت اس حسینؓ کو مانتے ہیں...... جس کی پیشانی کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا تھا ابن العلی صبقالنبی بیٹا تو علی کا ہے چہرہ تو نبی کا ہے...... اس میں کوئی شک نہیں تو علی کی مناسبت سے آیا ہے...... لیکن تیرا چہرا دیکھ کر ہمیں رسول اللہؐ یاد آ جاتے ہیں...... جس حسینؓ کے احترام کے لئے فاروقؓ اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے...... بیٹے کے لئے نہیں اٹھے...... نواسہ رسول کے لئے اٹھے...... اور جب اتنا کہا ابا جان مجھے پیسے کم دیئے...... اس کو زیادہ کیوں دیئے...... میں بدری ہوں...... وہ بدر میں بھی نہیں آیا...... میں ہر جنگ میں لڑا

ہوں وہ کم سنی کے عالم میں تھا۔

تو غلام ہو کر اس شہزادے کا مقابلہ کیسے کر سکتا ہے

فرمایا خبردار! نبوت کے شہزادے کا مقابلہ نہ کرنا

- اس کے نانے جیسا — تیرا نانا نہیں
- اس کی نانی جیسی — تیری نانی نہیں
- اس کی اماں جیسی — تیری اماں نہیں
- اس کی پھوپھیوں جیسی — تیری پھوپھیاں نہیں
- اس کی خالائیں جیسی — تیری خالائیں نہیں
- نبوت اس قرابت اور رشتہ داری کے اعتبار سے اس کے باپ جیسا تیرا باپ نہیں
- اس کے خاندان جیسا — تیرا خاندان نہیں
- اس کا نانا مصطفیٰ ہے — تیرا نانا مصطفیٰ نہیں
- اس کی نانی خدیجۃ الکبریٰ ہے — تیری نانی خدیجۃ الکبریٰ نہیں
- اس کی اماں پیغمبرؐ کی دختر نیک اختر فاطمۃ الزہراءؓ ہے — تیری اماں فاطمہؓ نہیں
- اس کی خالائیں رقیہ، کلثوم، زینب، نبوت کی بیٹیاں ہیں — تیری خالائیں نبوت کی بیٹیاں نہیں
- وہ نبی کے چچا زاد بھائی کا بیٹا ہے — تو نبوت کے بھائی کا بیٹا نہیں
- وہ نبی کا خاندان ہے — تو نبی کا خاندان نہیں
- وہ پیغمبرؐ کے قبیلے سے ہے — تو پیغمبر کے قبیلے سے نہیں
- ابن عمرؓ ہوش کر عبداللہ تو غلام کا بیٹا ہے — حسینؓ محمد کا شہزادہ ہے

تو غلام زادہ ہو کر اس شہزادے کا کیسے مقابلہ کرتا ہے...... صحابہؓ جس کا اتنا احترام کریں۔

میرے پیر حسینؓ کو شیعہ سنی فساد کا جج تسلیم کرو

اسے دل پر لکھو......!

محرم الحرام کے مہینے میں سب سے زیادہ ہماری حکومت پریشان ہوتی ہے... لیکن میں کہتا ہوں خدا کے لئے شیعہ سنی فساد کا حل آج بھی تلاش کرنا چاہتے ہو تو ایک فارمولہ دیتا ہوں...... میرے پیر حسینؓ کو شیعہ سنی فساد کا جج تسلیم کرو...... چیف جسٹس...... حسینؓ سے ہم عقیدت اپنے عقائد و نظریات کی بنیاد پر رکھتے ہیں۔

جس کو حسینؓ لے لے اس کو لے لو

جس کو حسینؓ مان لے اس کو مان لو!...... جس کو حسینؓ نہ مانے اس کو نہ مانو...... میرا عقیدہ یہ ہے...... میں نے ہر اس کو مانا ہے...... جسے حسینؓ نے مانا ہے...... حسینؓ نے صدیقؓ کو مانا ہے...... تم صدیقؓ کو مانو...... حسین نے فاروقؓ کو مانا ہے...... تم فاروقؓ کو مانو...... حسینؓ نے عثمانؓ کو مانا ہے...... تم عثمانؓ کو مانو...... حسینؓ نے امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے چچا کہہ کے احترام کیا ہے...... تم معاویہ کا احترام کرو...... جن کو حسینؓ نے مانا ہے...... ان کو ماننا دین ہے...... حسینؓ نے یزید کو نہیں مانا...... میں بھی یزید کو اپنا مقتدا نہیں کہتا...... میں حسینؓ کو جج مانتا ہوں۔ جو صدیقؓ کا دشمن ہے وہ حسینؓ کا دشمن ہے...... جو فاروقؓ کا مخالف ہے...... وہ حسینؓ کا دشمن ہے...... جو عثمان کا دشمن ہے...... وہ حسینؓ کا دشمن ہے...... جو معاویہؓ کا دشمن ہے...... وہ حسینؓ کا دشمن ہے...... حسینؓ سے محبت وہی کرے گا...... جو ان سے محبت کرے گا...... جس نے حسینؓ کو مانا ہے...... اس کا ماننا ایمان ہے...... جس کو نہیں مانا...... اس کو نہ ماننا ایمان ہے...... ہم پیغمبرؐ کے یاروں کو اس لئے مانتے ہیں...... کہ حسینؓ نے ان کی اقتداء کی ہے...... حضرت حسینؓ کی شہادت میں صرف ایک تفرد جس پر وقت کی نزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے بڑی مختصر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

حسینؓ کے پسینے سے جنت کے پھولوں کی خوشبو آتی ہے

جیسے حضرت حسینؓ میں نبوت کا کمال درجے کا عکس ہے...... کہ نانا خاتم الانبیاء، باپ

خاتم الخلفاء، ماں خاتم البنات، اور خود خاتم الشہداء کربلا...... جیسے یہ ختمیت کا تاج سر پہ آیا ہے ایسے حسینؓ کی ایک خصوصیت ہے...... صحابہؓ کہتے ہیں...... جیسے رسول اللہ کے جسم کے پسینے سے خوشبو آتی تھی...... ایسے حسینؓ کے پسینے سے بھی خوشبو آتی تھی...... محبوب چادر میں یوں ڈال کر بیٹھے ہیں...... اور اس بچہ کو یوں کر کے پیار کرتے ہیں سونگھتے ہیں...... پوچھنے والے پوچھتے ہیں یہ کیا ہے؟ فرمایا......! تم نہیں جانتے ریحانة من الجنة یہ جنت کے پھول ہیں میں جب ان بچوں کو اپنے ناک کے قریب کرتا ہوں...... ان شہزادوں سے جنت کے پھولوں کی خوشبو آتی ہے...... جیسے نبوت کے پسینے سے خوشبو آتی تھی...... ایسے حسینؓ کے پسینے سے خوشبو آتی تھی اس لئے حضورؐ کی بڑی معروف حدیث لوگ پڑھنے کو تو پڑھ لیتے ہیں اس کی صحت وضعف پر جو بحث محدثین نے کی وہ اپنی جگہ پر ہے...... لیکن میں کہتا ہوں ایک منٹ کے لئے اس کو تسلیم کرلو تو کم از کم ایسے تو مانو جیسے اس کے ماننے کا حق ہے۔①

حسینؓ مجھ سے ہے میں حسینؓ سے ہوں

فرمایا اَلْحُسَیْنُ مِنِّی وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے ہوں کیا مطلب میرے اور حسینؓ کے نظریے میں فرق ہے نہ ہمارے اعتماد میں فرق ہے...... نہ ہماری ایمانی قوت میں فرق ہے...... نہ ہماری عظمت میں کوئی فرق ہے...... حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے ہوں...... جس کو میں اپنا بنالیتا ہوں...... حسینؓ بھی اسے اپنا بنالیتا ہے...... جس کو میں دھتکارتا ہوں...... حسینؓ بھی اسے دھتکارتا ہے...... جس کو میں پیار کرتا ہوں...... حسینؓ بھی اسی کو پیار کرتا ہے...... یا دوسرا مفہوم یہ لے لو اَلْحُسَیْنُ مِنِّی وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ ارے لوگو! جو مجھے مانتا ہے...... وہ میرے حسینؓ کو مانے جو مجھ سے پیار کرتا ہے...... وہ میرے حسینؓ سے پیار کرے جو مجھ سے تعلق رکھتا ہے...... وہ میرے حسینؓ سے تعلق رکھے جس کو مجھ سے نفرت ہے...... معاذ اللہ وہ میرے حسینؓ سے بھی خار کھائے گا...... جو میرے قریب نہیں وہ میرے حسینؓ کے قریب نہیں...... یا جو حسینؓ کے قریب نہیں وہ میرے قریب نہیں۔

① ترمذی ص218 ج2/ کنزالعمال ص53 ج12/ فضائل الصحابہؓ للامام احمد بن حنبلؒ 772 ج2

میں نے اس حدیث کو سامنے رکھ کر سوچا ہے...... مجھے مسئلہ سمجھ میں آیا ہے...... کہ صدیقؓ نے اس پہ عمل کیا ہے

جیسے نبیؐ صدیقؓ کو پیارا ہے ایسے حسینؓ صدیقؓ کو پیارا ہے

جیسے نبیؐ فاروقؓ کو محبوب ہے ایسے میرا حسینؓ فاروقؓ کو محبوب ہے

جیسے پیغمبر ﷺ عثمانؓ کی نگاہ میں نبوت کے اس مقام پر سرفراز ہے

ایسے حسینؓ حضرت عثمانؓ کی نگاہ میں اس محبوبیت کے درجے پہ فائز ہیں

امیر معاویہؓ نے جیسے نبوت کا احترام کیا...... ایسے حسینؓ کا احترام کیا...... پیغمبرؐ بتانا چاہتے ہیں...... وہ مجھ سے میں اس سے دونوں جدا نہیں...... جو محبت کرے گا دونوں سے کریگا...... جو دشمنی رکھے گا دونوں سے رکھے گا...... حضرت حسینؓ کی شہادت کی خصوصیات عنوان سمجھئے! جتنے شہداء آئے حضرت حسینؓ سے پہلے ان میں سے چند چیدہ شہیدوں کا نام لیتا ہوں...... تا کہ آپ کو سمجھ آجائے...... پوری امت رسول اللہ ﷺ میں ایک شہید ایسا ہے...... جس کو سید الشہداء اسد اللہ واسد رسول کہا گیا وہ کون ہے؟ سیدنا حمزہؓ احد کے شہید حضورؐ نے فرمایا!...... یہ قیامت کے دن تمام شہیدوں کا سردار ہوگا...... میرے چچا حضرت حمزہؓ کی شہادت بڑی عظمت والی ہے...... توجہ سے بات کو سمجھنا...... ایسے پیغمبرؐ کے دور کے بعد جو بڑی اہم ترین شخصیات شہید ہوئیں...... ان میں مراد پیغمبر...... داماد حیدر...... دعائے رسولؐ...... داماد بتول...... سیدنا فاروق اعظمؓ ہیں...... جن کے لئے حضورؐ نے کعبے کی چوکھٹ کو پکڑ کے دعا مانگی ...... ان کی شہادت مسجد نبوی میں نبیؐ کے مصلے پر ہوئی...... سیدنا عثمانؓ وہ مدینۃ الرسول کے شہید...... مظلوم شہید قرآن کے اوراق کے شہید...... اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ جامع مسجد کوفہ میں داخل ہوتے ہوئے...... مسجد کے دروازے پہ شہید۔

شہداء کے محاسن کے جامع حسینؓ ابن علیؓ ہیں

کہ جو خوبیاں شہادت کی اللہ نے امیر حمزہؓ کو دیں...... اس کا عکس حسینؓ میں بھی رکھا جو خوبیاں شہادت کی فاروقؓ کو دیں...... اس کا عکس بھی حسین میں رکھ دیا...... جو عثمانؓ کو عظمتیں دیں

اس کا عکس بھی حسینؓ میں ڈال دیا...... جو علی کو شہادت کی عظمتیں دیں اس کا عکس بھی حسین میں ڈال دیا تو حسینؓ خاتم الشہادت بھی ہے...... جامع شہادت بھی ہے کامل الشہادت بھی ہے...... اور شہداء کے محاسن کے جامع بھی ہیں...... جیسے ہم رسول اللہ کی تعریف میں کہتے ہیں...... کہ ہمارے آقا آدم سے عیسیٰ تک تمام انبیاء کے کمالات ـ کے محاسن کے مجموعہ ہیں

- آدم علیہ السلام کی انابت ہو
- نوح علیہ السلام کا ولولہ تبلیغ ہو
- ابراہیم علیہ السلام کا جوش توحید ہو
- اسحاق علیہ السلام کی رضا جوئی ہو
- یوسف علیہ السلام کا حسن ہو
- لوط علیہ السلام کی حکمت ہو
- دانیال علیہ السلام کی محبت ہو
- زکریا علیہ السلام کی وفاداری ہو
- یحییٰ علیہ السلام کی پاکدامنی ہو
- موسیٰ علیہ السلام کے کمالات ہوں
- عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہوں

ان سب کو اکٹھا کر کے ایک گلدستے میں پرو دیا جائے پھر اسی کا نام تجویز کیا جائے وہ ایک ہی نام ہے جس کا نام ہے محمد رسول اللہ ایسے میں کہتا ہوں آج کی نشست میں میرا دعویٰ یہ ہے کہ حمزہ کی شہادت کی عظمتیں ہوں...... فاروقؓ کی شہادت کا تقدس ہو عثمان کی شہادت کی خوبیاں ہوں...... حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے کمالات ہوں...... ان تمام کو اکٹھا کرلیا جائے اور یہ ساری شہادتیں...... کسی مجموعہ میں کسی گلدستے میں سمو دی جائیں...... اور اس کا کوئی نام تجویز کیا جائے...... وہ ایک ہی نام ہے...... جس کا نام حسینؓ ہے...... کربلا نہیں...... آج میں موضوع بدل کر آپ کو صرف یہ بات کہہ رہا ہوں...... کہ ان کی خوبیاں حسینؓ میں کیسی ہیں ...

ان کی خوبیوں کا عکس ہے۔

ایک بات ذہن میں رکھیں...... حضرت حسینؓ پر دیکھئے!...... سورج سورج ہی ہے...... اگر آئینہ اس کے سامنے کرو تو اس میں سورج کا عکس ہے...... وہ بھی سورج ہے...... لیکن وہ اصلی نہیں عکس ہے...... جو پہلی خوبی اللہ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو دے دی...... وہ اس کے حصے میں لیکن اس کا عکس حسینؓ پر ضرور ہے...... ایک سوال آپ سے کرتا ہوں بڑا عجیب ہے...... حوصلے سے جواب دینا...... درجے کے لحاظ سے فاروق اعظم کا درجہ زیادہ ہے یا حضرت حمزہؓ کا؟...... (حضرت عمرؓ کا)...... حضرت حمزہؓ کا درجہ زیادہ ہے یا عثمانؓ کا...... بھائی خلفاء راشدین کا درجہ پوری امت میں زیادہ ہے...... علیؓ کا درجہ زیادہ ہے یا امیر حمزہ کا؟ یہ تینوں شہید ہیں کہ نہیں

- عمر رضی اللہ عنہ بھی شہید
- عثمان رضی اللہ عنہ بھی شہید
- علی رضی اللہ عنہ بھی شہید
- حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شہید

درجے ان کے زیادہ ہیں اور سید الشہداء امیر حمزہؓ ہے کیوں میرا سوال سمجھ آرہا ہے؟...... بھائی!

- درجہ فاروق رضی اللہ عنہ کا زیادہ ہے
- درجہ عثمان رضی اللہ عنہ کا زیادہ ہے
- درجہ حیدر رضی اللہ عنہ کا زیادہ ہے

اب جن کی فضیلت اور درجے زیادہ ہیں سیادت کا سہرا و تاج بھی ان کے سر آنا چاہئے اس کی کیا وجہ لیکن اللہ نے سیادت کا اعزاز کس کو دیا۔

حضرت حسینؓ کو، ان کو کیوں ملا اس میں کیا حکمت ہے...... اس پر غور کریں میں ایک مسئلہ سمجھانا چاہتا ہوں...... وہ یہ ہے کہ شہادت کی دو قسمیں ہیں...... ایک ہے مظلومانہ شہادت ایک ہے مجاہدانہ شہادت مظلومانہ شہادت کیا ہے...... ایک آدمی جا رہا تھا...... اچانک کسی نے گولی ماری شہید ہو گیا...... اس کو پتہ ہی نہیں بے ساز و سامان تھا...... یہ نہ تیار تھا نہ اس کے پاس کوئی اسلحہ تھا...... اس کو مار دیا گیا یہ مظلوم شہید ہے...... یا کسی پولیس نے باندھ دیا ہاتھ باندھ

دیئے پاؤں باندھ دیئے...... اور اس کو گولی ماردی...... اور کہا کہ یہ پولیس مقابلے میں مر گیا ہے...... ہم نہیں گے یہ مقابلہ نہیں۔

یہ مظلوم شہید ہے مقابلہ کیا ہے مجاہدانہ شہادت یہ ہے...... کہ اس کے ہاتھ میں بھی کلاشنکوف ہو...... اور اس کے ہاتھ میں بھی ہو اس کو بھی اسلحہ دو اسکو بھی اسلحہ دو وہ بھی مقابلے میں آئے...... یہ بھی مقابلے میں آئے وہ بھی صدا لگائے...... ہے کوئی میرا مقابل یہ بھی کہے...... ہے کوئی میرا مقابل...... پھر دونوں آئیں...... ایک دوسرے سے ٹکر لیں پھر پتہ چلتا ہے...... برکیں کہاں جا کر لگتی ہیں...... نہیں سمجھے میری بات کو بھئی ایک ٹکر ہو پھر پتہ چلتا ہے...... کہ مجاہد کتنا ہے مقابلہ کتنا ہے۔

حضرت حمزہؓ کی شہادت مجاہدانہ ہے

میرے دوستو!...... عمر رضی اللہ عنہ شہید ہے...... لیکن مظلوم شہید ہے...... مصلے پہ امامت پہ کھڑا ہے...... دشمن نے آگے آ کے وار کیا ہے...... مصلے پہ گر گئے...... فاروقؓ کو پتہ نہیں تھا...... میرا قاتل یہاں پہ کھڑا ہے...... عثمانؓ شہید ہے بند کر دیا گیا ہے...... محبوس کر دیا گیا ہے...... قید میں ڈال دیا گیا ہے...... بے سروسامانی کے عالم میں شہید کیا گیا ہے...... شہید ہے مگر مظلومیت کی شہادت ہے...... علی شہید ہوئے ہیں مسجد کے دروازے پر آتے ہیں بے سروسامانی کے عالم میں ہیں...... لیکن مظلوم شہید ہیں پتہ نہیں تھا...... پیچھے دشمن آرہا ہے...... اس نے آ کے وار کیا ہے...... مگر حمزہ رضی اللہ عنہ وہ عظیم شہید جو مظلوم نہیں مجاہد شہید ہے...... جس کو پیغمبرؐ نے میدان جہاد میں بھیجا ہے...... جو مقابلے میں آیا ہے تلوار اٹھاتا ہے...... کافروں کو جہنم رسید کرتا ہے لڑتے لڑتے آخر میں اپنی جان، جانِ آفریں کے حوالے کر دیتا ہے...... جسم کے ٹکڑے ہو جاتے ہیں...... میرے پیغمبرؐ نے دیکھ کر کہا...... لوگو!

اللہ کا شیر...... اللہ کے نبی رضی اللہ عنہ کا شیر...... میدان میں کفر کا مقابلہ کرنے والا...... راہِ حق میں جان دینے والا...... قیامت تک کے شہیدوں کی سرداری کا تاج پہننے والا...... میرا چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ہے...... تو حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت مجاہدانہ ہے۔

حسینؓ کی شہادت میں دو نور جمع ہیں

اس لئے حضورؐ نے ان کو سید الشہداء کہا اب میں حضرت حسینؓ پر ایک بات کہتا ہوں ...... حسینؓ کی شہادت ذوالنورین ہے...... ایک نئی بات کہہ رہا ہوں یعنی اس میں دو نور شہادتوں کے جمع ہیں...... کیسے ایک مظلومیت کا نور ہے...... ایک مجاہدے کا نور ہے...... مظلومیت کیسے ہے

- ظلم کی انتہا ہے — دھوکا دیا جا رہا ہے
- ظلم کی انتہاء ہے — خطوط لکھے جا رہے ہیں
- ظلم کی انتہاء ہے — مدینہ چھڑوایا جا رہا ہے
- ظلم کی انتہاء ہے — مکے سے چلایا جا رہا ہے
- ظلم کی انتہا ہے — بے سروسامانی کے عالم میں تن تنہا میدان میں کھڑا کر دیا گیا ہے۔
- ظلم کی انتہا ہے — شہید کر دیا گیا ہے۔

بے سروسامانی کے حالات میں جب چلے تھے...... اگر حسینؓ کے علم میں یہ بات ہوتی ...... یا نہیں پتہ ہوتا میں نے وہاں ٹکر لینی ہے مقابلہ کرنا ہے...... وہاں پر لڑائی ہوگی...... حسینؓ تنہا نہ چلتے لشکر تیار کرتے فوج تیار کرتے مدینہ میں اعلان کرتے مکہ والوں میں اعلان کرتے...... باقاعدہ مقابلہ کے لئے روانہ ہوتے رات کو نہ نکلتے چھپ کر نہ نکلتے خاموش نہ نکلتے اب بیوی بچوں کو لے کے نہ چلتے گھر والوں کو لے کے نہ چلتے جو لڑنے کے لئے جاتا ہے...... وہ کمسن بچوں کو نہیں لے جاتا جو لڑنے کے لئے جاتا ہے...... وہ شیر خوار کو نہیں لے جاتا...... وہ بیویوں کو ساتھ نہیں لے جاتا جو لڑنے کے لئے جاتا ہے...... وہ بہنوں کو ساتھ نہیں لے کے چلتا...... جو لڑنے کے لئے جاتا ہے...... وہ قبیلے سارے کو ساتھ لے کے نہیں چلا کرتا...... وہ فوج ساتھ رکھتا ہے ...... وہ لشکر ساتھ رکھتا ہے وہ سپاہ ساتھ رکھتا ہے وہ اپنی فوج کو بڑی اہمیت کے ساتھ جرات کے ساتھ لے کے چلتا ہے۔

لیکن سیدنا حسین ابن علیؓ اس انداز سے گئے ہیں...... پتہ چلا حسینؓ کی شہادت میں مظلومیت تھی کہ ظلم و ستم کی انتہا تھی...... بے سروسامانی کے عالم میں لا کے کھڑا کر دیا...... لیکن حسینؓ مظلوم ہوتے ہوئے...... مجاہدانہ طرز پہ شہادت حاصل کرتے ہیں...... جب مقابلہ ہوا ہے کہا تنہا صحیح اکیلا صحیح...... ہوں تو اس علی کا بیٹا...... جو کہتا تھا!...... سمیت امی حیدرا ...... یہ درست ہے کہ مظلوم ہوں...... تمہارے ہاتھوں اپنے آپ کو کیسے ختم کرا دوں میں...... جرأت سے لڑنا جانتا ہوں...... مرنا جانتا ہوں...... شہادت کو اعزاز سمجھتا ہوں...... پھر اگر تم مجھے مارنا چاہتے ہو میں بے سروسامانی کے عالم میں ہاتھ بندھے نہیں مرنا چاہتا مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔

تیری جدا پسند میری جدا پسند
تجھے خودی پسند مجھے خدا پسند
آ ظالم ہنر آزمائیں
تو تیر آزماء ہم جگر آزمائیں

دنیا کا بدترین چوڑھا مؤرخ بکواس کرتا ہے

تو پھر پتا چلے گا...... کون جیتتا ہے...... کون ہارتا ہے...... حسین کی شہادت میں مظلومیت بھی ہے...... حسین کی شہادت میں مجاہدہ بھی ہے...... دو شہادتوں کا اعزاز حاصل ہے ...... دوسری بات امیر حمزہؓ دشمنوں کو جہنم واصل کرنے کے بعد شہید ہوئے...... سیدنا حسینؓ نے کتنوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد آخر میں جام شہادت نوش کیا ہے...... جب حمزہؓ شہید ہوا ہے تو بہن پہلے پہنچی ہے...... جب حسینؓ شہید ہوا ہے...... تو بہن پہلے آئی ہے حمزہؓ کی بہن آئی ماتم نہیں...... واویلا نہیں چیخ و پکار نہیں...... کفن کے ٹکڑے لا کر نبوت کی خدمت میں پیش کر کے کہا محبوبؐ! میرے بھائی کو اس میں کفن دیجئے!...... میں صرف اپنے بھائی کا چہرہ دیکھ کے اتنا کہنا چاہتی ہوں...... کہ میرے بھائی میں تجھ پہ راضی ہوں آج میں ناز سے کہتی ہوں...... میں اسد اللہ و اسد رسول سید الشہداء ایک عظیم بھائی کی بہن ہوں...... کل قیامت کے دن میرا سر اس وجہ

---

① نوری ص 115 ص 2/ تاریخ الخمیس ص 275 ج 2

سے فخر سے بلند ہوگا...... میں اپنے مالک کی رضاء پہ صبر کرتی ہوں...... میں منہ ماتھا نہیں پیٹتی...... میں واویلا نہیں کرتی...... اللہ تیری رضاء پہ راضی ہوں تو نے میرا بھائی لیا ہے میں اس کی شہادت پہ بھی راضی ہوں تیرے حکم اور...... منشاء پہ بھی راضی ہوں بالکل...... وہی جملے کروڑوں رحمتیں حسینؓ کی سیدہ زینب پہ جس نے بھائی کے لاشہ پہ کھڑے ہو کر بال نہیں بکھیرے...... چہرہ نہیں کھولا واویلا نہیں کیا...... دنیا کا بدترین چوڑھا مؤرخ بکواس کرتے ہوئے جب یہ کہتا ہے۔ اور بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔

باہر شہید ہو رہے تھے پھر بھی وہ خیمے سے باہر نہیں آئیں

شریفو......!

تمہارے دور اقتدار میں ٹی وی اور ریڈیو تصحیح کریں...... جس میں بنات رسولؐ کے سر کے دوپٹے اتارے ہیں...... اور بکواسات اس میں کی ہیں...... یہاں شہر کے کسی چوہدری کا نام کسی مولوی کا نام...... کسی وڈیرے کا نام لے کے کہو...... اس کی بیوی صدر بازار کے چوک میں کھڑی تھی...... وہ فلاں چوک پہ کھڑی تھی...... اس کے سر پہ دوپٹہ نہیں تھا...... کرتہ نہیں برقعہ نہیں تھا...... تم اپنی توہین سمجھتے ہو...... نبی کی بیٹی کو یہودیوں کی دربار میں...... کوفے کے بازار میں بے سروسامانی کے عالم میں ننگا سر پھراتے ہوئے کہتے ہو...... تمہیں غیرت آنی چاہیے شرم آنی چاہیے وہ تو اتنی باحیاء تھیں...... باہر شہید ہو رہے ہیں...... وہ خیمے سے باہر نہیں نکلی...... ان کی تلاوت نہیں چھوٹی...... ان کی تسبیح نہیں چھوٹی...... جو صبر کا مظاہرہ حمزہؓ کی بہن نے کیا ہے...... وہی صبر کا مظاہرہ سینؓ کی بہن نے کیا ہے۔

عمرؓ اور حسینؓ کی شہادت میں بڑی عجیب باتیں ہیں

شہداء کی شہادت کا عکس حسینؓ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھیں دو تین باتیں کہتا ہوں...... تفصیل کا ٹائم نہیں ہے...... عمرؓ کی شہادت میں بڑی عجیب باتیں ہیں...... ان میں سے ایک یہ کہ عمرؓ نماز کے شہید تھے...... اور حسینؓ نماز کے شہید تھے۔ عمرؓ فجر کے شہید ہیں...... حسینؓ ظہر کے شہید ہیں...... عمرؓ توجہ کرنا فجر پہلے ہوتی ہے...... ظہر بعد میں ہے اس لئے عمرؓ کی شہادت پہلے ہے

حسینؓ کی شہادت بعد میں ہے...... عمرؓ کی یکم کو ہے...... حسینؓ کی دس کو ہے۔

حضرت عمر اور حضرت حسینؓ دونوں کی شہادت میں ایران ملوث ہے

میں اپنے ذوق میں ایک جملہ کہتا ہوں۔ جس شہادت کی ابتداء عمر نے کی تھی...... اس کا اختتام حسینؓ نے کیا تھا...... پھر توجہ کریں! سیدنا فاروق کی شہادت میں ایران ملوث تھا...... فاروق کا قاتل ابولولو فیروز مجوسی ایرانی النسل مجوسی المذہب تھا...... سیدنا حسینؓ کا قاتل وہی کوفی جو ایران کے عبداللہ بن سباء یہودی کی تحریک کے نتیجے میں سامنے آئے تھے...... وہی بدمعاش تھے...... جس کے قتل کی کڑیاں اگر اوپر ملائی جائیں...... تو حضرت عمرؓ کا قتل، حضرت عثمانؓ کا قتل، حضرت علیؓ کا قتل یہ ساری اسی سلسلے کی کڑی ہے...... جو وہاں سے شروع ہوتی تھی...... جس کا نتیجہ انجام اور انتہا جا کے حسین ابن علیؓ پہ ہوئی...... تو جس شہادت کا ایک پس منظر وہاں وہی شہادت کا پس منظر یہاں بھی ہے۔

عمرؓ اور حسینؓ کے قاتل قیامت تک اپنے آپ کو ماریں گے

پھر ایک بات عمرؓ کا قاتل جب قتل کر کے بھاگا ہے...... تو پکڑا گیا تو جب صحابہؓ نے اس پر کمبل ڈال کے...... اس کو پکڑا تو اس نے سب سے پہلے کیا کام کیا...... اپنے سینہ میں اپنا خنجر اپنے آپ کو ماردیا۔ جب عمرؓ کے قاتل نے اپنے آپ کو آپ مارا...... کیونکہ قاتل بھی ایرانی تھا...... تو اللہ نے کہا حسینؓ کا قاتل بھی قیامت تک اپنے آپ کو مارے گا...... کیونکہ نسل وہی ہے، حضرت عثمانؓ کی شہادت کا عکس...... حسینؓ پر...... عثمانؓ کی شہادت میں کئی خوبیاں ہیں کئی کمالات ہیں...... اس کی شہادت کے مختلف پہلو ہیں۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت حسینؓ دونوں کے خاندان والوں نے صبر کیا ہے

مثلاً......:

- عثمان رضی اللہ عنہ پیاسا شہید ہے
- حسین رضی اللہ عنہ بھی پیاسا شہید ہے

- عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید ہے
- حسین رضی اللہ عنہ بھی مظلوم شہید ہے
- عثمان رضی اللہ عنہ ابن عفان — بے سروسامانی کے عالم میں شہید ہوئے
- حسین رضی اللہ عنہ ابن علی رضی اللہ عنہ بھی — بے سروسامانی کے عالم میں شہید ہوئے
- عثمانؓ ابن عفانؓ کے قاتل ظاہراً کلمہ پڑھتے تھے ان ظالموں نے شہید کیا
- حسین ابن علیؓ کے قاتل بھی ظاہراً رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے تھے ان بدبختوں نے شہید کیا

حضرت عثمانؓ کی شہادت پر اگر آپ غور کریں ......تو جس وقت حضرت عثمانؓ ابن عفان کو شہید کیا گیا...... بی بی نائلہ جوان کی بیوی تھی......سب سے زیادہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور اس نے اعلان کیا...... کہ حضرت عثمانؓ شہید ہو چکے ہیں......اور حسینؓ ابن علیؓ کی شہادت پر حسینؓ کے پورے خاندان نے وہی صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا ہے ...... عثمان ابن عفانؓ کی شہادت جمعۃ المبارک کے دن...... حسینؓ ابن علیؓ کی شہادت جمعۃ المبارک کے دن...... عثمان ابن عفان کی شہادت جمعۃ المبارک کی نماز کے وقت...... حسین ابن علیؓ کی شہادت جمعۃ المبارک کی نماز کے وقت...... عثمان ابن عفانؓ کی شہادت پر ایک عجیب بات تھی...... کہ سیدنا عثمانؓ وہ جو مظلوم شہید تھے ان کی شہادت کے بعد ان کی لاش وہاں پہ پڑی رہی...... تین دن کے بعد اٹھائی گئی ...... حضرت حسینؓ کا لاشہ بھی اسی طریقے سے زمین پہ تڑپتا رہا جو مظلومیت وہاں تھی...... وہ مظلومیت یہاں تھی...... جو دکھ وہاں تھے...... وہ دکھ یہاں تھے......شاید یہی فلسفہ تھا کہ میرے پیر علیؓ نے حضرت حسین ابن علیؓ کو حضرت عثمانؓ کے دروازے پر نگرانی کے لئے بٹھایا شاید نگرانی نہیں دنیا نگرانی لکھتی ہے۔

میرے بیٹے حسینؓ عثمانؓ کے دروازے سے شہادت کا سبق سیکھ

میں کہتا ہوں اس لئے بٹھایا تھا...... میرے بیٹے حسینؓ آج چچا عثمانؓ کے دروازے پر بیٹھ اور اس سے شہادت کا سبق سیکھ!

- آج وہ شہید ہوگا — کل تو شہید ہوگا
- آج اس کا پانی بند — کل تیرا پانی بند
- آج یہ مظلوم — کل تو مظلوم
- آج یہ کربلا میں ہے — کل تو کربلا میں ہوگا
- آج یہ مصائب میں ہے — کل تو مصائب میں ہوگا
- آج اسکے دشمن کلمہ پڑھنے والے — کل تیرے دشمن وہی ہونگے

جو منافق بن کر کلمہ پڑھنے والے ہونگے ......آج یہ بے دردی سے شہید......کل تو بے دردی سے شہید...... آج حضرت عثمانؓ کا اہل خانہ سارے کا سارہ صبر کا مظاہرہ کر رہے ہیں کل تو اپنے اہل خانہ کو کہنا وہ تیری شہادت پہ صبر کا مظاہرہ کریں گے...... حسین طالب العلم بنا ہے......عثمان کی درسگاہ کا...... شہادت کی ابتداء عثمان سے ہوئی ہے......اسی مظلومیت میں انتہاء حسینؓ پہ ہوئی ہے...... ہر شہید کی شہادت کا عکس حسینؓ پر ہے۔

علیؓ و حسینؓ میں مطابقت

سیدنا علیؓ اور حسینؓ میں تو ویسے بھی مطابقت ہونی چاہئے کہ بیٹا اپنے باپ کا عکس ہوتا ہے...... بڑی خوبیوں میں آپ عکس کامل تھے...... تفصیل کا وقت نہیں...... جیسے ذہین حضرت علیؓ تھے ویسے ذہین حضرت حسینؓ بھی تھے

- جیسے بچپن علی کا نبی کی گود میں — ویسے بچپن حسینؓ کا نبی کی گود میں
- جیسے علیؓ پلا نبوت کے ہاتھوں میں — ایسے حسین بھی پلا نبوت کے ہاتھوں میں

جہالت کے وقت جب حضرت عمرؓ فی البدیہہ سوال حضرت علیؓ سے کرتے اللہ نے حضرت علیؓ کو اتنا ذہین بنایا فی الفور اس کا جواب دیتے تھے۔

عظیم باپ کی طرح عظیم بیٹا ہے

تو حضرت حسینؓ سے ایک دفعہ سوال کیا فرمایا...... کہ جو بچہ ماں کے پیٹ سے باہر

آئے تو اس کا وظیفہ کس وقت متعین کرنا چاہیے؟ بلکہ حضرت عمرؓ کے دور میں ایک واقعہ پیش آیا۔

......توجہ کرنا!...... کیا واقعہ پیش آیا؟

ایک عورت رات کو بچے کو باندھتی ہے...... وہ رو رہا ہے...... حضرت عمر گشت کر رہے تھے...... آپ نے پوچھا یہ کیا کر رہی ہو...... اس عورت کو پتہ نہیں تھا...... کہ آپ امیر المومنینؓ ہیں اس نے کہا کہ میں اس کا دودھ چھڑا رہی ہوں...... امیر المومنینؓ کا فرمان ہے کہ جب بچہ دودھ پیے اس کو وظیفہ نہ دو...... جب دودھ پینا چھوڑ دے تو بیت المال سے اس کا وظیفہ دو...... تا کہ بچے کی خوراک کا انتظام بیت المال سے ہو...... اس کے ماں باپ کے ذمہ نہ ہو اسلامی حکومت تھی۔ حضرت عمرؓ کو اس بات سے دکھ ہوا...... کہ میرے اس قانون سے کتنے بچے ماں کے دودھ سے محروم ہو رہے ہیں...... کہ ماں ان کو مار رہی ہے...... کہ دودھ پینا چھوڑ دے اس کو رُلا رہی ہے...... اس کا دودھ چھڑا رہی ہے...... تا کہ اس کا وظیفہ بن جائے...... سیدنا عمرؓ نے شوریٰ کا اجلاس بلوایا...... سیدنا عمرؓ کے دور میں شوریٰ کے امیر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے...... علیؓ بھی اس میں تھے...... بڑے بڑے صحابہ بھی تھے...... حضرت عمرؓ نے جب یہ کیس رکھا...... حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ مجھے بتاؤ!...... کہ بچے کا وظیفہ کب شروع کیا جائے...... حضرت حسینؓ نے کہا چچا! اجازت دو تو بولوں؟...... فرمایا کہو بیٹے...... فرمایا! چچا جان جب سے بچہ رونا شروع کرے...... اس وقت سے اس کا وظیفہ شروع کر دیں...... ماں کے پیٹ سے باہر آنے کے بعد بچے کا سب سے پہلا کام رونا ہے...... رو کے بتانا چاہتا ہے...... کہ مسلمانو! اسلامی حکومت پر میرا استحقاق بنتا ہے...... کہ میرا بیت المال سے وظیفہ متعین کر دیا جائے...... حضرت عمرؓ نے کہا...... جزاک اللہ، حسینؓ اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے...... عظیم باپ کی طرح عظیم بیٹا ہے...... جیسے فراست و ذہانت اللہ نے تیرے باپ کو دی ہے...... وہی فراستِ و ذہانت اللہ نے تجھے عطاء کی ہے...... اس دن سے حضرت عمرؓ ابن خطاب نے وظیفے کو بچے کی پیدائش سے شروع کر دیا ہے...... میں عرض کر رہا تھا کہ علیؓ تو تھے ہی مجسم کمال...... اور ان کے تمام کمالات کا عکس اللہ نے حسینؓ پہ ڈالا تھا۔

لیکن صرف شہادت پر ایک بات کہتا ہوں...... حضرت علیؓ کی شہادت کوفے میں ہوئی...... اور ایک نئی بات بتاؤں دار الخلافہ حضرت علیؓ نے جو کوفے میں بنایا یہ مطالبہ کوفیوں کا تھا کہ آپ ہمارے پاس آئیں...... کوفیوں کے مطالبہ پر علیؓ گئے مظلوم بھی ہوئے شہید بھی ہوئے...... اور کوفیوں کے مطالبہ پہ حسینؓ چلے گئے...... مظلوم بھی ہوئے شہید بھی ہوئے۔

حضرت حسینؓ تمام خوبیوں کے جامع تھے

پھر ایک بات کہتا ہوں...... حضرت علیؓ اس وقت شہید ہوئے...... جب جامع مسجد کوفہ کے دروازے پر امامت کے لئے جا رہے تھے...... میں یہ بات کہہ دوں تو بے جا نہیں حسینؓ بھی اس وقت شہید ہوئے جب امامت کے لئے جا رہے تھے...... حضرت حسینؓ اقتدار کی خواہش میں نہیں جا رہے تھے...... کوفیوں نے کہا ہم آپ کو اپنا مقتداء اور امام بناتے ہیں آپ آئیں...... وہ بھی امامت کے لئے یہ بھی امامت کے لئے نہ علیؓ کی امامت کو کوئی بدمعاش برداشت کر سکا...... عبدالرحمٰن ابن ملجم ا[illegible]ے حضرت علیؓ پہ حملہ کیا وہاں حسینؓ کا دشمن نہ برداشت کر سکا...... اس نے حضرت حسین[illegible] پہ حملہ کر دیا تو تمام کمالات صحابیت کے جامع ہیں حضرت حسینؓ۔

حضرت حسینؓ کو جو اعزاز حاصل ہوا وہ کسی کو نہیں

اب میں حسینؓ کی ایک خوبی اور بتاتا ہوں...... اور میں دعوے سے ایک عجیب بات کرتا ہوں...... یہ وہ خوبی ہے...... جو کسی شہید میں نہیں صرف حسینؓ میں ہے...... صرف حضرت حسینؓ کی عظمت اور خاصیت ہے وہ کیا ہے؟ توجہ کرنا! یہ سارے مظلوم شہید ہیں...... یا مجاہد شہید ہیں ان کی شہادتوں کے انداز اپنے اپنے...... حمزہؓ شہید ہے...... میدان میں لڑتے ہوئے...... عمرؓ شہید ہے مسجد نبوی میں امامت کرتے ہوئے...... لیکن قیام میں کس حالت میں تھے...... عثمانؓ شہید ہے بیٹھ کر تلاوت کرتے ہوئے...... علیؓ شہید ہے...... نماز کے لئے جاتے ہوئے...... اور حسین نے جب سر دیا سر کہاں دیا تھا؟ سر سجدے میں رکھ کر جان دینا یہ ریت ہی حسینؓ کی ہے...... یہ وہ تفرد ہے جو ان میں سے کسی کو نہیں ملا...... یہ حسینؓ کی خصوصیت ہے۔

وَالْفَضْلُ مَاشَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ اپنے بھی عظمت کے گواہ ہیں...... جو حسینؓ کا اس وقت بھی دشمن تھا جو شہید کر رہا تھا...... وہ بھی دیکھ رہا تھا...... کہ حسینؓ کا سر سجدے میں ہے ایسی شہادت کسی کے حصے میں نہیں...... جو اس کے حصے میں آ رہی ہے۔

علماء سے پوچھو!

جب نماز خوف کی ترتیب سکھادی جاتی ہے ① ...... کہ امام ایک رکعت پڑھائے ایک طبقہ یہ واپس چلا جائے ...... دوسرا طبقہ آئے نماز پڑھنے کے لئے یہ جتنی دیر لڑتا ہے ...... اس کے جسم سے خون نکلتا رہے یہ زخمی ہوتا رہے یہ تلوار چلاتا رہے ...... یہ کلاشنکوف چلاتا رہے ...... یہ جب واپس آ کے دوسری رکعت میں ملے گا ...... تو یہ اسی پہلی رکعت پہ بناء ہوگی ...... اس کے درمیان یا لڑائی کا یہ جتنا وقت ہے ...... یہ نماز ہی ہے نماز ٹوٹی نہیں ...... نماز نہیں فاسد ہوئی نماز نہیں ٹوٹی ...... اب ظالم نے گرایا سر تھا سجدے پر وہ بیٹھا سینہ پر اس نے رکھا خنجر حلق پر ...... اب حسینؓ کے جب خون کا قطرہ جب گرنے لگا رب نے سارے پردے ہٹائے ...... اپنا دیدار کرایا تو حسینؓ کا سر سجدے میں تھا ...... نگاہ رب کے چہرے پر تھی کیا منظر ہے ...... کہ سر یہاں پہ ہے نگاہ وہاں پہ اور میں اگلی بات کہہ دیتا ہوں ...... ذوق سے سمجھو یار! حسینؓ کا جو لوگ ماتم کرتے ہیں ...... اور پیٹتے ہیں ...... وہ کتنے نالائق بدمعاش اور بے دین ہیں کہ وہ حسینؓ کی اس عظمت کو سمجھ نہیں سکے ...... کہ وہ کیسے سر دے رہا ہے ...... جو اس انداز سے جان دیتا ہے۔ اس کو تو مبارک دی جاتی ہے ...... سر قدموں پہ نگاہ رب کے چہرے پہ ...... اور جب کوئی کسی کے لئے ایسے قربانی دے وہ بھی دیکھتا ہے ...... کہ کیسے دے رہا ہے ...... اب حسینؓ کی نظر رب پر اور رب کی نظر حسینؓ پر۔

آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہو گئے　　ہم تمہارے تم ہمارے ہو گئے۔

ساری زندگی لگی اسی سوال پر تھی کہ رب کے قدموں میں جان نکلے

مجھے علماء معاف کر دیں رب نے کہہ دیا ہوگا کیا حال ہے ...... یہ کیا منظر ہے جان دینے کا تو شاید کہہ دیا ہو ......

تجھے کیا بتاؤں اے دلرُبا تیرے سامنے میرا حال
تیری ایک نظر کی بات ہے میری زندگی کا سوال ہے

---

① فقہ کی تمام کتب میں اس مسئلہ کی تصریح موجود ہے دیکھئے قدوری شریف ص 33۔ مکتبہ حقانیہ ملتان کنز الدقائق ص 48/ شرح وقایہ ص　ج ا حدایہ ص　ج ا شامی ص　ج فتاوی عالمگیری ص　ج ا بحرالرائق ص　ج

یہ ساری زندگی لگی اسی سوال پر تھی ...... کہ رب کے قدموں میں جان نکلے اور یہ کمال ہے کہ

جان دے دی ہے جگر نے آج یار پر
اور آج ادھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے
نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے

یہ اعزاز حسینؓ نے حاصل کیا جس کو اتنا بڑا اعزاز ملے اس پہ ہائے حسینؓ یا واہ حسینؓ ...... اونچی آواز سے ہائے حسینؓ یا واہ حسینؓ ...... وہ ہائے کے لائق نہیں واہ کے قابل ہے جو صبر کا پتلا ہے استقامت کا پہاڑ ہے عزم و ہمت کا کوہ گراں ہے ...... جو پیغمبرؐ کا شہزادہ ہے ...... جس کو پیغمبرؐ نے دین کے مسائل سمجھائے ہیں ...... جو صحابہؓ کا سب سے زیادہ پسندیدہ جنت کا پھول ہے ...... جو اس انداز سے جان دیتا ہے اہل و عیال کو سمجھاتا ہے

جو حسینؓ نے سکھایا وہی خاندان حسینؓ نے کیا

خبردار! سمعت جدی رسول اللہ میں نے نانا سے سنا تھا لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعیٰ بدعوی الجاھلیہ ① جو منہ و ماتھا پیٹے گا گریبان پھاڑے گا نبی کی امت سے خارج ہو جائے گا ...... صبر کرنا واویلا نہ کرنا صبر کرنا پریشان نہ ہونا ...... صبر کرنا ماتم نہ کرنا ...... جو حسینؓ نے سکھایا ...... وہ حسینؓ کے خاندان نے کیا ...... بلکہ کتابوں میں لکھا ہے علی اکبرؓ کے تڑپتے لاشے پر حسینؓ ابن علی رضی اللہ عنہ آتے ہیں ...... کوئی آواز دے کے کہتا ہے ...... حسینؓ اوروں کے بچوں کو اٹھایا ہے ...... اپنا اٹھائے گا تو پتہ چلے گا ...... جب حسینؓ نے اٹھایا آسمان کی طرف نگاہ اٹھی ...... بے ساختہ زبان سے جملے نکلے

جگر گوشہ کے لاشہ پر ......

اس پہ ہائے نہیں واہ حسینؓ ...... لیکن میں ایک بات کہتا ہوں غور سے سنیں ...... حضرت حسینؓ نے یہاں تین بد دعائیں دی تھیں کہا تھا ...... اللہ تمہیں غرق کرے ...... تم نے نانے کے

---

① حوالہ گزر چکا ہے۔

روضے سے دور کیا...... خدا کرے تم محروم رہو...... میں پوچھتا ہوں کہ دُعا پوری ہوئی کہ نہیں ......؟ تم نے مجھے قرآن کی نعمت سے دور کرنے کی کوشش کی میں قرآن کا قاری ہوں ...... اللہ تمہیں قیامت تک قرآن سے محروم کردے...... تم نے مجھے جماعت سے دور کیا ہے ...... اللہ تمہیں جماعت سے دور کرے...... ہم اہل سنت والجماعت ہیں سارے کہہ دو اہل سنت والجماعت ہیں...... حسینؓ کے دشمن جتنے فرقے ہیں...... کسی کے نام میں والجماعت نہیں خواہ وہ خارجی ہو یا رافضی...... والجماعت ہیں ہی وہ جو حسینؓ کے ہیں اور جب سیدہ زینب کے سامنے ظالموں نے سینہ کوبی شروع کی...... تو بی بی نے ایک جملہ کہا تھا اللہ تمہارے شر پر لعنت کرے او کمینو ہمیں قتل کرکے اب ماتم کرتے ہو...... اپنا گناہ چھپاتے ہو اور پھر ایک جملہ کہا خدا کرے قیامت تک تم ایسے پیٹتے مرو...... بی بی کی بددُعا پوری ہوئی ہے۔

حسینؓ کے قاتل کون یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے

اب لوگ بحث کرتے ہیں...... کہ حسینؓ کا قاتل کون ہے میں کہتا ہوں یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے...... کہ کون جہاں یہ بددعائیں ملیں...... حسینؓ کا قاتل وہی ہے...... تلاش کرو کون ہے۔ پھر آلہ قتل جہاں ملے قاتل وہ ہوتا ہے...... آج بھی ہم پوچھتے ہیں اگر تم کہتے ہو ابن علی کے ساتھ دلدل اٹھا وہ کس کے پاس ہے...... قاسم کے سہرے کس کے پاس ہیں...... زینب کے دوپٹے معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد وہ کس کے پاس ہے...... یہ دوپٹے کن کے پاس ہیں...... وہ چیزیں جو وہاں پر تھیں...... وہ کن کے پاس ہیں...... وہ اسلحہ تھا وہ کس کے پاس ہے...... اگر یہ چیزیں ملیں تمہیں کسی سنی کے پاس...... تو پھر کہہ دو کہ حسینؓ کا قاتل سنی ہے...... اور اگر اہل سنت کے پاس نہیں...... حنفی کے پاس نہیں...... حنبلی کے پاس نہیں شافعی کے پاس نہیں...... مالکی کے پاس نہیں...... سہروردی...... نقشبندی...... چشتی...... قادری کے پاس نہیں...... کسی دیوبندی...... بریلوی...... اہلحدیث کے پاس نہیں۔

ہم زندہ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

جب ان کے پاس نہیں...... تو ساری چیزیں جن کے پاس حسینؓ کے قاتل وہ ہیں

حسینؓ کی جہاں بددعا ہے...... حسین کے قاتل وہ ہیں...... اور پھر میں ایک عقیدہ پیش کرتا ہوں اس پر غور کرو میرا عقیدہ یہ ہے...... کہ عمر رضی اللہ عنہ کا قاتل کافر ہے...... کہ نہیں ہے؟ عثمان رضی اللہ عنہ کا قاتل کافر ہے...... علی رضی اللہ عنہ کا قاتل کافر ہے...... جب ان کے قاتل کافر ہیں...... تو میں پھر حسینؓ ابن علی رضی اللہ عنہ کے قاتل پہ چشم پوشی کروں یہ نبی کے نواسے کا قاتل ہے...... یہ بھی کافر ہے...... میری بات سمجھ آرہی ہے کہ نہیں...... اس لئے میں کہتا ہوں......

ارے تم کرتے رہو اپنے گناہوں کی تلافی — ہم زندہ و جاوید کا ماتم نہیں کرتے

روئے وہ جو قائل ہو اموات شہیداں کا — ہم زندہ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

ہم ہائے حسین نہیں کہتے ہم تو حسینؓ کو واہ حسینؓ کہتے ہیں...... کیا کہتے ہیں اس لئے کسی نے کہا تھا ارے!

جو دہکتی آگ کے شعلوں پہ سویا واہ حسینؓ
جو جوان بیٹے کی میت پہ نہ رویا واہ حسینؓ
جس نے اپنے خون سے عالم کو دھویا واہ حسینؓ
جس نے سب کچھ کھو کے پھر بھی کچھ نہ کھویا واہ حسینؓ
واہ حسینؓ واہ حسینؓ ......

گل افشاں ہے آج تک تیری ہمتوں کا باغ
آندھیوں میں بھی جل رہا ہے تیرا چراغ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

✿✿✿✿✿✿

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد
اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد

کیا خوب ہیں کردار میں یارانِ محمد ﷺ
قرآن ہیں گفتار میں یارانِ محمد ﷺ
خالق کی رضا اُن کے ہے ایمان کی قیمت
کیا جنس ہیں بازار میں یارانِ محمد ﷺ
ہے دشت بھی فردوس بریں جن کی بدولت
وہ پھول ہیں گلزار میں یارانِ محمد ﷺ
عثمانؓ و علیؓ ہوں کہ ابوبکرؓ و عمرؓ ہوں
ہم مرتبہ ہیں پیار میں یارانِ محمد ﷺ
روضے میں کہیں یار کے پہلو میں پڑے ہیں
بیٹھے ہیں کہیں غار میں یارانِ محمد ﷺ
میدانِ وغا ہو کہ محبت کی وفا ہو
بڑھ چڑھ کے ہیں ایثار میں یارانِ محمد ﷺ
جرات میں دیانت میں شرافت میں ہیں یک جا
ہر طور میں اطوار میں یارانِ محمد ﷺ
جانباز منافق کو جہاں بار نہیں ہے
بیٹھے اسی دربار میں یارانِ محمد ﷺ

شہادتِ حسین رضؓ ابن علی رضؓ

الحمدلله الذی شرفنا علی سائر الامم برسالة من اختصه من بین الانام بجوامع الکلم وجواهر الحکم وصلی الله تعالیٰ علیه وعلیٰ آله وصحبه وبارک وسلم مانطق اللسان بمدحه ونسخ القلم

امابعد:

فقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اتانی جبریل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابن هذا یعنی الحسین وأتانی بتربةٍ من تربت حمراء①

وقال النبی صلی الله علیه وسلم ان جبریل ارانی التربة التی یقتل علیها الحسین، فاشتد غضب الله علی من یسفک دمه،فیاعائشة ! والذی نفسی بیدہٖ انه لیحزننی فمن هذا من امتی یقتل حسینا بعدی②

---

① کنز العمال عن ام الفضل بنت الحارث ص56 ج12

② کنز العمال عن عائشہ ص58 ج12

تمہیدی کلمات

- واجب الاحترام
- قابلِ صد تکریم و تعظیم
- دوستو بزرگو!

سیدنا حسینؓ ابن علیؓ کی سیرت طیبہ کا ایک پہلو اور حصہ جو خلفاء راشدینؓ کی زندگی کے متعلق ہے...... اس وقت میں بڑی مختصر گفتگو ''شہادت حسینؓ'' کے عنوان سے آپ حضرات کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں...... اس کے ساتھ یہ بات بھی ذہن میں رکھیں...... کہ سیدنا حسینؓ سے جیسے خلفاء راشدین کو عقیدت و محبت تھی۔

تمام صحابہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا احترام کرتے تھے

اسی طریقہ سے تمام صحابہ کرامؓ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا احترام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت رشتہ داری اور نسبت کی بنیاد پر کیا کرتے...... ہر صحابی رسول کی یہی کیفیت تھی...... وہ صرف اس لئے احترام کرتے تھے...... کہ حسین رضی اللہ عنہ کا خون حسینؓ ابن علیؓ کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ① محدثین کی جماعت میں بہت بڑے حافظ الحدیث ہیں...... پانچ ہزار سے زائد حدیثیں اس صحابی رسول سے نقل ہیں۔

حضرت حسینؓ ایک دفعہ ایک جنازہ میں تشریف لے گئے...... واپس تشریف لائے تو جنازہ کی تھکاوٹ کی وجہ سے گرد و غبار تھا...... جسم پر...... پاؤں پر...... آ کر بیٹھے تھے...... کہ حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ حافظ حدیث نے اپنی چادر جوان کے کندھے پر تھی...... یا سر کی پگڑی تھی...... اس کو اتار کر حضرت حسینؓ کے پاؤں کی گرد صاف کرنے لگ گئے...... تو حضرت حسینؓ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے...... اور کہا چچا جان میں آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا...... آپ میرے

---

① آنحضرت ﷺ نے آپؓ کو قوتِ حافظہ کا دم کیا تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ اس کے بعد کبھی نہ بھولے۔ آپ سے ساڑھے پانچ ہزار کے قریب حدیثیں مروی ہیں...... ان میں سے صحیح بخاری میں ۴۴۸، اور صحیح مسلم میں ۵۴۵ حدیثیں مروی ہیں۔ ابو صالح اسمان کہتے ہیں کان ابو هريره من احفظ اصحاب محمد ﷺ (تذکرہ الحفاظ ص 34 ج 1)

نانا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ ہیں...... حافظ الحدیث ہیں...... اُمت کے محدث ہیں...... آپ کا تو یہ مقام ہے اور آپ میرے پاؤں کی دھول اور گرد صاف کر رہے ہیں۔

اے اللہ جو حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرے اس سے تو محبت کر

تو حضرت ابو ہریرہؓ نے جواب دیا...... فرمایا:

بیٹے!...... یہ بات بھی میں نے تیرے نانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی تھی...... کہ اے اللہ میں حسینؓ سے پیار کرتا ہوں...... تو بھی اس سے پیار کر ①...... اے اللہ جو حسینؓ سے محبت کرے اس سے تو محبت کر...... میں اس لئے تجھ سے محبت کرتا ہوں کہ خدا بھی تجھ سے پیار کرتا ہے...... رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی تجھ سے پیار کرتا ہے...... صرف ایک صحابیؓ جتنے صحابہ کے واقعات آپ لے لیجئے۔

یہ سفر بڑی نسبت والا ہے اس لئے پیدل کرتا ہوں

حضرت عبد اللہؓ بن عباسؓ سفر کر رہے تھے حج کا ②...... حضرت حسینؓ نے اپنی زندگی

---

① اللهم انی احبه فاحبه (کنز العمال ص 57 ج 12) / صحیح بخاری ص 530 ج 1 عن ابراء ابن عازب

② حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی عمر حضور کی وفات کے وقت تقریباً تیرہ سال تھی...... آپ نے علم حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ سے حاصل کیا...... اتنے اونچے درجے پر پہنچے کہ آپکو لوگ "حبر الامہ" کہنے لگے (الاصابہ ص 330 ج 2) آپ قرآن کریم کے عظیم مفسر ہیں...... آپکے والد حضرت عباسؓ ولادت کے وقت آپکو حضور ﷺ کے پاس لے گئے۔ حضور ﷺ نے اپنا لعاب ان کے منہ میں ڈالا اور دعا کی اللهم علمه الكتاب (صحیح بخاری ص 531 ج 1)

ایک اور موقع پر فرمایا!...... اللهم فقهه فی الدين وعلمه التاويل اے اللہ! انہیں دین میں فقہ عطاء فرما اور ان پر مرادات قرآن کو کھول دے (مسند احمد ص 328 ج 1) مزے کی بات یہ ہے کہ یہ قرآن کے سب سے بڑے مفسر تین وتر کے قائل تھے عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان لو ترمثلث (طحاوی ص 140 ج 1) اور نماز کے شروع والے رفع یدین کے قائل تھے۔ دیکھئے (المصنف ص 214 ج 1) آپکی نماز جنازہ حضرت علیؓ کے بیٹے محمد بن حنیفہؒ نے پڑھائی اور فرمایا والله مات اليوم حبر هذا الامة اللہ کی قسم! آج اس امت کا سب سے بڑا عالم دنیا سے چل بسا (تذکرہ الحفاظ ص ج 1) آپ سے اطراف سے آنے والے تشنگان علوم نے اپنی پیاس بجھائی ہے علامہ ابن سیرین، عطاء، مجاہد، نافع، عمرو بن دینار، علامہ شعبی اور سعید بن جبیر سرفہرست ہیں۔ مکۃ المکرمہ میں فقہ کی بنیاد بھی ابن عباسؓ نے رکھی ہے...... حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ آپ نے اتنے فتاوے مرتب فرمائے کہ انکو بعد میں بیس جلدوں میں لکھا گیا۔ (اعلام الموقعین ص 13 ج 1) دنیا میں فقہ کی پہلی کتاب تھی۔

میں پچیس ۲۵ حج کئے ہیں ...... اور یہاں حسین رضی اللہ عنہ کا نام لینے والے کو کعبہ ہی نصیب نہیں ہوا پچیس ۲۵ حج کئے اور ہر حج پیدل کیا ...... پیدل آتے تھے ...... پیدل جاتے تھے ...... کسی نے کہا ہر حج پیدل فرمایا ...... بھئی اس نسبت سے حج پیدل کرتا ہوں ...... کہ جب مکہ کا سفر کرتا ہوں تو وہ اللہ کے گھر کا منظر ہے ...... جب واپس مدینے آتا ہوں تو یہ نانے کا روضہ اطہر ہے خدا کی دربار میں بھی جی چاہتا ہے کہ پیدل چل کے جاؤں ...... واپس آتا ہوں تو پیدل چل کے آنے کو جی چاہتا ہے ...... کہ یہ سفر بڑی نسبت والا ہے اس لئے پیدل سفر کرتا ہوں ...... عبداللہؓ بن عباس اونٹنی پر سوار تھے ...... جب دیکھا کہ حضرت حسینؓ پیدل چل رہے ہیں ...... کہا نواسۂ رسول آپ سواری پر سوار ہوں ...... میں پیدل چلوں گا فرمایا یہ بات نہیں ...... آپ ہی سوار رہے فرمانے لگے! ...... ایسا نہیں ہوسکتا ...... کہ نبوت کا نواسہ تو پیدل چلے ...... اور میں عبداللہؓ بن عباس سواری پر سوار ہوں ...... فرمایا میرا مزاج یہ ہے کہ میں حج پیدل کیا کرتا ہوں۔

میں بھی سفر میں آپکا رفیق ہوں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ...... پھر میں اپنی اونٹنی واپس کر دیتا ہوں میں بھی آپ کے ساتھ پیدل چلوں گا ایسا کبھی نہیں ہوسکتا ...... کہ میں بھی سفر میں آپ کا رفیق سفر ہوں ...... آپ بھی سفر فرما رہے ہوں ...... میں سواری پر سوار ہو جاؤں ...... آپ پیدل چلیں یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوسکتا ...... پیغمبر علیہ السلام اتنا برداشت نہیں کرتے تھے ...... کہ آپ سجدے میں ہوتے حسین رضی اللہ عنہ کندھے پہ بیٹھ جاتے اور سر سجدے سے حضور ﷺ اٹھالیں حسینؓ نیچے زمین پر گر پڑیں ...... میں یہ کیسے برداشت کرسکتا ہوں ...... کہ آپ پیدل چلتے رہیں ...... میں سواری پہ سوار رہ جاؤں ...... سارے صحابہؓ کو محبت حسینؓ ابن علیؓ سے تھی ...... حضرت بلالؓ حضور ﷺ کے وصال کے بعد ...... حضرت مولانا زکریا کاندھلویؒ نے لکھا ہے ...... آقا ﷺ کی جدائی کا صدمہ تمام صحابہ کو سب سے زیادہ تھا اور عجیب کیفیت تھی کہ:

قد اظلم المدینہ کہ پورے مدینہ پر اندھیرا چھا گیا تھا حضرت بلالؓ مسجد نبوی میں اذان دینے کے لئے آئے:

اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشھدان لا الہ الا اللہ اشھدان محمد کہا گرے بے ہوش ہوگئے ...... لوگوں نے پکڑ کر اٹھا کر کہا بلالؓ ہوش سنبھال کیا ہوگیا ہے ...... فرمایا لوگو روزانہ اذان دیتا تھا۔

جب میں **اشھدان محمد رسول اللہ** کہتا نگاہ کھولتا تو ممبر پر آقا ﷺ نظر آتے تھے آج پہلی اذان تھی ...... پیغمبر ﷺ کی جدائی کے بعد میں نے **اشھدان محمد رسول اللہ** جب کہا محبوب نظر نہیں آئے ...... اس لئے گرا ہوں ...... بے ہوش ہوگیا ہوں ...... اس واقعے کے بعد حضرت بلالؓ نے مدینہ چھوڑ دیا سفر کر گئے شام کی طرف ایک سال تک واپس لوٹ کر نہ آئے۔

آنکھ کھلی تو چیخ نکل گئی

خواب دیکھا حضور ﷺ کی زیارت ہوئی ① ...... حضور ﷺ نے فرمایا بلالؓ اس کا نام یاری تو نہیں یا وہ دور تھا تیرے سینے پہ پتھر ہوتے تھے ...... گردن میں رسیاں ہوتی تھیں ...... مکہ کے بازار میں گھسیٹتے تھے ...... مارتے اور پیٹتے تھے پھر بھی تو نے میرا مدینہ نہ چھوڑا ...... میرے جانے کے بعد میرا مدینہ بھی چھوڑ دیا یہ کیا بے وفائی ہے ...... آنکھ کھلی تو چیخ نکل گئی راتوں کو سفر کیا دن کو سفر کیا شام سے سفر کرتے کرتے ...... جس وقت مدینہ طیبہ پہنچے ...... صبح تہجد کا وقت تھا ...... مسجد نبوی کھلی ہوئی تھی ...... شہزادہ حسنؓ اور حسینؓ دونوں تہجد کی نماز ادا کر رہے تھے۔

بلالؓ کو آتے ہوئے انہوں نے دیکھا ...... دیکھ کے عجیب کیفیت طاری ہوگئی ...... اور تڑپ کے کہا **جَآءَ عَمُّنَا بلالؓ** ہمارے چچا بلالؓ آگئے نانے رسول اللہ ﷺ کی نشانی بلالؓ آگئے۔

کہا چچا جان آپ ہمیں آج وہ آذان سنایئے ...... جو ناناؐ کی زندگی میں آذان آپ دیتے تھے ...... آذان تو اب بھی وہی ہوتی ہے ...... لیکن بلالؓ کا سوز و گداز بلالؓ کی سی آواز اب ہمیں نظر نہیں آتی۔

---

① حضرت بلالؓ شام کے علاقہ خولان نامی ایک گاؤں میں رہائش پذیر تھے۔ وہیں پر خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ دیکھئے تفصیل کیلئے (طبقات۔ اسد الغابہ۔ چالیس جانثار۔ صحابہ کرامؓ انسائیکلو پیڈیا ص 983)

آذان تو اب بھی وہی ہوتی ہے
مسجد کی فضا میں اے انور
جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے
وہ ضرب لگانا بھول گئے

شہزادوں کی فرمائش نے مجھے مجبور کر دیا

حضرت بلالؓ فرمانے لگے...... مجھے وہ وقت یاد آیا...... رسول اللہ ﷺ کی جدائی کا منظر سامنے آیا...... ان شہزادوں کو دیکھا تو پیغمبر کی محبت نے مجھے بے تاب کر دیا...... جی نہیں چاہتا تھا کہ میں آذان دوں اور نبی کا ممبر خالی ہو لیکن شہزادوں کی فرمائش تھی...... مجھ سے چھوڑی نہ گئی آذان دینا شروع کی۔①

اللہ اکبر ،اللہ اکبر ،اشھدان لا الہ الااللہ اشھدان محمد رسول اللہ

آذانِ بلالی نے پورے مدینہ میں کہرام مچا دیا

پورے مدینہ میں کہرام مچ گیا...... عورتیں ،مرد ، بچے ، بڑے بوڑھے ، جوان سب چیخیں مار کے گھروں سے باہر نکل آئے...... کسی نے پوچھا کہاں جا رہے ہو...... کہنے لگے دیکھنے کے لئے جا رہے ہیں...... پیغمبر ﷺ کی زندگی میں یہی مؤذن آیا کرتا تھا...... وہ آذان دیتا تھا محبوب کے چلے جانے کے بعد بلالؓ بھی مدینہ چھوڑ کر چلا گیا تھا...... آج سالوں کے بعد یہ آذان ہو رہی ہے...... ہم دیکھنے کے لئے جا رہے ہیں کہ اکیلا مؤذن آیا ہے...... یا امام بھی واپس آ گیا ہے۔

ہر صحابیؓ نواسہ رسولؐ سے محبت کرتا تھا

لیکن مسلمانو......!

امام وہاں جا چکا تھا...... جہاں پہ جانے کے بعد کوئی واپس نہیں آیا کرتا...... یہ محبت

① دیکھئے طبقات / سیر ابن ہشام / اصحابہ / سیر الصحابہؓ / صحابہ کرام انسائیکلو پیڈیا ص 983
حضرت بلالؓ نے 20 ہجری میں ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور دمشق میں باب الصغیر کے قریب مدفون ہوئے۔ متعدد نکاح کئے۔ مگر اولاد کسی میں سے نہیں ہوئی۔ (ابن عساکر)

تھی...... رسولؐ اللہ کے نواسہ سے...... ہر صحابیؓ کی یہی کیفیت تھی...... کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دونوں شہزادوں سے بے انتہاء محبت رکھا کرتے تھے۔

ہم حنفی حسنؓ و حسینؓ کی محبت کو ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں

میرے حنفی ہونے کی علامت یہ ہے نحن نفضل الشیخین ہم شیخین ابو بکرؓ و عمرؓ کو سب سے زیادہ فضیلت دیتے ہیں نحن مسح علی الخفین ہم ''موزے'' کا مسح پیغمبر کی سنت سمجھتے ہیں...... ہم حسن اور حسین سے محبت اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں...... جس کو پیغمبر کے نواسوں سے محبت نہیں تھی...... پرلے درجے کا بے دین اور بے ایمان تو ہو سکتا ہے...... اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا ہے...... میں آخری بات کہنا چاہتا ہوں...... جس کے لئے میں نے تھوڑی سی تمہید باندھی ہے...... صحابہ کو بھی رسول اللہ ﷺ کے نواسے سے محبت ہے...... اہلِ بیت کو بھی پیغمبر کے خاندان سے محبت ہے...... اولیاء، علماء، صلحاء کو بھی رسول اللہ کے خاندان سے محبت ہے...... حضرت معاویہؓ کو بھی محبت ہے۔

ہم صحابہ کے وکیل صفائی ہیں نہ کہ یزید کے

اب میں وہ بات کہنا چاہتا ہوں...... جس طرف آپ حضرات کا ذہن لے آنا چاہتا ہوں...... تا کہ آپ حضرات اس مسئلہ کو بڑی وضاحت کے ساتھ دماغ میں جگہ دیں اور سمجھیں حضرت معاویہؓ کا جب آخری وقت آیا...... حضرت معاویہؓ نے دیکھا...... حالات میرے کمزور ہو گئے ہیں...... میں بوڑھا ہو گیا ہوں...... سیدنا معاویہؓ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا...... کیا کرنا چاہئے اسوقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس مشورہ میں طے ہوا...... آپ اپنا ولی عہد متعین کر دیں یزید جو حضرت معاویہؓ کا بیٹا تھا①...... پہلے یہ بات ذہن میں رکھ لیں...... کہ ہم صحابہؓ کے وکیلِ صفائی ہیں نہ کہ یزید کے۔

① حضرت حسینؓ ابن علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ پر بعض مؤلفین و مصنفین نے ایسی باتیں چسپاں کی ہیں جنکا حقائق سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے کہ حضرت حسینؓ باغی ہیں اور یزید حق پر ہے اور حضرت امیر معاویہؓ کے عہد میں یہ گمان کہ وہ یزید کے فسق و فجور کو پہلے سے جانتے تھے...... یہاں پر فیصلے کے لئے صرف ہم علامہ ابن خلدون (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت حسین صحابیٔ رسول ﷺ ہیں یزید صحابی نہیں

یہ جو میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں...... اس میں حضرت معاویہؓ کی وکالت کرنا چاہتا ہوں...... یزید کی نہیں...... یزید کے متعلق جو فیصلہ ہو؟ میں اس سے کوئی تعلق نہیں...... خدا جانے یا اس کا بندہ جانے...... اور علماء نے یہ لکھا ہے کھل کر کے یزید کے مسئلے کو اللہ کے سپرد کرو...... اس لئے کہ اس سے بحث تاریخ میں ہے...... اور تاریخ میں مختلف قسم کی روایتیں ملتی ہیں...... نہ ہم اس پر رحمت بھیجتے ہیں...... نہ اس کے متعلق کوئی اور بات کہتے ہیں...... اس کا معاملہ خدا کے ہاں سپرد کرتے ہیں...... نہ ہم اس کی عظمتیں اور تقدس بیان کرتے ہیں...... نہ نواسۂ رسول ﷺ کا مقابل ٹھہراتے ہیں...... حسینؓ نبی ﷺ کا نواسہ ہے...... یزید نبی ﷺ کا نواسہ نہیں...... حسینؓ پیغمبر ﷺ کے کندھے پہ سوار ہے...... یزید رسول اللہ ﷺ کے کندھوں کا سوار نہیں...... حسینؓ ابن علیؓ کی پیغمبر ﷺ تربیت کی ہے...... یزید کا یہ معاملہ نہیں ہے...... حسین صحابیٔ رسول ہے...... یزید صحابی نہیں۔

کروڑوں ولی صحابیؓ کی عظمت کا مقابلہ نہیں کر سکتے

کروڑوں ولی ایک طرف...... ایک صحابیؓ کے قدموں کے جوتے کے خاک کے ایک ذرے کا مقابلہ نہیں ہو سکتا...... چہ جائیکہ یزید اور حسین رضی اللہ عنہ کو ہم مقابلے میں لے آئیں...... بعض ان پڑھ، نادان و جاہل لوگ حقائق سے ناواقف لوگ جن پر خارجیت کا بھوت سوار ہوتا ہے...... وہ کہہ دیتے ہیں...... لڑے بھی دو شہزادے تھے...... ایک علی کا' ایک معاویہ کا آپس میں دو بھائی لڑ پڑے ایک ہار گیا ایک جیت گیا...... بکواس کرتے ہیں جو اس قسم کے جملے کہتے ہیں سیدنا حسینؓ کی شہادت مظلومانہ ہے...... حسینؓ تو نواسۂ رسولؐ ہے...... یزید نواسہ نہیں...... حسین صحابیٔ رسولؐ ہے......

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) کی تصریحات پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہا الاول منہا ما حدث فی یزید من الفسق ایام خلافتہ فایاک ان تظن بمعاویۃ رضی اللہ عنہ انہ علم بذلک من یزید فانہ اعدل من ذالک و افضل بل کان یعذلہ ایام حیاتہ فی سماع الغناء وینہاہ عنہ وھو اقل من ذالک پہلا معاملہ یزید کے فسق کا ہے۔ جو اس کے زمانہ خلافت میں ظاہر ہوا۔ خبردار! تم معاویہؓ کے بارے میں یہ گمان مت کرنا کہ یزید کے فسق و فجور کو جانتے تھے، ملامت کرتے تھے، اور اس سے روکتے تھے...... حالانکہ گانا سننا فسق سے کم درجہ کا تھا (مقدمہ ص 177,176)

یزید صحابی نہیں ہم حسینؓ کے تو طرف دار ہیں...... حسینؓ کے تو وکیل صفائی ہیں...... یزید کے وکیل صفائی نہیں...... بات کو غور سے سنیں! مشورہ ہوا...... کس کو ولی عہد بنایا جائے اس پر مختلف تجویزیں آئیں...... یزید اس وقت جب حضرت معاویہؓ نے حکومت سنبھالی تو یزید سلطنت کے امور میں...... نظام مملکت میں...... حضرت معاویہ کے ساتھ کئی سال کام کرتا رہا...... بڑی دسترس رکھتا تھا۔

طے یہ ہوا کہ اس کو ولی عہد متعین کیا جائے...... یہاں پر ایک سوال ہوتا ہے...... جو آپ کے ذہن میں بھی آ رہا ہوگا...... کہ لوگ تقریروں میں کہتے ہیں

- شرابی تھا
- کبابی تھا
- زانی تھا
- چور تھا
- بدمعاش تھا
- ڈاکو تھا

سوال یہ ہے کہ ولی عہد کیوں بنایا...... سوال سمجھ آ رہا ہے گفتگو میری سمجھ آ رہی ہے...... میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا...... جس میں آپ کو الجھاؤں بلکہ ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں...... حضرت محمد ابن حنفیہ کہتا ہے...... حیدر کے بھائی کا بیٹا کہتا ہے...... حسینؓ ابن علی کا بھائی کہتا ہے...... یہ میں نہیں وکالت کر رہا...... انہوں نے کہا...... کہ یزید کو جب میں نے دیکھا تو ھو یصوم و یصلی وہ نمازیں بھی پڑھتا تھا روزے بھی رکھتا تھا...... نوجوانوں میں عیاشی کی عادت ہوتی ہے...... غلط کاموں کی فطرت بعض دفعہ بن جاتی ہے۔

لیکن کبھی کسی نوجوان کو آپ نے دیکھا...... کہ باپ کے سامنے کوئی بدمعاشی کرے، اونچی آواز سے...... کبھی کسی نوجوان نے باپ کے سامنے شراب پی ہو؟...... چوری کی ہو غلط کام کیا ہو؟...... سگریٹ بھی پیئے گا...... تو باپ سے چھپ کر پیئے گا...... دوست کے سامنے کھل کر آدمی اپنے ضمیر کی بات کہہ دیتا ہے...... یار میری فلاں سے یاری ہے...... فلاں سے تعلق ہے...... فلاں

سے اٹھنا بیٹھنا ہے...... میں فلاں تجھے راز کی بات بتادوں یار کو تو راز کی بات بتائے گا۔

لیکن باپ کو نہیں...... سارے بولو...... بھائی حضرت محمد بن حنفیہ حسینؓ ابن علیؓ کے بھائی یزید کا یار ہے...... اگر یزید میں یہ جرائم ہیں...... اس کی وکالت نہیں کر رہا...... اگر تھے تو اتنے چھپ کر تھے تو جب دوست کو پتہ نہیں چلا...... تو باپ کو بھی پتہ نہیں چلا...... آپ نے جو ولی عہد بنایا اس بنانے پر حضرت معاویہؓ نے ایک وصیت کی...... وصیت کے بعد سیدنا معاویہؓ پر کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔

حضرت معاویہؓ نے فرمایا بیٹے بات سن...... میں صحابہؓ کے اس مشورے سے تمہیں منتخب کر رہا ہوں اور صرف اس لئے کہ پچھلی تاریخ میرے سامنے ہے...... حضرت عثمانؓ بن عفان کے بعد کیا حالات پیش آئے...... حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد کتنی پریشانیاں پیش آئیں...... حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد کیسے واقعات پیش آئے۔

حسینؓ سے حُسنِ سلوک کرنا

یہ صرف اسی لئے کہ ولی عہد متعین کوئی نہیں تھا...... میں تجھے اس لئے متعین کر رہا ہوں اور میں تجھے وصیت کرتا ہوں...... کہ میرے بعد اہلِ عراق یا میرے بعد کوفے کے بدمعاش لوگ تیرے مقابلے میں حسینؓ ابن علیؓ کو لا کھڑا کریں گے...... حسینؓ نبی کا نواسہ ہے...... نبوت کا شہزادہ ہے...... پیغمبر کی گود میں پلنے والا ہے...... میری وصیت تجھے یہ ہے...... کہ حسینؓ سے حسنِ سلوک سے برتاؤ کرنا...... نبیؐ کے خاندان کی حیثیت سے اس کی عزت واحترام کرنا...... اور اس بات کا خیال کرنا...... کہ اپنے امورِ سلطنت چلانے میں حسینؓ سے مشورہ لینا...... یہ وصیت حضرت معاویہؓ کی موت کی وصیت ہے...... مرتے وقت آدمی اوپرا اوپر سے باتیں کرتا ہے...... یا دل کی...... سارے بولو...... آج یہ مسئلہ سارے یاد کر کے جاؤ۔

حضرت معاویہؓ نے کوئی غلطی نہیں کی حق بجانب رہے

اب ان سے اتنی بڑی وصیت کرنے کے بعد حضرت معاویہؓ کا انتقال ہو گیا...... اگر

یزید نے کوئی غلط کام کیا ایمانداری سے بتاؤ...... کیا اس میں حضرت معاویہؓ کا کوئی قصور ہے؟

سارے بولو......!

اونچی آواز سے...... حضرت معاویہؓ نے کوئی غلطی نہیں کی...... حق بجانب رہے...... اہل حق میں رہے...... یا کہ آپ کہیں خلافت کو ملوکیت میں بدل دیا...... یہ کوئی قانون کی بات نہیں ہے...... کہ خلافت کو ملوکیت میں بدل دیا اسلام میں اس کا کوئی تصور نہیں ہے...... اسلام میں نظام حکومت چلانے کا ایک طریقہ ہے۔

حضرت حسنؓ نے اپنے ہاتھوں سے حضرت معاویہؓ کو خلیفہ بنایا ہے

خلافت تو ملوکیت میں حضرت حسنؓ نے بدل دی تھی...... خلافت علیؓ پہ ختم ہو گئی تھی حضرت حسنؓ نے اپنے ہاتھ سے معاویہؓ کو خلیفہ بنا دیا تھا...... معاویہؓ نے اپنے ہاتھ سے یزید کو اپنا ولی عہد بنا دیا ہے تو یہ بات تو حضرت حسنؓ کی طرف جائے گی...... یہ معاویہؓ پہ الزام نہیں آئے گا...... پھر نبیؐ کے نواسے پہ الزام آئے گا...... اس لئے ایسا الزام نہیں لگانا چاہئے...... اور یہ بات سوچ کر کرنی چاہئے...... حضرت معاویہؓ دنیا سے رخصت ہو گئے یزید سربراہ بن گیا۔

اب جو بات کہنا چاہتا ہوں...... اسے غور سے سمجھیں گے...... تو بات سمجھ میں آئے گی یزید کا زمام اقتدار سنبھالنے کے بعد...... اقتدار و سلطنت پر براجمان ہونے کے بعد...... سب سے پہلے فریضہ اس کا یہ تھا...... کہ باپ کی وصیت کو سامنے رکھتا...... نواسۂ رسول سے جا کر ملتا حسینؓ کے قدموں میں بیٹھتا...... اور جا کر اپنے حالات سامنے رکھتا...... میرا عقیدہ یہ ہے کہ جیسے حضرت حسنؓ کو کوئی دنیا و دولت کی لالچ نہیں تھی...... حسنؓ نے اپنی سلطنت چھوڑ کر اگر معاویہؓ سے صلح کر کے ان کے سپرد کر دی تھی...... تو حسینؓ بھی اسی حسنؓ کا بھائی ہے...... اسے بھی حکومت کی ضرورت نہیں...... یقیناً حسینؓ کہہ دیتے اقتدار تو چلا...... لیکن میرا منشاء یہ ہے کہ خلفاء راشدین کے نظام سے نظام نہ ٹکرائے...... ان کے اصولوں کے مطابق کام کر...... تو حکومت چلا مجھے اقتدار کی کوئی ضرورت نہیں حضرت حسینؓ کی یہ رائے ہوتی ہمارا عقیدہ ہے۔

نواسۂ رسول کے شب و روز عبادت میں گزرے

کیونکہ جب حضرت حسنؓ نے حکومت کو قبول نہیں کیا...... تو حسین بھی حکومت کو قبول کرنے کے حق میں نہیں تھے...... اور یہ غلط ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں...... حضرت حسین حکومت لینے کے لئے جا رہے تھے...... حکومت کہاں دولت و اقتدار کہاں...... کہنے والوں پہ خدا کی کروڑوں لعنتیں ہوں...... نواسۂ رسول جس کے شب و روز عبادت میں گزرے دن رات کے ۲۴ گھنٹوں میں ایک ہزار نفل عبادت پڑھتے...... یومیہ قرآن مجید کا ایک ختم کرتے تھے...... درہم و دنانیر...... اللہ کے راستے میں صدقہ و خیرات کر دیتے تھے...... بعض دفعہ شام کو گھر میں پکانے کو سالن کے لئے پیسے نہیں ہوا کرتے تھے...... اتنے بڑے توکل والے آدمی سے یہ کہا جائے...... العیاذ باللہ کہ اس کو دولت کی چاہت تھی...... اور وہ حکومت اور کرسی لینے کے لئے...... العیاذ باللہ کوفے روانہ ہو گیا تھا۔

یہ بکواس ہے...... بات سمجھئے واقعہ کیا ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ یزید نے پہلی غلطی یہ کی کہ باپ کی وصیت کو بھلا دیا...... اور حکومت سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے ملنے حضرت حسینؓ سے یہ نہیں گیا...... اس نے یہ سوچا کہ حکومت میری بن گئی ہے...... اب میں نے کنٹرول سنبھال لیا ہے۔

لہٰذا اس نے گورنر مدینہ کو خط لکھا...... کہ سب سے میری بیعت لو بالخصوص جو اکابر صحابہؓ وہاں پر ہیں...... حضرت حسینؓ ہیں...... عبداللہ بن زبیرؓ ہیں...... عبداللہ بن عمرؓ ہیں...... ان حضرات کو کہو کہ یہ بھی میری سلطنت کی بیعت کریں...... میرے ہاتھ پر یعنی اسی گورنر کے ہاتھ پر کریں ان سے کہا گیا کچھ لوگوں کو اعتراض نہیں تھا...... انہوں نے کہا ٹھیک ہے...... بیعت کر لی۔

حضرت حسینؓ نے بیعت یزید سے انکار کر دیا

ان میں سے حضرت عبداللہ بن زبیر نے بھی انکار کر دیا ①...... حضرت حسینؓ نے بھی

① حضرت معاویہؓ کے بعد جب یزید برسر اقتدار آیا اس نے مدینہ کے گورنر ولید بن عتبہ کو معزول کر کے عمرو بن سعید بن العاص کو مدینہ کا گورنر بنا دیا۔ حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ دونوں حضرات مکہ میں چلے گئے۔ یزید نے عمرو بن سعید کو لکھا کہ عبداللہ بن زبیرؓ کو جیسے ہو سکے۔ گرفتار کر کے پابہ زنجیر دمشق روانہ کرو...... عمرو نے ایک بڑی فوج مکہ میں بھیجی اس کی فوج نے حضرت عبداللہ بن زبیر کی فوج سے شکست کھائی آخر یزید نے حجاج بن یوسف کی سرکردگی میں مزید فوج بھیجی...... اس خون ریز لڑائی میں عبداللہ شہید ہو گئے۔ (تاریخ ابن ہشام ص ج ۱ تاریخ طبری ص ج الطبقات ابن سعد ص ج ۲)

انکار کر دیا...... کیوں کیا غور کریں...... صرف اس لئے کیا...... کہ حکومت وہاں پر سنبھالی رہا ہے ہمارے مشورہ کے خلاف...... ہم پیغمبر ﷺ کے مدینے میں بیٹھے ہیں...... جلیل القدر صحابہؓ ہیں مجلس شوریٰ میں جو علمی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں...... اگر ان سے مشورہ نہ لیا جائے اور وہ اگر صحیح رہنمائی نہ کریں...... تو نظام حکومت نہیں چل سکتا...... آپ اقتدار کی کرسی کسی ۲۰ سالہ بچے کے حوالے کر دیں۔

لیکن اس کے کنٹرول کو سنبھالنے والے بزرگ ہونے چاہئیں جو اس کو سنبھال سکیں وہاں ضرورت تھی...... کہ یہ صحابہؓ اس کے ساتھ ہوتے لیکن اس نے صحابہؓ کو اہمیت نہ دی...... ضرورت نہ سمجھی...... یہ بہت ہی بڑی غلطی کی ہے تاریخی غلطی ہے...... حضرت حسینؓ نے انکار کر دیا...... میں نہیں بیعت کرتا آپ سوچیں گے کہ حضرت حسینؓ نے کیوں انکار کیا...... حضرت حسینؓ کا حق تھا...... کیسے؟

چھوٹی سی ایک مثال دیتا ہوں سمجھانے کے لئے...... کہ فاروق لغاری یوں کہے اپنے جھنگ کے A.C. کو...... کہ تم جاؤ اعظم طارق کے پاس یا فاروقی کے پاس...... یا فلاں لیڈر کے پاس...... اور اسے کہو میری سلطنت اور اقتدار حکومت کے لئے وہ تیرے ہاتھ پر بیعت کرے...... تو A.C. کون ہوتا ہے...... اتنے بڑے آدمی سے بیعت لینے والا...... فاروق لغاری خود چل کر آئے...... بات کرے گفتگو ہوتی ہے...... ہم اپنا ووٹ تیرے حق میں تب استعمال کریں گے...... جب تم ہمیں فلاں فلاں دو گے...... یا ہمارا فلاناں مطالبہ تسلیم کرو گے...... فلانی گفتگو ہماری سنو گے۔ ①

یہ یزید کا حق تھا...... کہ آتا حسین ابن علیؓ سے ووٹ مانگتا...... حسین اس سے جو مطالبہ کرتے اس مطالبہ کو تسلیم کرتا...... اس نے تو دوسرے کے حوالے کیا...... تو کام خراب ہو گیا...... حضرت حسینؓ نے کہا تیری حیثیت کیا ہے...... میں تیرے ہاتھ پہ کیوں بیعت کروں...... حضرت حسینؓ نے نہیں کی...... حالات دیکھے حضرت حسینؓ نے کہ گورنر کا دماغ صحیح نہیں ہے......

① یہ تقریر حضرت ندیم صاحب کی اسوقت کی ہے جب فاروق لغاری صاحب صدر پاکستان تھے۔ اور مولانا اعظم طارق حیات تھے۔ نور اللہ مرقدھم

آپؓ مدینہ چھوڑ کے مکۃ المکرمہ چلے گئے...... مکہ آئے تو حضرت معاویہؓ کی پیش گوئی سچی نکلی......
اہل کوفہ نے خطوط لکھنا شروع کئے...... ان کو پتہ چل گیا کہ حضرت حسینؓ نے بیعت نہیں کی وہ
مدینہ چھوڑ کے مکہ آگئے...... اس ساری تحریک میں کوئی ایسے واقعے نہیں...... جو فرمودہ واقعات
آپ لوگوں سے سنتے ہیں...... یہ تاریخ کا نچوڑ اور خلاصہ ہے۔

جو میں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں...... میں زیادہ تفصیل نہیں کرتا، اہم باتیں
بتانا چاہتا ہوں...... جس سے آپ کو اس حادثے کا پس منظر سمجھ آئے...... حادثہ کربلا کا...... جب
مکۃ المکرمہ میں کافی مدت تک ٹھہرے...... اس دوران خطوط کی ایک تعداد کثیر آگئی جس میں یہ
لکھا ہوا تھا...... کہ نواسۂ رسول ہم نے گورنر نعمان ابن بشیر کو نہیں مانا ہم نے یزید کو حاکم نہیں مانا
...... ہم ان کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھتے...... آپ ہمارے لئے مقتداء اور پیشوا ہیں...... آپ
تشریف لائیے ہم آپ کے بغیر مر رہے ہیں...... آپ کی حکومت کے ہم منتظر ہیں...... آپ کے
دست حق پرست پر ہم بیعت کریں گے اور وہاں کے حالات لکھے۔

ان حالات کا حضرت حسینؓ کو پتہ نہیں تھا...... یہ صرف کوفیوں نے لکھے سچ ہیں یا غلط
یہ کوفیوں کی گردن پر۔ کہا گیا حالت یہ ہے...... جناب ظلم ہو رہا ہے...... ستم ہو رہا ہے...... مظلوم
انسان پسا جا رہا ہے...... اسلام پہ ظلم و ستم ہے فلاں فلاں واقعات ہیں...... یہ ساری وارداتیں
...... ان کوفیوں نے بنا کر حضرت حسینؓ کے سامنے پیش کیں...... تو حضرت حسینؓ نے صحابہؓ کو کہا
جو اکابر صحابہؓ وہاں پر موجود تھے...... حضرت زبیرؓ بھی وہاں تشریف لے آئے تھے...... عبداللہؓ
بن عمرؓ بھی مکے میں تشریف لائے تھے۔

تو انہوں نے کہا نواسۂ رسول ہم آپ سے ایک درخواست کرتے ہیں...... کہ مکہ سے
زیادہ امن کی کوئی جگہ نہیں...... یہ وہی بدمعاش ہیں...... جنہوں نے آپ کے ابا علیؓ کو شہید کیا
تھا...... وہی ہیں جنہوں نے حسنؓ کو زہر دیا تھا...... ہمیں ڈر لگتا ہے...... کہیں آپ کو یہ وہاں لے
جا کر تنہا کر کے شہید نہ کر دیں...... اس لئے خدا کے لئے آپ ان کی رائے نہ مانیں اور وہاں
تشریف نہ لے جائیں۔

ہم اللہ کے دربار میں استغاثہ کریں گے

حضرت حسینؓ نے فرمایا تمہاری تجویز میرے سر آنکھوں پر...... یہ خط مجھے جلاتے ہیں
...... جن خطوں میں یہ لکھا کہ حضرت حسینؓ نہ آئے تو قیامت کے دن خدا کی دربار میں ہمارا ہاتھ
تمہارے گریبان میں ہوگا...... ہم اللہ کی دربار میں استغاثہ کریں گے...... حضرت حسینؓ نے فرمایا
میں اللہ کی دربار سے ڈرتا ہوں...... اس لئے جانا چاہتا ہوں...... صحابہؓ نے کہا پھر ایسا کریں......
کہ پہلے آپ کسی نمائندے کو بھیجیں...... جو کوفے کے حالات معلوم کرے۔

آپ تشریف لائیں یہ لوگ آپ کے حامی ہیں

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو بھیجا...... حضرت مسلم بن عقیلؓ
کے ساتھ دو آدمی اور بھی روانہ ہوئے...... وہاں سے آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے...... مدینہ
سے جب روانہ ہوئے تو دو اور ساتھی ساتھ ہو گئے...... اسی طرح دو ان کے چھوٹے شہزادے
تھے...... اسی طریقہ سے سات آدمیوں کا قافلہ روانہ ہوا...... جس وقت یہ کوفہ پہنچا...... کوفہ والوں نے
انکا استقبال کیا...... اسی ہزار سے زیادہ کوفیوں نے حضرت سیدنا امام مسلمؓ کے ہاتھ پر بیعت کی......
اور جناب آپ کی اس بیعت کا اعلان کیا...... آپکی امامت اور امارت کا فیصلہ کیا...... حضرت مسلمؓ
نے خط لکھ دیا① ...... حضرت حسینؓ ابن علیؓ کو...... کہ حالات موافق ہیں...... آپ بے شک تشریف
لائیے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے...... یہ لوگ آپ کے حامی ہیں آپ کے حق میں ہیں۔

میں نواسۂ رسول کی مخالفت کر کے جہنم میں نہیں جانا چاہتا

حتیٰ کہ وہاں کا گورنر نعمان ابن بشیر اس نے مخالفت چھوڑ دی...... اور یہ کہا کہ میں
نواسۂ رسول کی مخالفت کر کے اپنے آپ کو جہنم میں نہیں لے جانا چاہتا...... بے شک آپ جو
چاہیں مجھ سے اقتدار چھین لیں...... میں کوئی مخالفت اور مقابلے بازی نہیں کرنا چاہتا۔

① حضرت مسلمؓ پوشیدہ طور پر روانہ ہوئے کوفہ پہنچ کر مختار بن عبیدہ کے مکان پر ٹھہرے...... صرف پہلے دن بارہ ہزار
لوگوں نے بیعت کی...... بیعت کا حال لکھ کر حضرت مسلمؓ نے دو آدمی قیس اور عبدالرحمان نامی کو بھیجا کہ آپ آ جائیں
حالات موافق ہیں۔ (اسد الغابہ ص ج ا تاریخ طبری ص ج ا طبقات ص ج)

یزید کو پتہ چلا کہ کوفیوں نے میرے خلاف حسینؓ کو بلایا ہے

جس وقت یہ اطلاع حضرت حسینؓ کو ملی ......ادھر یزید کو پتہ چل گیا کہ کوفیوں نے حضرت حسینؓ کو میرے خلاف بھڑکایا بہکایا ہے......اور جناب میرے خلاف آمادہ کیا ہے...... اور وہ حضرت حسینؓ کو بلا رہے ہیں...... مسلم بن عقیلؓ کو لے آئے ہیں......اور وہاں پوری بغاوت کھڑی ہوگئی ہے...... ہر آدمی اپنی اپنی حکومتیں کنٹرول کرتا ہے اور نظام کو سنبھالنے کی کوشش کرتا ہے......اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ گورنر بدلا نعمان ابن بشیر کو ہٹا کر...... عبیداللہ بن زیاد جو ایک بدمعاش انسان تھا...... غلط آدمی تھا...... لیکن ذہین اور سیاست دان تھا بڑا چالاک و چو بند آدمی تھا اس کو گورنر بنا کے بھیجا...... کہ کوفیوں کی تو ہی مالش کرسکتا ہے......اور کوئی نہیں کرسکتا یہ شخص جب آیا بڑے داؤ سے مدینے کے راستے سے کوفہ میں داخل ہوا......لوگوں نے سمجھا حضرت حسینؓ آگئے...... مرحبا اھلاً و سھلاً اور نعرہ تکبیر کی صدائیں بلند ہوئیں...... لوگوں نے سلام عقیدت اور خراج عقیدت پیش کیا...... یہ شخص بڑے سہجے سہجے خراماں خراماں چلتے چلتے جس وقت سلطنت دارالخلافہ میں آیا......اس نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا کر کہا...... خبردار حسینؓ کا نام لینے والو...... میں حسین نہیں میں عبیداللہ بن زیاد ہوں......غور کرنا اور جملے غور سے سننا اس وقت عبیداللہ بن زیاد اکیلا آیا تھا۔

بیعت کرنے والے اپنے آپ کو شیعان علیؓ و حسینؓ کہہ رہے تھے

اور حضرت مسلم کے ہاتھ پر کتنے کوفی بیت کر چکے تھے ...... اسی ہزار (۸۰۰۰۰) ......اسی ہزار (۸۰۰۰۰) کوفی وہ ہیں...... جو اپنے آپ کو شیعان علی کہہ رہے تھے شیعان حسینؓ کہہ رہے تھے اور عبیداللہ بن زیاد اکیلا آیا تھا۔

اگر یہ بدمعاش سچے ہوتے تو ابن زیاد کی بوٹی بوٹی کر دیتے

اگر وہ بدمعاش کوفی حسینؓ ابن علیؓ کے سچے خیر خواہ ہوتے ...... اس ابن زیاد اکیلے آنے والے کی...... بوٹی بوٹی کر دیتے...... تکہ کباب بنا دیتے اس کو پاش پاش کر دیتے ٹکڑے

ٹکڑے کر دیتے اور اس کا نشان تک مٹا دیتے...... لیکن ایک دم سب کے سب کا رخ بدل گیا...... انہوں نے اس کو اھلاً و سھلاً مرحبا کہا۔

ان بدمعاشوں نے مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا①

حضرت امام مسلم بن عقیلؓ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا ھانی ابنِ عروہ کے گھر میں تشریف لے گئے ......لمبی چوڑی داستان ہے حتیٰ کہ حضرت ھانی بھی شہید ہو گئے...... حضرت امام مسلمؓ کو بھی پکڑا گیا...... مغرب کے وقت حضرت امام مسلمؓ نے نماز کی امامت کرائی ہزاروں آدمی پیچھے تھے ...... اور جس وقت نماز کا سلام پھیرا اس وقت کیفیت یہ تھی کہ تین آدمی پیچھے موجود تھے...... باقی سارے کے سارے چلے گئے تھے......اور یہ سب سے بڑی عجیب بات ہے ......میری طرف دیکھیں......اور سیدنا مسلم بن عقیلؓ کو مغرب کی نماز کے بعد کوئی آدمی

- کھانے کا پوچھنے والا — کوئی نہیں تھا
- پانی کا پوچھنے والا — کوئی نہیں تھا
- تعاون کرنے والا — کوئی نہیں تھا
- ساتھ دینے والا — کوئی نہیں تھا
- اپنے گھر میں ان کو رہائش دینے والا — کوئی نہیں تھا

پیغمبر ﷺ کے نواسے پہ اتنا بڑا ظلم ہوا خاندانِ رسالت کے ساتھ......ان کوفیوں نے بدمعاشی کی انتہا کر دی تفصیل لمبی ہے...... میں اس طرف نہیں جاتا۔

جو نبیؐ کے خاندان کا دشمن ہے وہ سلام کا مستحق نہیں

بالآخر مسلم بن عقیل گرفتار ہوئے ...... عبیداللہ بن زیاد کی دربار میں پہنچے...... جب سامنے آئے تو سلام نہیں کیا...... اس نے کہا میں سلام کا مستحق نہیں...... انہوں نے کہا جو نبی ﷺ

① حضرت مسلم بن عقیل کو ابن زیاد نے شہید کر ڈالا۔ اہل کوفہ نے انکی کوئی مدد نہیں کی...... ۳ ذوالحجہ 60ھ کو حضرت مسلم شہید ہوئے اور اسی دن حضرت امام حسینؓ مکہ سے روانہ ہوئے

۱۔ تاریخ طبری ص ج ۱ ۲۔ ابن خلدون ص ج ۱ طبقات

کے خاندان کا دشمن ہے...... وہ سلام کا مستحق نہیں اس نے کہا...... تم میرا ادب نہیں بجالائے فرمایا تو اس قابل ہی نہیں ہے پھر اس نے کہا تھا...... حضرت امام مسلمؓ سے...... کوئی وصیتیں ہیں تو کرو آپ نے کہا مجھے واپس کر دیا جائے...... اس نے فرمایا میں تجھے اس قابل ہی نہیں سمجھتا...... آپ نے فرمایا میرے بچوں کو واپس روانہ کر دیا جائے۔

تم ہمارے دشمن ہو ہم پورا انتقام لیں گے

اس نے کہا تم ہمارے دشمن ہو ہم پورا تم سے انتقام لیں گے...... اور جو وصیت کی عبیداللہ بن زیاد نے ساری پوری کر دیں...... نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت امام مسلمؓ کو مکان کی چھت پر کھڑا کر کے شہید کر دیا گیا① ...... قتل کرنے کے بعد آپ کی لاش کو اوپر سے نیچے پھینک دیا گیا اور ایک بہت بڑا ظلم ہوا...... فرزدق نامی ایک شاعر ہے یہ شخص اس سارے واقعے کو دیکھنے کے بعد چھپ کر جاتا ہے...... مدینہ سے مکۃ المکرمہ کی طرف۔

چچا جان! ہمارا باپ آپکا سفیر بن کر گیا ہے

حضرت حسینؓ مکہ سے روانہ ہو چکے تھے...... عبداللہ بن مطیع نامی ② ایک بہت بڑا عظیم آدمی ہے...... تاریخ میں ایک بڑا مؤرخ اور محدث ہے...... وہ حضرت حسینؓ کو ملا اس نے کہا آپ نہ جائیں کوفے کے حالات خراب ہیں ...... حانی بن عروہ شہید کر دیئے گئے ہیں...... امام مسلم بن عقیل شہید کر دیئے گئے ہیں...... عبیداللہ بن زیاد گورنر بن چکا ہے اس فرزدق شاعر ③ نے حضرت حسینؓ کو روکا اور رشتہ داروں نے روکا...... حضرت حسینؓ بالآخر اس مؤقف پر آگئے اور یہ کہنے پر آگئے کہ بھائی ہم کوفہ نہیں جاتے مقابلہ نہیں کرتے...... لڑائی نہیں کرتے...... آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا جو جانا چاہتے ہیں واپس چلے جائیں...... جو شخص میرے ساتھ مکے چلنا چاہتا ہے...... مکے چلے سب سے مشورہ کیا، کیا کریں...... ان لوگوں سے

① تاریخ اسلام ص 58 ج 2 ۳ ذوالحجہ کو شہید کر ڈالا۔ ② تاریخ اسلام ص 58-59 ج 2
③ مکہ اور کوفہ کے درمیان صفاح کے مقام پر عربی کے مشہور شاعر فرزدق سے حضرت حسینؓ کی ملاقات ہوئی اس سے آپ نے کوفہ کے حالات پوچھے۔ ابن خلدون ص ج ا تاریخ اسلام ص 58 ج 2

جو حضرت حسینؓ کے ساتھ تھے امام مسلم کے بیٹے بھی تھے انہوں نے کہا...... چچا جان! ہمارا ابا آپ کا سفیر بن کے گیا ہے عثمانؓ نبی کا سفیر تھا...... پیغمبرؐ نے تو عثمانؓ کے خون کے انتقام کی بیعت لے کر پندرہ سو صحابہ قربان کرنے کے لئے تیار کر دیئے تھے...... آپ ہمارے ابا کے خون کا انتقام نہیں لیں گے آپ لیں یا نہ لیں ہم کوفے جائیں گے...... اپنے باپ کا بدلہ لیں گے۔

شہزادے میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا

حضرت حسینؓ نے فرمایا شہزادے میں بھی تمہارے ساتھ ہوں اگر تم چلتے ہو تو میں سب سے آگے چلوں گا...... پھر یہ کافلہ آگے چلا...... تقدیر کے فیصلے تھے...... آدمی کچھ نہیں کر سکتا لمبی چوڑی داستان ہے حد سے ملاقات ہوتی ہے۔

حسینؓ تیرے پیچھے نماز پڑھیں گے

حسینؓ ابن علیؓ کا عمل دیکھئے حضرت حسینؓ کے پاس پانی کے مشکیزے ہیں...... ان کے پاس کچھ نہیں تھا...... حسینؓ نے اپنا پانی ان کو وضو کے لئے دیا...... نماز کے لئے دیا...... نماز کا وقت آیا...... تو سیدنا حسینؓ نے خود عبیداللہ بن زیاد سے کہا...... کیا خیال ہے...... تم ہمارے ساتھ نماز پڑھو گے یا اپنی پڑھو گے انہوں نے کہا اختلاف اقتدار والوں کا ہے...... حکومت والوں کو آپ سے ہے...... لیکن میں ان کا نوکر ضرور ہوں لیکن آپ کے خاندان کی عظمت کو سلام پیش کرتا ہوں...... نماز حسینؓ تیرے پیچھے پڑھیں۔ گر کسی اور کے پیچھے نہیں پڑھیں گے...... لمبی چوڑی داستان ہے۔

حضرت حسین نے کربلا میں تین شرطیں پیش کیں

یہ حُر واسطہ بنا عبیداللہ بن زیاد کے...... اور حضرت حسینؓ کے درمیان مذاکرات کا ان مذاکرات کو ناکام کرنے والا شمر ذی الجوشن تھا...... اس بدمعاش نے کہا حضرت حسینؓ کی کوئی بات نہ مانو① ...... حسینؓ ابنِ علیؓ صلح کا سب سے بڑا پیکر...... حسینؓ ابن علیؓ اتحاد کا سب سے

① ابن ہشام ص ج ا ابن خلدون ص ج الطبقات ص ج الطبری ص ج

بڑا داعی ...... حضرت حسینؓ نے کربلا میں بھی تین شرطیں پیش کیں، پہلی بات تو یہ ہے ظالمو دھوکے سے تم مجھے لے آئے ہو...... حضرت حسینؓ نے خطوط پیش کیے بارہ ہزار خط تھے...... بارہ ہزار خط بعض علماء نے لکھا ہے کہ بارہ ٹوکریاں تھیں ...... یا صندوقیں تھیں خطوں کی بھری ہوئیں اور حضرت حسینؓ نے انکو کہا کہ تم میں سے فلاں فلاں آدمی ہیں ...... انہوں نے کہا ہیں فرمایا بتاؤ! ...... یہ خط تمہارے نہیں انہوں نے کہا ہمارے ہیں ...... تم نے نہیں مجھے بلوایا؟ انہوں نے کہا ہم نے بلوایا ہے ...... شرم نہیں آتی مجھے بلا کر کس مقام پر لا کر کھڑا کر دیا ...... مگران کے پاس کوئی جواب نہیں تھا ...... ندامت سے ان کی آنکھیں جھک جاتی تھی۔

میدان کربلا میں حسینؓ ابن علیؓ کا پُر مغز بیان

حضرت حسینؓ ابن علیؓ نے فرمایا ...... دیکھو! میں پھر بھی تم سے لڑنا نہیں چاہتا میری تین شرطوں میں سے کوئی ایک قبول کرو ① ...... حسینؓ کی وسعت ظرفی ملاحظہ کرو ...... تاریخ میں بڑی وسعت پیش کی گئی ہے ...... سیاست دان اقتدار کی خاطر روزانہ ایک دوسرے کے دست وگریبان ہوتے ہیں ...... ارے حوصلہ سیکھنا ہے تو حسینؓ ابن علیؓ سے سیکھو ...... ملت کی خیر خواہی سیکھنی ہے ...... تو ابن علیؓ سے سیکھو ...... خدا کی قسم میں ان لوگوں کو سلام پیش کرتا ہوں ...... جنہوں نے چودہ سو سال کے مذہبی اختلافات کو نظر انداز کر کے ملت کی خاطر یکجہتی کا ثبوت دیا ہے ...... چند ٹکے کی سیاست ہے ...... تمہاری نواز شریف اور بے نظیر کی ...... تم اپنی سیاست کو اسلام اور ملک وملت کی فلاح و بہبود کے لئے نہیں چھوڑ سکتے میں جو بات کہنا چاہتا ہوں اس پر غور کریں حضرت حسین نے تین شرطیں پیش کیں۔

ایک شرط یہ پیش کی ...... فرمایا:

دیکھو! ...... مجھے واپس مدینۂ رسول میں جانے دو ...... میں نانا کے شہر سے باہر نہیں رہنا چاہتا میں تو اس لئے آیا تھا ...... کہ مجھے تو تم نے اسلام کے نام پر بلایا تھا ...... میں کوئی اقتدار کی خواہش میں نہیں آیا تھا ...... میرا کیونکہ کوفے میں اپنا گھر موجود ہے ...... اس لئے میں اپنے

① تاریخ ابن خلدون ص ج ا طبقات ص ج ا تاریخ اسلام ص 65 ج 2

بچے بھی ساتھ لے کر آیا ہوں ...... ورنہ کوئی جنگ لڑنے جاتا ہے ...... تو وہ اپنے بچوں کو ساتھ نہیں لے کر جاتا جو جنگ لڑنے کے لئے جاتا ہے ...... وہ صلح کی شرطیں نہیں پیش کیا کرتا ...... جو جنگ لڑنے کے لئے جاتا ہے وہ اس قسم کے حالات پیش نہیں کرتا ...... حضرت حسینؓ ابن علیؓ نے فرمایا مجھے واپس جانے دو ...... انہوں نے کہا واپس نہیں جانے دیں گے۔

دوسری شرط پیش کی ...... فرمایا:

اچھا اگر مجھے واپس نہیں جانے دیتے تو میری ایک رائے اور قبول کرلو ...... اور وہ یہ ہے کہ مجھے چھوڑ دو ...... اور میں اسلامی سرحد کے کنارے پر چلا جاتا ہوں اسلامی سرحد کے کنارے پر ...... اس کا مطلب یہ ہے حضرت حسینؓ کا یہ یقین تھا ...... کہ بادشاہ فاسق وہ اسلامی سرحد ہے ...... اسلامی سلطنت ہے ...... کافروں کی نہیں بادشاہ ظالم کیوں ہو عادل کیوں نہ ہو ...... آپ کے ملک پر کوئی مسلط ہو جائے ...... ملک تو مسلمانوں کا ہے ...... حکومت تو مسلمانوں کی ہے ...... حکمران کا دماغ خراب ہو جایا کرتا ہے ...... حضرت حسینؓ نے کہا مجھے کنارے پہ جانے دو ...... میں کفر سے لڑ کے شہید ہونا چاہتا ہوں ...... نہیں چاہتا تمہارے ہاتھ میرے خون سے رنگین ہوں ...... انہوں نے کہا حسینؓ یہ شرط بھی منظور نہیں۔

تیسری شرط دل گردے اور حوصلے سے سنیں ...... فرمایا:

لے چلو مجھے یزید کے پاس ارے اس سے بڑا حوصلہ کیا ہوگا ...... آمنے سامنے بیٹھ کر ہم باتیں کرتے ہیں ...... یقیناً ہم کسی معاہدے پر پہنچ جائیں گے ...... ہمارا مسئلہ حل ہو جائیگا ...... تم کم از کم مجھے اور میرے خاندان کو بے یار و مددگار تن تنہا کر کے ظلم و ستم کے ساتھ جس انداز میں لے آئے ہو ...... میں نہیں چاہتا کہ تمہارے ہاتھ میرے خون میں رنگے ہوں ...... انہوں نے کہا کہ اگر ہم آپ کو یزید کے پاس جانے دیں تو یہ خطوط آپ ہمارے حوالے کر دیں فرمایا کیوں حوالے کروں ...... یہ خط تو اہم ہیں ...... جو میں یزید کو دکھاؤں گا ...... کہ میں آیا نہیں انہوں نے بلایا ہے اس کو بتاؤں گا ...... انہوں نے کہا اچھا اس کا مطلب ہے ...... کہ آپ ہمیں تختہ دار پر لٹکائیں گے ...... تو حسینؓ ہم تجھے نہیں واپس جانے دیں گے۔

حسین رضی اللہ عنہ کا سر قلم کرو

اس وقت شمر ذی الجوشن نے کہا اس حر بن یزید کو شرائط معاہدہ طے کر رہا ہے...... انکی ہمیں ضرورت نہیں ایک ہی بات ہے...... کہ حسین کا سر قلم کرو...... اس کے خاندان کو ختم کرو نہ ہوگا بانس نہ بجے گی بانسری...... نہ یہ رہیں گے نہ جھگڑا ہوگا ہمیں ارباب اقتدار، سرمایہ اور دولت اور اعزاز سے نوازیں گے۔

ان تمام حالات کے باوجود حسینؓ ابن علیؓ نے نماز قضا نہیں کی

چنانچہ یہ بات عبیداللہ بن زیاد کے ذہن میں بیٹھی...... شمر ذی الجوشن کے مشورہ پر یہ فیصلہ ہوا...... کہ حسینؓ سے لڑائی کرو...... سیدنا حسینؓ ابن علیؓ کا پانی بند ہونا تاریخ میں ملتا ہے...... اس میں کوئی شک نہیں...... لیکن دریا کے کنارے پر تھے...... کتابوں میں یہاں تک بھی لکھا ہے کہ سیدنا حسینؓ ابن علیؓ نے ان تمام حالات میں کوئی نماز جماعت سے قضاء نہیں کی تلاوت کا اہتمام کیا ہے...... پوری رات عبادت و ریاضت میں گذاری ہے...... اندر گھر والوں کے ہاں تشریف لے گئے بچوں کو اکٹھا کر کے اہل خانہ کو جمع کر کے یہ وصیت کی ہے۔

کہ کل صبح یقیناً ہماری آخری صبح ہوگی...... ہم نے اس دنیا سے چلے جانا ہے...... وہ ہم سے بدلہ لینا چاہتے ہیں...... ہمیں ختم کرنا چاہتے ہیں...... تمہارے ساتھ کیا بنے گی؟ وہ میرے مالک کو پتہ ہے...... لیکن میں تمہیں اتنا ضرور کہتا ہوں...... کہ ہمارے مرجانے کے بعد ہماری لاشوں پہ ماتم نہ کرنا...... واویلا نہ کرنا سَمِعْتُ جدی رسول اللہ میں نے نانے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا

لیس مناضرب الخدود وشق الجیوب و دعا بدعوی الجاھلیہ①

میرے آقا ﷺ نے فرمایا تھا جو سینہ پیٹے منہ ماتھا پیٹے...... سینہ کوبی کرے اپنے آپ کو چھلنی کرے...... یہ شخص میری امت سے خارج ہے۔

① مشکوٰۃ ص150 ج1

حضرت حسینؓ نے تین بددعائیں کھڑے ہو کر کیں

کام وہ کرو...... جس سے خدا بھی راضی ہو مصطفیٰ ﷺ بھی راضی ہو...... یہ وصیتیں کیں پوری رات عبادت میں گذری...... صبح آپ باہر تشریف لائے...... تاریخ اس بات پر گواہ ہے حسینؓ ابن علیؓ نے کھڑے ہو کر تین بددعائیں دیں...... جو تاریخ کے اوراق پر نقش ہیں...... اور وہ تینوں بددعائیں حسینؓ کے دشمنوں کے چہرے پہ آج بھی لعنت ہے...... توجہ کریں بڑی عجیب بددعائیں تھی۔

ظالمو!...... تم نے مجھے نانے ﷺ کے مدینے سے جدا کیا ہے

حضرت سیدنا حسینؓ نے ایک بددعا یہ دی...... کہا:

ظالمو!...... تم نے مجھے نانے ﷺ کے مدینے سے جدا کیا ہے...... میرے آقا کو خدا کرے قیامت تک تم مدینہ سے محروم رہو...... آج تک حسینؓ کے دشمن مدینہ سے محروم ہیں کہ نہیں اونچی آواز سے...... حسینؓ کی بددعا سچی ہے...... کہ نہیں...... سچی ہے مظلوم کی آہ تھی خدا کا عرش ہل گیا۔

ظالمو!...... تم نے مجھے مسجد سے دور کیا ہے

دوسری بددعا یہ تھی...... کہا:

ظالمو!...... تم نے مجھے مسجد سے دور کیا ہے...... اللہ کے گھر سے آج جمعہ کا دن ہے...... ہر واعظ، ممبر پر کھڑا ہو کر میرے نانے پہ درود پڑھ رہا ہوگا...... اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد...... کہہ کے مجھ پہ درود بھیج رہا ہوگا تمہیں شرم نہیں آتی تم مجھے شہید کرنا چاہتے ہو...... انہوں نے کہا حسینؓ تیری یہ باتیں ہمارے دل پہ کوئی اثر انداز نہیں ہوتیں فرمایا خدا تمہیں مسجد اور جماعت کی نماز سے محروم کر دے...... آج پندرہ سو سال گذر چکے ہیں...... حسینؓ کے دشمن جماعت کی نماز سے محروم ہیں...... ان کے ہاں جماعت نہیں ہوتی...... سارے بولو جماعت نہیں ہوتی۔

ظالمو!......تم نے مجھے تلاوت قرآن سے محروم کیا ہے

تیسری بدعادی......کہا:

ظالمو! میں دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں ایک قرآن کا ختم کیا کرتا تھا......تم نے مجھے قرآن کی تلاوت سے محروم کیا ہے......اللہ تمہارے سینے سے قرآن چھین لے......اور اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت تک قرآن سے محروم رکھے......حضرت حسینؓ کی بددعا سچی کے نہیں؟......حسینؓ ابن علیؓ نے یہ بددعائیں دیں اور اللہ نے قبول کیں۔ سیدنا حسینؓ اپنے شہزادوں اور جوانوں کے ساتھ آیا لڑا اور بڑی جرأت کے ساتھ لڑا حوصلے کے ساتھ لڑا ہے......عورتیں باہر نہیں نکلیں......انہوں نے اپنے سر میں راکھ نہیں ڈالی......واویلا نہیں کیا۔

نبی ﷺ کا خاندان صبر کرنے والا خاندان تھا

اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب شہید ہوئے تو ان کی بیوی نائلہ چھت پر چڑھیں......اور اس نے اتنا کہا......لوگو! امیر المومنین شہید ہوگیا ہے......تین دن تک لاش پڑی رہی......عورتیں گھر سے باہر نہیں نکلیں......ارے نائلہ نبی ﷺ کے گھرانے کی عورت نہیں تھی......عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی......اگر اس میں اتنی حیا تھی تو محمد ﷺ کی بیٹیوں کے متعلق کیوں کہتے ہو کہ وہ گلی کوچوں اور بازاروں میں نکل آئیں تھیں......حیف ہے تمہارے عقیدے اور نظریے پر نبی ﷺ کا خاندان صبر کرنے والا خاندان تھا......تحمل کا مظاہرہ دکھایا ہے......صبر واستقلال کا وہ ثبوت پیش کیا ہے......حوصلے استقامت کے ساتھ میدان میں آئے ہیں اور یہ للکار کر کہا......میری تلوار کی زد میں نہ آؤ......اور ہٹ جاؤ! کہیں ایسا نہ ہو تلوار کی تیزی سے کٹ جاؤ دشمن دیکھ کے کہتا تھا......ارے لوگو شاید علی المرتضیٰؓ پھر زندہ ہو کے ہمارا مقابلہ کرنے کے لئے آگئے ہیں......یہ علی اکبرؓ حسین کا بیٹا جگر گردے کے ساتھ لڑتے ہوئے......جب جام شہادت نوش کرتا ہے لاشہ تڑپ رہا تھا ایک کوفی باہر نکل کے کہتا ہے......حسینؓ اوروں کے بچوں کو بھاگ کے اٹھایا ہے اپنا اٹھا......تو پتہ چلے اپنے جگر کو اٹھایا......آسمان کی طرف نگاہ اٹھی بے ساختہ جملے کہے!

جگر گوشہ کے لاشہ پر......

اس حسین کو ہائے کروں یا واہ کروں......اونچی آواز سے ہائے حسینؓ یا واہ حسینؓ بلند آواز سے......حسینؓ نے جرأت کا مظاہرہ کیا ہے......استقلال اور استقامت کا مظاہرہ کیا ہے......صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا ہے......ایک ایک کو اپنے ہاتھوں سے اٹھایا ہے......آنسو بہنا فطری تقاضا ہے......لیکن حسینؓ نے آہ نہیں نکالی اللہ کی رضاء پر راضی رہا......روزہ کا پروانہ ابن علیؓ نے دیا ہے۔

قرآن نے بتایا ہے:

- إِنَّ اللهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ ہے — مَعَ الْمَاتِمِيْنَ نہیں
- وَتَوَاصَوْ بِالصَّبْرِ ہے — وَتَوَاصَوبِالْمَاتَم نہیں

حسینؓ نے صبر کر کے دیکھایا......اور یہ صبر واستقلال کا صلہ تھا۔

نانے مصطفیٰ ﷺ نے طائف کے پتھروں کی برسات میں قرآن پڑھا تھا

کسی نے کہا حسینؓ تیروں اور تلواروں کی بارش میں قرآن پڑھتے ہو......دنیا تو مرثیے گائے گی......ہائے......کہا کیوں نہ پڑھوں......نانے مصطفیٰ ﷺ نے طائف کے پتھروں کی برسات میں......اللہ کا قرآن پڑھا تھا......امی فاطمہ نے چکی پیس کر اللہ کا قرآن پڑھا تھا......نانی خدیجۃ الکبریٰ نے مصطفیٰ ﷺ کی مرہم پٹی کر کے اللہ کا قرآن پڑھا تھا......بھائی حسن مجتبیٰؓ نے تخت خلافت پر بیٹھ کر اللہ کا قرآن پڑھا تھا......آج قرآن پڑھ کر نانے کی طائف والی سنت کو زندہ کرنا چاہتا ہوں......ارے حسینؓ کو کیا ہوگیا......تیروں اور تلواروں کی بارش میں قرآن نہ پڑھوں کیا مرثیے گاؤں گا......مزہ تو آج ہے کہ قرآن کو پڑھ کے نانے کی طائف کی سنت کو زندہ کرنا چاہتا ہوں......ہم اس حسین کو کیا کہتے ہیں واہ حسینؓ۔

شہادت کا جام سر سجدہ میں رکھ کر پیا ہے

ہائے نہیں واہ حسینؓ تیری عظمتوں کو سلام پیش کرتے ہیں تو جرأت سے لڑنے والا ہے ہمت واستقامت واستقلال سے لڑنے والا ہے......بڑی استقامت سے لڑے آخر اس بدبخت ظالم نے......حضرت حسین پر وار کیے......اور شہادت کا جام سر سجدے میں رکھ کے نوش کیا ہے

...... اس جیسی شہادت کیا کوئی تاریخ میں پیش کرے گا...... کہ نماز کا وقت ہو جمعہ کا دن ہو نماز کا ٹائم ہو نماز بھی جمعہ کی ہو سجدہ بھی شکر کا ہو...... اللہ کی دربار میں ہو اور تپتی ہوئی ریت پر سر رکھا ہوا ہو اور جان، جانِ آفریں کے حوالے ہو رہی ہو۔

آؤ...... آج کھلی کچہری لگاؤ!...... کسی جج کو لے آؤ...... چور کو جب گرفتار کیا جاتا ہے ایک شخص مقتول ہو جائے...... قتل ہو جائے اس کے قاتل کو تلاش کرتے ہو...... نہیں ملتا بھاگ دوڑ کرتے ہو...... جب قتل تلاش کرتے کرتے آج ایک مقام پر پہنچے...... پتہ چلا کہ یہاں مقتول کا کپڑا ہے...... یہاں مقتول کے کپڑے موجود ہیں...... مقتول کا سامان موجود ہے...... آپ اس مکان کے مالک کی گردن میں ہاتھ ڈال کر کہیں گے...... سامان تیرے گھر سے نکلا ہے بتا تو نے کیسے قتل کیا؟

آؤ!...... آج تلاش کرو میرے حسینؓ ابن علی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو۔ جب ظالموں نے شہید کیا تھا...... تلاش کرو قاتل ڈھونڈو...... تاریخ میں نہیں ملتا میں تمہیں بتاتا ہوں...... تلاش کرو ...... زینبؓ کے دوپٹے کن کے پاس ہیں...... تلاش کرو قاسم کے سہرے کس کے پاس ہیں ...... تلاش کرو! حسینؓ کا دلدل کن کے پاس ہے...... تلاش کرو...... آلہ ضرب و قتل کی برچھیں کن کے پاس ہیں...... اگر یہ ساری چیزیں تمہیں سنیوں کے پاس ملیں پھر کہنا...... یہ قاتل اگر کسی اور کے پاس ملیں تو حسینؓ کا قاتل وہ ہے...... جن کے پاس آلۂ قتل موجود ہے...... تلاش کرو...... جن

ایک قرآن کی آیت اس پر پیش کرتا ہوں غور کرنا...... قرآن مجید میں دسویں پارے میں سورۃ توبہ میں اللہ نے چار مہینوں کی عظمت بیان کی ہے۔

قرآن مجید کہتا ہے!

اِنَّ عِدَّتَ الشُّهُوْرِ عِنْدَاللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا ۝

اللہ کے ہاں بارہ مہینے ہیں...... سال کے بارہ مہینے ہیں...... ان میں سے چار مہینے قرآن کہتا ہے وہ سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُم چار مہینے ہیں جو سب سے زیادہ قابل احترام ہیں...... آگے قرآن نے ذَالِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّم فَلا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُم یہ جو چار مہینے ہیں ان میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو...... سمجھنا اپنے آپ پر ظلم نہ کرو ان چار مہینوں میں جو سب سے زیادہ عزت والا مہینہ ہے وہ محرم ہے...... تو قرآن کہتا ہے محرم میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو۔

اب جو قرآن کا انکار کرے...... وہ خود اپنے آپ کو کہے میں تو نہیں کہتا قرآن کہتا ہے کہ اپنے آپ پر ظلم نہ کرو...... یہ ظلم کس لئے کر رہا ہے اپنے آپ پہ کیوں ہوا...... کیا جرم ہے جس کی سزا بھگت رہا ہے...... ہم حسین رضی اللہ عنہ تیری عظمتوں کو سلام کرتے ہیں...... تیری قیادت کو سلام کرتے ہیں...... حضرت حسین رضی اللہ عنہ صبر و تحمل اور استقلال و استقامت کا مجسمہ تھے پیکر تھے۔

حسین رضی اللہ عنہ ہائے کے نہیں واہ کے قابل ہیں

علامہ دوست محمد قریشی نے ایک بات لکھی ہے!

کہ کسی نے کہا.... جی قرآن زمین پہ گر پڑا.... تم نے کہا ہائے قرآن گر گیا.... نبی کا نواسہ زمین پہ گرا.... تم نے پرواہ نہیں کی.... سوال سمجھ میں آ رہا ہے.... قرآن ہاتھ سے نیچے گر گیا تم نے کیا کہا؟.... ہائے قرآن نیچے گر گیا ہے.... محمد ﷺ کا نواسہ زمین پر آیا تم نے ہائے نہیں.... جواب سمجھو.... یہ بھی جواب علامہ دوست محمد قریشی کا ہے فرمایا بھائی ہائے ہم نے قرآن پر نہیں کہی ہائے اس ہاتھ پر ہے جس نے قرآن کو گرایا ہے.... قرآن تو واہ واہ ہے.... ہائے اس ہاتھ پر ہے.... جس نے اس کو گرایا ہے.... ہائے کرنی ہے شمر ذی الجوشن پہ.... ہائے کرنی ہے عبید اللہ ابن زیاد پہ.... ہائے کرنی ہے کوفے کے بدمعاشوں پر.... ہائے کرنی ہے یزید کے لشکر پر کر.... ارے حسین رضی اللہ عنہ ہائے کے لائق نہیں حسین رضی اللہ عنہ تو واہ کے قابل ہے.... کس کے قابل ہے (واہ کے) اونچی آواز سے.... ہائے کے قابل یا واہ کے؟.... ہائے حسینؓ یا واہ حسینؓ؟.... واہ حسینؓ۔

اس لئے کسی عاشق نے کہا!

دہکتی آگ کے شعلوں پہ سویا واہ حسینؓ

آپ میرے ساتھ کہیں گے۔

جو دہکتی آگ کے شعلوں پہ سویا واہ حسینؓ
جو جوان بیٹے کی میت پہ نہ رویا واہ حسینؓ
جس نے اپنے خون سے عالم کو دھویا واہ حسینؓ
جس نے سب کچھ کھو کے پھر بھی کچھ نہ کھویا واہ حسینؓ
واہ حسینؓ واہ حسینؓ
....

گل افشاں ہے آج تک تیری ہمتوں کا باغ
آندھیوں میں بھی جل رہا ہے تیرا چراغ

﴿وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین﴾

نیا اسلامی سال

- دنیا میں تین قسم کے سن مشہور ہیں
- اہم واقعات وحادثات ماہ محرم الحرام
- برصغیر کی ماہ محرم میں پیدا ہونے والی چند علمی شخصیات
- ماہ محرم الحرام میں وفات پانے والی شخصیات
- شہداء کربلا کے اسماء گرامی
- نواسہ رسولؐ سیدنا حسینؓ اور صحابہؓ کی باہمی رشتہ داریاں

کیا ابن زہراؑ نے رخ کربلا کا
تھا نور نظر وہ علی مرتضیٰؑ کا

حسینؑ ابن حیدرؓ پہ قربان جاؤں
بنا پاسباں آپ دینِ ہدیٰ کا

شہیدوں کے لاشے اٹھاتے اٹھاتے
پھٹا ہے کلیجہ شہہ کربلا کا

رہ حق میں کٹوا لیا اپنا سر بھی
محافظ بنا بیبیوں کی ردا کا

اظہر ان کے دم سے اسلام زندہ
یہ سارا کرم ہے انہی کی عطاء کا

1۔ بکری سن — جسکا آغاز راجہ بکر ماجیت کی تخت نشینی سے ہوا۔

2۔ سنہ عیسوی — جو پہلے رومی کیلنڈر تھا مگر بعد میں عیسیٰ ل علیہ السلام سے منسوب کر دیا گیا۔

3۔ سن ہجری — مسلمانوں کا سال ہے۔ جو امام الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ کی ہجرت سے شروع ہوتا ہے، جسے بعد میں امام عدل وحریت سیدنا فاروق اعظمؓ نے باقاعدہ طور پر سرکاری مراسلات میں لکھنے کا حکم دیا تھا۔

ہجرت سے اسلامی تاریخ میں ایک نیا انقلاب آیا غزوات وفتوحات کا دروازہ کھلا عقائد کے بعد احکامات واعمال کا درس امت کو ملا۔ نیز ہجرت ہی سیدنا رسول اللہؐ اور سیدنا امام اول خلیفۃ الرسول ابوبکر صدیقؓ کی محبت ورفاقت، ایثار ووفا، اور خلافت بلافصل کی روشن دلیل ہے۔

ماہ محرم

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے۔ جس کے معنی عزت واحترام والا مہینہ کے ہیں۔ یوں تو اسلامی تاریخ کا ہر مہینہ محترم ہے مگر محرم الحرام اپنی کئی خصوصیات کی وجہ سے محترم ہے جن میں چند کا تذکرہ بطور نمونہ تحریر کیا جاتا ہے۔

خصوصیات محرم الحرام

نمبر1۔ قرآن کریم کی سورۃ توبہ میں ارشاد ربانی ہے۔ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا...... ترجمہ: بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ ہے۔ جس دن سے زمین و آسمان بنائے۔ ان میں چار بالخصوص عظمت والے ہیں ان چار ماہ میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔ مفسرین محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ ان چار مہینوں میں سب سے پہلا مہینہ محرم الحرام ہے۔ باقی تین مہینے رجب المرجب، ذی القعدہ، اور ذوالحجہ کے ہیں۔

نمبر 2۔ دور جاہلیت میں بھی ان چار مہینوں کا بے حد احترام کیا جاتا تھا۔ عرب کے بدو جدال، قتال جن کا مشغلہ تھا وہ بھی ان مہینوں میں لڑائی حرام سمجھتے تھے۔

نمبر 3۔ محرم الحرام مسلم قوم کے علاوہ غیر مسلموں، یہودیوں عیسائیوں وغیرہ کے نزدیک بھی لائق تعظیم تھا۔ گویا صرف محرم الحرام ہی ایک ایسا مہینہ ہے جس کے محترم ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہی ایسا محترم ہے جسے سب عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

نمبر 4۔ محبوب سبحانی قطب یزدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "غنیۃ الطالبین" میں سال کے چار ماہ افضل لکھے ہیں۔ رجب، شعبان، رمضان اور محرم الحرام گویا محترم بھی ہے اور افضل بھی۔

فضائل محرم الحرام

امام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ایک روایت نقل کی ہے جس میں محرم الحرام کو شہر اللہ۔ اللہ کا مہینہ کہا گیا ہے۔ یہ اعزاز تعظیماً اور تشریفاً ہے جیسے کعبہ کو بیت اللہ، اور صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو ناقۃ اللہ کہا جاتا ہے۔ ایک روایت میں محسن انسانیت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ افضل الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم۔

رمضان المبارک کے بعد سب مہینوں سے افضل محرم کے روزے ہیں۔ غنیۃ الطالبین کی ایک روایت میں ہے کہ محرم کا ایک روزہ دوسرے مہینوں کے تیس روزوں کے برابر ہے۔

احادیث وروایات کی تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ کائنات کی ابتداء بھی اسی مہینہ میں ہوئی، اور قیامت جو اس کائنات کی انتہاء ہوگی وہ بھی اسی مہینہ میں ہوگی، روز محشر بھی اسی ماہ محرم کے یوم عاشورہ کو برپا ہوگا۔

یوم عاشورہ جو بڑی عظمتوں اور غیر معمولی خوبیوں کا دن ہے، اس دن اللہ کے سچے نبی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے روزہ کا حکم فرمایا اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اس میں اول یا آخر ایک دن کا اضافہ کر لیا کرو۔ تاکہ یہود ونصاریٰ کی مخالفت ہو۔ ایک روایت میں یوم عاشورہ یعنی دس محرم الحرام کے ایک روزہ کو گزشتہ ایک سال کے گناہ کا کفارہ فرمایا گیا ہے۔

الغرض محرم الحرام کی عظمت وفضیلت، حرمت، عزت اور شان و شوکت ازلی و ابدی ہے محرم الحرام اپنے کمال ومحاسن میں کسی مکان و زمان کا محتاج نہیں، بلکہ زمان و مکان سب شان میں محرم الحرام کے پابند ہیں۔

یوم عاشورہ کی عظمت

طلوع اسلام سے قبل بھی تاریخ کے بہت سارے ایسے واقعات ہیں جو دس محرم الحرام کو ظہور پذیر ہوئے۔ یہ حادثات محض اتفاقی یا حادثاتی نہیں تھے بلکہ قیام ازل کا اٹل فیصلہ تھا جو ہونا تھا اور ہو کر رہا ہے۔ بطور نمونہ ملاحظہ ہو۔

1۔ کائنات کی ابتداء اسی روز کی گئی۔

2۔ حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی گئی۔

3۔ سیدنا ادریس علیہ السلام کو درجات عالیہ عطا ہوئے۔

4۔ کشتی نوح علیہ السلام جبل جودی پر ٹھہری۔

5۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو منصب خلیل سے سرفراز فرمایا گیا۔

6۔ سیدنا یوسف صدیق اللہ کو جیل سے رہائی ملی۔

7۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹائی گئی۔

8۔ سیدنا یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی۔

9۔ فرعون غرق دریا ہوا اور کلیم اللہ علیہ السلام کو نجات ملی۔

10۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھایا گیا۔

11۔ اسی روز اہل مکہ قبل از اسلام کعبۃ اللہ پر غلاف چڑھایا کرتے تھے اور اس دن کو "یوم الزینۃ" کہتے تھے۔

12۔ اسی روز حشر برپا ہوگا قیامت قائم ہوگی۔

یہ تمام تاریخی واقعات بھی محرم الحرام کی عظمت امتیاز وافتخار کی دلیل ہیں۔ یوں تو سال کے ہر ماہ کی ہر تاریخ میں کوئی نہ کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے، مگر یہاں صرف محرم الحرام کی مناسبت سے چند اہم تاریخی واقعات وحادثات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

نمبر	واقعہ	تاریخ
1	ابرہہ شاہ یمن کی ہلاکت واقعہ اصحاب فیل۔	قبل از ولادت رسول اللہؐ
2	شعب ابی طالب کی محصوری	یکم محرم 6 نبوی
3	نکاح سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ ہمراہ علیؓ (ایک قول اور بھی ہے)	2ھ
4	غزوہ غطفان	3ھ
5	نکاح سیدہ ام کلثومؓ بنت رسولؐ ہمراہ سیدنا عثمانؓ	3ھ
6	سریہ ابی سلمہ مخزومیؓ	4ھ
7	سریہ حضرت عبداللہؓ بن انیس	4ھ
8	سریہ محمد بن سلمہ انصاری	6ھ
9	سلاطین عالم کو دعوت اسلام	7ھ
10	غزوہ خیبر	7ھ
11	واپسی مہاجرین حبشہ از حبشہ	7ھ
12	وفد اشعریین کا قبول اسلام	7ھ
13	نکاح سیدہ صفیہؓ ہمراہ رسول اکرمؐ	7ھ
14	غزوہ وادی القریٰ	7ھ
15	واقعہ لیلۃ العریس وقضاء نماز فجر	7ھ
16	عام الوفود	9ھ
17	تقرر عاملین زکوٰۃ	9ھ
18	سریہ ابن عیینہؓ	9ھ

نمبر	واقعہ	تاریخ
19	وفد نخع کی آمد	15ھ
20	طاعون عمواس	18ھ
21	امارت امیر معاویہؓ	یکم محرم 19ھ
22	مصر میں عمرو بن العاص کا داخلہ	21ھ
23	فتح نہاوند	22ھ
24	خلافت سیدنا عثمان ذوالنورینؓ	یکم محرم 24ھ
25	فتح سابور	26ھ
26	فتح قبرص	28ھ
27	خلافت سیدنا علی المرتضیٰؓ	36ھ
28	واقعہ جنگ صفین مبین سیدنا علیؓ وسیدنا معاویہؓ	37ھ
29	فتوحات افریقہ بعہد امیر معاویہؓ	45ھ
30	حکومت مروان ابن الحکم	65ھ
31	فتح فرغانہ	88ھ
32	فتح میورقہ ومنورقہ	89ھ
33	فتح غور	108ھ
34	زید بن علی کا خروج وقتل	122ھ
35	مراکش والجیریا میں جنگ	123ھ
36	میسرہ کی مغرب میں بغاوت	124ھ
37	ضحاک خارجی کا خروج اور قتل	128ھ
38	فتنہ اباضیہ	130ھ
39	ابومسلم کا خراسان پر قبضہ	131ھ
40	بنوامیہ کا قتل عام	133ھ

41	حکومت منصور العباسی	136ھ
42	قیصر روم کی شکست	138ھ
43	فرقہ راوندیہ کی ابتداء	141ھ
44	مسجد نبوی علیہ السلام کی توسیع	161ھ
45	جعفر برمکی کا قتل	187ھ
46	آذربائیجان میں خرامیہ کا ظہور	192ھ
47	خلیفہ امین و مامون کے درمیان جنگ	195ھ
48	قتل خلیفہ امین وخلافت مامون	198ھ
49	دولت عباسیہ کی ابتداء	201ھ
50	تفضیل علی کا سرکاری حکم	211ھ
51	شہر طوانہ کی تعمیر	218ھ
52	متوکل نے کربلا کے نشانات ختم کردیئے	236ھ
53	دولت صفاریہ کی ابتداء	254ھ
54	مصر پر عباسیوں کا قبضہ	309ھ
55	نوحہ ماتم کی ابتداء	352ھ
56	سرکاری طور پر جبراً ماتم کرایا گیا	352ھ
57	دمشق پر فاطمیوں کا قبضہ	360ھ
58	بغداد میں سب سے بڑی رسدگاہ کی تعمیر	378ھ
59	ایک مصری نے حجر اسود کو توڑا	413ھ
60	فصیل قاہرہ کی بنیاد رکھی گئی	572ھ
61	ہلاکو نے بغداد کو تاراج کیا	656ھ
62	حکومت شیر شاہ سوری	947ھ

63	دار العلوم دیوبند برصغیر کی عظیم دینی درسگاہ کا قیام	15 محرم 1283ھ
64	کعبۃ اللہ پر بے ادب ٹولے کا حملہ	1400ھ
65	صدر ضیاء الحق کی شہادت اور حکومت کا خاتمہ	1409ھ
66	بے نظیر کی پہلی حکومت کا تختہ الٹا	1411ھ
67	نواز شریف کو حکومت سے دست بردار کر دیا گیا	27 محرم 1413ھ
68	نئے اسلامی سال اور یوم فاروق اعظم کی سرکاری تعطیل کا صوبہ پنجاب کی حکومت نے اعلان کیا	کیم محرم 1415ھ

برصغیر کی ماہ محرم میں پیدا ہونے والی چند علمی شخصیات

1. امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ مدفون دین پور
2. شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، بانی دارالعلوم حقانیہ
3. شیخ الادب مولانا محمد اعزاز علیؒ صاحب، مدرس دارالعلوم دیوبند
4. حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ مدفون دین پور شریف
5. مفتی عبدالحکیم صاحب سکھروی۔

ماہ محرم الحرام میں وفات پانے والی شخصیات

#	نام	سن
1	سیدنا ابوعبیدہ ابن الجراحؓ	18ھ
2	شہادت۔ امام عادل مرادِ پیغمبر سیدنا فاروق اعظمؓ	یکم محرم 24ھ
3	حضرت عقبہؓ۔ حضرت اخوتؓ	40ھ
4	میزبان رسول سیدنا ابوایوب انصاریؓ	51ھ
5	سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکرؓ	53ھ
6	سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ	55ھ
7	ام المومنین سیدہ جویریہ بنت حارثؓ	56ھ
8	سیدنا سمرہ ابن جندبؓ	60ھ
9	حادثہ کربلا و شہادت سیدنا حسین بن علیؓ سبط رسول	61ھ
10	سیدنا مسلم ابن عقبہؓ	64ھ
11	سیدنا عبداللہ بن عمرؓ	74ھ
12	کریب مولیٰ حضرت ابن عباسؓ	8ھ
13	عطاء بن السائب الکوفی	136ھ
14	محمد بن اسحاق مشہور راوی حدیث	151ھ
15	خلیفہ مہدی العباسی	169ھ
16	ابونواس شاعر	196ھ
17	یحییٰ بن مبارک	202ھ
18	شہادت احمد الخزاعیؒ	231ھ
19	امام ابوجعفر الطحاویؒ	321ھ
20	یوسف بن تاشفین بانی مراکش	500ھ

21 حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج پاکپتن شریف 5 محرم 664ھ

22 مولانا ملا جامی شارح کافیہ 898ھ

23 علامہ فیضی 1004ھ

24 مرزا عبد القادر بیدل 1133ھ

25 میر تقی خیال 1170ھ

26 مرزا مظہر جان جاناں 1195ھ

27 میر تقی میر 1225ھ

28 مولانا محمد حسین آزاد 1328ھ

29 اکبر الہ آبادی 1340ھ

30 محدث جلیل علامہ انور شاہ کاشمیریؒ 1351ھ

31 مولانا سید اصغر حسین 22 محرم 1364ھ

32 لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان 1371ھ

33 مولانا محمد احمد تھانوی 1397ھ

34 سید منیر احمد شہید امروٹ شریف سندھ 10 محرم

35 سید منظور احمد شاہ ہمدانی خیر پور ٹامیوالی 10 محرم 1405ھ

36 جھنگ، شہر جھنگوی شہید میں باب عمرؓ کی حفاظت میں پانچ شہید 10 محرم

37 جنرل ضیاء الحق مرحوم صدر پاکستان سانحہ بہاولپور 4 محرم 1409ھ

راقم الحروف (ابو محمد عبد الکریم ندیم) کے والد بزرگوار مربی و محسن جناب الحاج میاں غوث بخش مرحوم و مغفور کا وصال بھی 9 محرم 1405ھ کو ہوا۔ اور دس محرم الحرام کو جنازہ پڑھا گیا اور دین پور شریف کے تاریخی قبرستان میں انہیں دفن کیا گیا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

امام التبلیغ حضرت مولانا انعام الحسن عالمی امیر تبلیغی جماعت محرم الحرام 1416ھ

محرم الحرام کے اہم تاریخی واقعات و حادثات کے ضمن میں سانحہ کربلا میں جام شہادت نوش کرنے والے جانثاران فکر حسین ابن علیؓ کے اسماء گرامی بھی تحریر کر دیے ہیں فہرست ملاحظہ ہو۔

شہداء کربلا کے اسماء گرامی

سید الشہداء کربلا حضرت حسین بن علی بن ابی طالبؓ

(1) حضرت جعفر بن عقیل بن ابی طالبؓ

(2) حضرت عبد الرحمٰن بن عقیل بن ابی طالبؓ

(3) عبد اللہ بن عقیل بن ابی طالبؓ

(4) حضرت محمد بن ابی سعید بن عقیل بن ابی طالب

(5) حضرت عبد اللہ بن مسلم بن عقیل بن ابی طالب

(6) حضرت محمد بن عبد اللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب (یہ حضرت حسین کے حقیقی بھانجے اور حضرت زینب کے صاحبزادے ہیں)

(7) حضرت عون بن عبد اللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب

(8) حضرت ابوبکر بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب (یہ حضرت حسین کے حقیقی بھتیجے ہیں اور امام حسنؓ کے صاحبزادے

(9) حضرت عمرؓ بن حسن بن علیؓ بن ابی طالب

(10) حضرت عبد اللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب

(11) حضرت قاسم بن حسن بن علی بن ابی طالب

(12) حضرت محمد بن علی بن ابی طالب (حضرت حسینؓ کے علاتی بھائی ہیں)

(13) حضرت عثمان بن علی بن ابی طالب (حضرت حسینؓ کے علاتی بھائی ہیں)

(14) حضرت ابوبکر بن علی بن ابی طالب (حضرت حسینؓ کے علاتی بھائی ہیں)

(15) حضرت جعفر بن علی بن ابی طالب (حضرت حسینؓ کے علاتی بھائی ہیں)

(16)

(17) حضرت عباس بن علی بن ابی طالب (حضرت حسینؓ کے علاتی بھائی ہیں) لشکر کے علمبردار تھے۔ ان کو سقاء اہل بیت بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ حضرت علی اصغر اور بی بی سکینہ کے لئے فرات پر پانی لینے کے لئے آپ گئے تھے۔

(18) حضرت عبداللہ بن ابی طالب

(19) حضرت علی اکبر بن حسین بن علی بن ابی طالب (حضرت حسینؓ کے بڑے صاجزادے ہیں۔

(20) حضرت علی اصغر بن حسین بن علی بن ابی طالب (حضرت حسینؓ کے شیر خوار صاجزادے ہیں)

(21) حضرت فیروز (امام حسین کے غلام)

(22) حضرت سعد (حضرت علی کے غلام)

(23) مسلم بن عوسہ اسدی

(24) حبیب بن شاہر اسدی

(25) انس بن گلد اسدی

(26) حبان بن حارث سلیمانی اسدی

(27) بشیر بن عمرو حضرمی

(28) عمر بن جندب حضرمی

(29) جریدہمدانی یا یزید بن حصین ہمدانی

(30) زید بن قیس بحلی

(31) بلال بن نافع بحلی

(32) عبداللہ بن عمرو کلبی

(33) وہب بن عبداللہ کلبی

(34) قیس بن مسہر صداوی

(35) عمرو بن خالد صداوی

(36) سعید (غلام آزاد عمر بن خالد صداوی)

(37) عبداللہ بن عروہ بن خراق غفاری

(38) عبدالرحمٰن بن عروہ بن خراق غفاری

(39) حر (غلام آزاد ابوذر غفاری

(40) شیث بن عبداللہ نشلی

(41) قاسط بن زہیر تغلبی

(42) کردوس بن زہیر تغلبی

(43) کنانہ بن عتیق انصاری

(44) عمرو بن ضیعہ

(45) عبداللہ بن یزید قیسی

(46) عبداللہ بن یزید قیسی

(47) یزید قیسی

(48) قضب بن عمرو نمری

(49) سالم (غلام آزاد عامر بن مسلم)

(50) زہیر بن بشیر جعفی

(51) حجاج بن مسروق جعفی

(52) بدر بن معقل جعفی

(53) مسعود بن حجاج انصاری

(54) سیف بن مالک انصاری

(55) عامر بن مسلم انصاری

(56) جوہر بن مالک انصاری

(57) فرغانہ بن مالک انصاری

(58) نعیم بن عجلان انصاری

(59) ابو تمامہ انصاری

(60) عمار بن ابی سلامت انصاری

(61) شیب بن حارث انصاری

(62) مالک بن سریع انصاری

(63) محمد انس انصاری

(64) محمد بن مقداد انصاری

(65) قیس بن ربیع انصاری

(66) حر بن یزید حر رباحی

(67) مصعب برادر حر رباحی

(68) علی بن حر بن یزید رباحی

(69) عروہ (غلام علی بن حر رباحی)

(70) سلیمان (غلام آزاد حضرت حسینؓ)

(71) قلب (غلام آزاد حضرت حسینؓ)

(72) ظاہر (غلام آزاد دین الحق خزاعی بن حجر خولانی)

(73) سعد بن ابی دجانہ

(74) مجمع بن عبداللہ عائذی

(75) عمار بن حسان بن تشریح طائی

(76) جذب بن حجر خولانی

(77) یزید بن زیاد بن مظاہر کندی

(78) حبلہ بن علی شیبانی

(79) حنظلہ بن اسد شیبانی

(80) سالم کلبی (غلام آزاد بنی مزینہ)

(81) اسلم بن کثیر اعرج ازدی

(82) زہیر بن سلیم ازدی

(83) قاسم بن حبیب ازدی

(84) مالس بن حبیب شاکری

(85) سعد بن عبداللہ طبقی

(86) مسیح (غلام آزاد امام حسینؓ)

(87) شوذب غلام آزاد شاکر

(88) ہاشم بن عتبہ

(89) قیس بن منبہ

(90) عمار بن حسان

(91) زبیر بن حسان

(92) حماد بن انس

(93) وقاص بن مالک

(94) خالد بن عمر

(95) شریح بن عبید

(96) مالک بن انس اول

(97) مالک بن انس ثانی

(98) عبداللہ بن سمر

(99) یحیٰ بن سلیم

(100) عمرو بن مطاع

(101) عاس بن شیث

(102) عبداللہ بن معد

(103) جیاد بن حارث

(104) عمرو بن حیاء

(105) سعد بن حنظلہ تمیمی

(106) یزید مہاجر جعفی

منقول از کربلا نمبر النجم لکھنؤ محرم الحرام 1356ھ (بحوالہ آفتاب ہدایت)

نواسہ رسولؐ سیدنا حسینؓ اور صحابہؓ کی باہمی رشتہ داریاں

قرآن کریم نے اصحاب رسولؐ اور خاندان نبوتؐ کے لئے ایک جملہ رحماء بینھم کہہ کر باہمی محبت ومودت، رحمت والفت، کو واضح کیا ہے۔ بغض وعداوت کے مارے لوگ خاندان نبوتؐ اور اصحاب رسولؐ کے درمیان دشمنی واختلاف کو ہوا دیتے ہیں جو بالکل خلاف واقعہ اور قرآن کریم کی نص قطعی کے منافی ہے۔

دین اسلام میں صرف اور صرف رشتہ داری کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہاں اسلامی رشتہ کے بعد باہمی رشتہ اور خاندانی تعلقات قابل احترام ہیں پھر یہ نسبت عظمت کا سبب بھی ہے۔

محرم الحرام میں خاص طور پر واعظ وذاکر اپنی مجلسوں میں ایسا انداز اختیار کرتے ہیں...... جس سے معلوم ہوتا ہے...... کہ خاندان نبوتؐ اور اصحاب رسولؐ کے درمیان دور کا بھی واسطہ نہیں۔

ذیل میں سیدنا حسین بن علیؓ اور اصحاب رسولؐ کے باہمی چند رشتوں کا ذکر کیا جاتا ہے...... تاکہ اس غلط ذہنیت (اہل بیت رسول نے مجبور ہوکر خلفاء راشدین کی بیعت کی تھی) کا قلع قمع ہو اور انکی سچی محبت اجاگر ہو۔

سیدنا صدیق اکبرؓ

اور

سیدنا حسینؓ کی رشتہ داریاں

رشتہ نمبر 1: سیدنا حسینؓ بن علیؓ کی سوتیلی ماں سیدہ اسماء بنت عمیس جو سیدہ فاطمہؓ کے بعد حضرت علیؓ کے عقد میں آئیں انکا پہلے نکاح سیدنا صدیق اکبرؓ سے ہوا۔ حضرت حسینؓ کے دو بھائی سیدنا عون بن علی۔ اور سیدنا یحییٰ بن علی۔ اسی اسماء بنت عمیس کے بطن سے تھے، یہی اسماءؓ بنت عمیس جو پہلے زوجہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھیں انہیں سیدنا حسینؓ کی دائیہ ہونے کا شرف ملا۔ سیدہ خاتون جنت دختر رسولؐ حضرت فاطمہ بتولؓ مرض الموت میں تیمار داری اور خدمت گزاری کی سعادت بھی اسماء بنت عمیس کے حصہ میں آئی۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء کی باپردہ میت کی چارپائی بھی اسی خاتون نے بنائی اور آخری غسل کی سعادت بھی اسی باعظمت خاتون کے مقدر میں آئی۔

(طبقات ابن سعد جلد 8)

رشتہ نمبر 2: سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی ایک پوتی یعنی سیدنا عبدالرحمن بن ابوبکر کی صاحبزادی جو قریبۃ الصغری کے بطن سے تھیں انکا نام سیدہ حفصہ تھا انکا عقد نواسۂ رسول جگر گوشۂ بتول سیدنا حسین بن علیؓ سے ہوا۔ (طبقات بن سعد)

رشتہ نمبر 3: سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے صاحبزادے محمد بن ابی بکر سیدنا حسن بن علیؓ کے ہم زلف تھے۔ شاہ ایران یزدجرد کی دو لڑکیاں مال غنیمت میں آئیں ان میں سے شہر بانو کا نکاح سیدنا حسینؓ سے ہوا اور دوسری کا محمد بن ابی بکر سے نکاح ہوا۔ اسی شہر بانو سے سیدنا زین

العابدینؒ پیدا ہوئے۔

رشتہ نمبر 4: سیدنا زین العابدین بن حسینؓ کے خالہ زاد بھائی۔ قاسم بن محمد بن ابی بکر کی صاجزادی ام فروہ جسکا نام فاطمہ بھی لکھا گیا ہے۔ یہ امام باقر بن سیدنا امام زین العابدین کے عقد میں آئی اور اسی سے سیدنا امام جعفر صادقؒ پیدا ہوئے۔

واضح رہے کہ یہ ام فروہ اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر کی بیٹی تھیں۔ اس اسماء بنت عبدالرحمن کا عقد قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق سے ہوا۔

سیدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے کہا کہ آپ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو برا بھلا کہتے ہیں فرمایا ابوبکر صدیق تو میرے دوہرے نانا ہیں کوئی آدمی اپنے خاندان کو کیسے گالی دے سکتا ہے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ بڑے فخر سے فرمایا کرتے تھے ولدنی ابوبکر مرتین۔ ابوبکر صدیق نے تو مجھے دو دفعہ جنا ہے۔

ذیل کے نقشہ سے رشتہ آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔
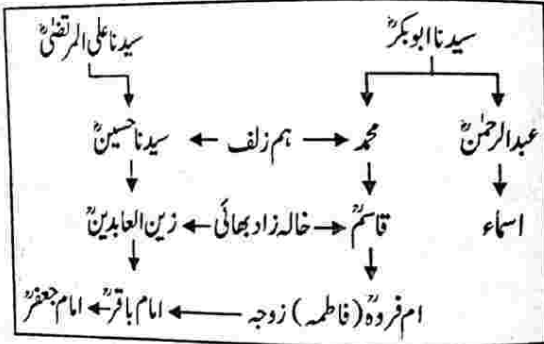
رشتہ نمبر 5: سیدنا حسینؓ کی طرح سیدنا حسنؓ کی رشتہ داری بھی سیدنا صدیق اکبرؓ سے۔ وہ یہ کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے صاجزادے سیدنا عبدالرحمن بن ابوبکر کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے سیدنا حسنؓ کے نکاح میں آئیں سیدہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر، سیدہ ہند بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر، صدیقی خاندان کی دوہری نسبت سے سیدنا حسن ذوالنورین ہیں۔

سیدنا فاروق اعظمؓ
اور
سیدنا حسینؓ کی رشتہ داریاں

رشتہ نمبر 1: سیدنا فاروق اعظمؓ کی صاجزادی سیدہ حفصہ بنت عمرؓ محبوب خدا سیدنا محمد رسول اللہؐ کی اہلیہ محترمہ ام المومنین ہیں...... اس رشتہ سے وہ سیدنا حسین بن علیؓ کی نانی اماں ہوئیں...... اور یہی رشتہ سیدنا صدیق اکبرؓ کا بھی ہے...... کہ آپ کی صاجزادی مخدومہ امت ام المومنین صدیقہ کائنات سیدنا عائشہ صدیقہؓ رسول اللہؐ کے عقد میں آئیں...... تو امت کی ماں اور سیدنا حسینؓ کی نانی اماں ٹھہریں۔

رشتہ نمبر 2: سیدنا حسینؓ کی ہمشیرہ سیدہ ام کلثومؓ بنت علیؓ...... جو سیدہ فاطمہؓ رسولؐ کے بطن اطہر سے تھیں...... کا نکاح امیر المومنین خلیفۃ المسلمین دعائے پیغمبر سیدنا عمرؓ بن خطابؓ سے ہوا...... یہ نکاح ذوالقعدہ 17ھ میں ہوا...... چالیس ہزار درہم حق مہر طے ہوا...... انہیں سے ایک لڑکا زید بن عمر اور لڑکی رقیہ بن عمر پیدا ہوئیں...... اس نکاح کا ثبوت شیعہ سنی کتب سے اسقدر صحت سے ثابت ہے کہ انکار ناممکن ہے...... اس رشتہ سے سیدنا حسینؓ سیدنا عمرؓ کے برادر نسبتی ہوئے۔

سیدنا عثمانؓ
اور
سیدنا حسینؓ کی رشتہ داریاں

سیدنا عثمانؓ کی رسول اللہؐ سے اور خاندان بنی ہاشم سے کئی رشتہ داریاں تھیں طوالت کی وجہ سے انہیں ذکر نہیں کیا جاتا صرف سیدنا حسینؓ کی خاص رشتہ داریوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

رشتہ نمبر 1: سیدنا عثمان بن عفانؓ کا پوتا سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عثمان کا نکاح سیدنا حسین بن علیؓ کی صاجزادی سیدہ فاطمہ بنت حسینؓ سے ہوا۔ گویا دادا عثمان بن عفانؓ داماد رسول اللہؐ ہیں اور پوتا عبداللہ بن عثمان داماد جگر گوشۂ بتول سیدنا حسین بن علیؓ ہیں۔ عبداللہ بن عمرو بن عثمان کے نسب اور سیدہ فاطمہ بنت حسین کے بطن سے ایک لڑکی سیدہ رقیہ اور دو لڑکے قاسم اور محمد الدیباج پیدا ہوئے۔ محمد کو خوبصورتی کی وجہ سے الدیباج کہا جاتا تھا۔

رشتہ نمبر 2: سیدنا حسین بن علیؓ کی صاجزادی سکینہ بنت حسین کا نکاح پہلے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے نواسے سیدنا مصعب ابن زبیر سے ہوا۔ ان کی شہادت کے بعد عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ کے نکاح میں آئیں اس کے بعد تیسری شادی زید بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوئی۔ گویا سیدنا حسینؓ کی دو صاجزادیاں سیدنا عثمان بن عفان کے دو پوتوں کے عقد میں آئیں۔

(طبقات ابن سعد ج 8)

رشتہ نمبر 3: سیدنا حسینؓ کی طرح سیدنا حسنؓ کا رشتہ بھی سیدنا عثمان سے گہرا تھا۔ سیدنا حسن کی پوتی سیدہ ام القاسم کا نکاح سیدنا عثمان کے پوتے مروان بن ابان بن عثمان سے ہوا۔

رشتہ نمبر 4: ایسے ہی سیدنا جعفر طیارؓ کی پوتی سیدہ ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر طیار کا عقد سیدنا عثمان بن عفان کے لڑکے ابان بن عثمان سے ہوا۔

رشتہ نمبر 5: سیدنا عثمانؓ کی ایک صاجزادی سیدہ عائشہ بنت عثمان کا پہلا نکاح سیدنا حسن بن علیؓ سے ہوا اُس کے بعد دوسرا نکاح سیدنا حسین بن علیؓ سے ہوا۔ گویا سیدنا عثمان داماد رسول ہیں تو حسنینؓ کریمین شریفین داماد عثمان ہیں۔

رشتہ نمبر 6: سیدنا عثمان بن عفانؓ کی پڑپوتی سیدہ عائشہ بنت عمر بن عاصم بن عثمان کی شادی سیدنا حسینؓ بن علیؓ پڑپوتے اسحاق بن عبداللہ الارقط بن علیؓ بن حسینؓ سے ہوئی اس لڑکی سے ایک لڑکا یحییٰ بن اسحاق پیدا ہوا۔

سیدنا معاویہؓ

اور

سیدنا حسینؓ کی رشتہ داریاں

سیدنا حسینؓ کی خلفاء ثلاثہ سیدنا صدیق اکبرؓ سیدنا فاروق اعظمؓ سیدنا عثمان غنیؓ سے...... جو رشتہ داریاں تھیں...... وہ مندرجہ بالا عنوان سے ظاہر ہیں...... اسی طرح کاتب وحی ہادی و مہدی امت، فاتح شام و قبرص سیدنا معاویہ بن ابی سفیانؓ سے بھی نواسۂ رسول جگر گوشۂ بتول سبط النبی ابن العلی سیدنا حسینؓ کی رشتہ داریاں تاریخ کے اوراق پر روز روشن کی طرح عیاں ہیں...... سانحہ کربلا اپنی جگہ ایک عظیم حادثہ، ملت اسلامیہ کے لئے بہت بڑا المیہ...... اور خاندان نبوت کے ابتلاء و آزمائش کا واقعہ ہے...... جس میں خاندان نبوت کی مظلومیت کا انکار ناممکن و محال ہے...... مگر اسکے باوجود دونوں میں آپس کی رشتہ داریاں تعلقات جیسے حادثہ کربلا سے قبل تھے...... ویسے ہی حادثہ کربلا کے بعد بھی بحال رہے...... بطور نمونہ چند رشتوں کا ذکر کیا ہے۔

رشتہ نمبر 1: سیدنا معاویہؓ کا سب سے بڑا اور اہم رشتہ محسن انسانیت سیدنا محمد رسول اللہؐ سے برادر نسبتی کا ہے...... کہ آپکی ہمشیرہ محترمہ سیدہ ام حبیبہ جن کا نام بی بی رملہ تھا...... آنحضرتؐ کے عقد مبارک میں آئیں...... اور ام المومنین کا اعزاز حاصل کیا۔

ایسے ہی سیدنا معاویہؓ رسول اللہؐ کے ہم زلف تھے...... یعنی ام المومنین سیدہ ام سلمہؓ کی ایک بہن قریبۃ الصغریٰ سیدنا معاویہؓ کی اہلیہ محترمہ تھیں۔

رشتہ نمبر 2: سیدنا معاویہؓ کی سگی بھانجی سیدہ لیلیٰ سیدنا حسینؓ کے عقد میں آئیں......

اور حرم حسین میں شامل ہوئیں..... سیدنا علی اکبر انہیں کے صاجزادے تھے..... واضح رہے کہ یہ سیدہ لیلیٰ سیدنا معاویہؓ کی ایک ہمشیرہ سیدہ میمونہ بنت ابی سفیان کی دختر نیک اختر تھیں۔

سیدنا علی اکبر شہید کربلا ہیں..... سیدہ میمونہ بنت ابی سفیان کے شوہر ابو مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔

رشتہ نمبر 3: سیدنا حسینؓ کے چچازاد بھائی عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی بیٹی محمد سیدنا معاویہؓ کے لڑکے یزید کے عقد میں آئیں۔

رشتہ نمبر 4: سیدنا حسینؓ کے بھائی سیدنا عباس علمدار بن علیؓ بن ابی طالب کی پوتی سیدہ نفیسہ بنت عبیداللہ بن عباس بن علیؓ بن ابی طالب کا نکاح یزید کے پوتے سیدنا معاویہؓ کے پڑپوتے عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہؓ سے ہوا۔

قریشی ہاشمی۔ اموی خاندانوں کی باہمی رشتہ داری کی فہرست طویل ہے..... جسکا یہ محل نہیں بطور نمونہ چند رشتوں کا ذکر کر دیا گیا ہے..... ان تعلقات اور رشتہ داریوں سے تاریخی افسانوں کی کذب بیانی دجل وفریب سے پردہ اٹھتا ہے..... اور حقائق کا انکشاف ہوتا ہے کلام ربانی کی صداقت رحماء بینھم کی تفسیر وتشریح سمجھ آتی ہے..... اللہ تعالیٰ اصحاب رسولؐ اور اہل بیت نبوت کی قدر دانی کی توفیق عطا کرے (آمین)

اقوال حسین رضی اللہ عنہ

ارباب سیر نے سیدنا حضرت حسینؓ کے بہت سے کلمات طیبات نقل کیے ہیں جو دانش حکمت اور پند وموعظت کا خزینہ ہیں۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

- جلد بازی نادانی ہے۔
- حلم زینت ہے۔
- صلہ رحمی نعمت ہے
- راستبازی عزت ہے
- جھوٹ عجز ہے
- بخل افلاس ہے
- سخاوت دولت مندی ہے
- نرمی عقلمندی ہے
- رازداری امانت ہے
- حسن خلق عبادت ہے
- عمل تجربہ ہے
- امداد دوستی ہے
- اچھے کام کرتے رہو مگر دل سے
- ایسا کام جو تم نے نہیں کیا، اس کا شمار نہ کرو
- حاجت مند نے تم سے سوال کر کے اپنی آبرو کا خیال نہ رکھا تو تم اس کی حاجت روائی کر کے اپنی آبرو قائم رکھو

- جو اپنے بھائی کی دنیاوی مصیبت میں کام آیا تو اللہ اس کی آخرت کی مصیبت دور کرتا ہے۔
- سب سے زیادہ معافی دینے والا وہ ہے جو بدلہ لینے کی قدرت رکھتا ہو اور پھر بدلہ نہ لے
- اپنی زیادہ تعریف کرنا ہلاکت کا باعث ہے۔
- عطا کے ذریعے نیک نامی حاصل کرو
- گمراہی سے شہرت پیدا نہ کرو۔
- جو سخاوت کرتا ہے سردار بنتا ہے جو کنجوسی کرتا ہے ذلیل ہوتا ہے۔
- سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو ایسے لوگوں کو بھی دیتا ہے جن سے ملنے کی امید نہ تھی۔
- جو کسی پر احسان کرتا ہے تو خدا اس پر احسان کرتا ہے اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست بنا لیتا ہے۔
- سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے جو ایسے شخص سے صلہ رحمی کرے جس نے اس کے ساتھ صلہ رحمی نہ کی ہو۔
- اگر کسی کے ساتھ نیک سلوک کیا اور دوسرا اس کے ساتھ ایسا نہ کر سکا تو اللہ اس کا نیک بدلہ دیتا ہے۔

مقام صحابہ رضی اللہ عنہ

- اللہ کے بندے جن سے اللہ راضی اور وہ اللہ سے راضی نورِ نبوت سے روشن ہونیوالے چراغ
  وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں
- ایسے بندے ایسے چہرے، ایسے لوگ، سورج کی آنکھ نے صرف ایک بار دیکھے
  وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں
- جو موت، قبر اور آخرت ہمیشہ نظر میں رکھتے اور رسول اللہ کے نمونے کی پیروی کرتے کرتے قیامت تک نمونہ بن گئے
  وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں
- جن کی سربلندی عاجزی میں تھی، جن کے قدم ظالموں کے سامنے جابروں کے سامنے کبھی نہ ڈگمگائے
  وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں
- وہ شہداء بدر، شہدائے اُحد، شہدائے خندق، شہدائے خیبر جن کے خون سے ہماری تاریخ کا پہلا باب لکھا گیا
  وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں
- میر کارواں اور اہل کارواں وہ بھی بے مثال اور یہ بھی بے مثال
  وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں
- سُنت نبوی کی اشاعت اور حفاظت کا اعزاز اللہ تعالیٰ نے جن ہستیوں کو دیا ہے
  وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں
- جو خیر القرون اور خیر اُمت کے مستحق قرار پائے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں
- جن کا معاشرہ ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے جن کا کردار عمل بہترین نمونہ ہے
  وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں
- جن کی زندگی کا ہر معاملہ دیانت، شرافت، ایثار و حسن سلوک بے مثال ہے
  وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں

- جو شجاعت اور جوانمردی میں بے نظیر اور اطاعت اور رسول ان کی زندگی کا مقصد اور جن کا جینا مرنا اسلام کی خاطر — وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں
- جن میں نور ایمان تفقہ فی الدین پیدا کیا اور اقامتِ دین کو ایک عملی شکل دی جنہوں نے علوم اسلامیہ کی بنیاد رکھی — وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں
- جنہوں نے نہایت ہی قلیل مدت میں دنیا کے بڑے حصے کو متاثر کیا جن کی عسکری اور انتظامی قابلیتوں کا ثبوت، ان کی کشور کشائی تھی — وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں
- جو تعلیم قرآن کریم کے علاوہ تفسیر، حدیث، فقہ، علم اسرار دین، علم تصوف، علم الانساب، علم تاریخ وغیرہ کی عمارت کے اولین معمار ہیں۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں
- جن کی قرآن مجید کی اشاعت اور افہام وتفہیم اور تفاسیر کے سلسلے میں مساعی جلیلہ نہایت ہی قابل قدر ہے۔ — وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں

عہد فاروقی میں رحلت کرنیوالے صحابہ رضی اللہ عنہم

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حسب ذیل مشہور صحابہ رضی اللہ عنہم نے وفات پائی

عتبہ بن غزوان

علاء بن حضرمی

قیس بن سکن

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار حضرت ابوقحافہ

سعد بن عبادہ

سہیل بن عمرو

ابن ام مکتوم (نابینا مؤذن)

عیاش بن ابو ربیعہ

عبدالرحمٰن برادر زبیر بن عوام

قیس بن ابو صعصعہ (جو قرآن کریم جمع کرنے والوں میں تھے)

نوفل بن حارث بن عبدالمطلب اور ان کے بھائی سفیان

ام المومنین حضرت ماریہ (جو حضرت ابراہیم کی والدہ تھیں)

ابو عبیدہ بن جراح

معاذ بن جبل

یزید بن ابو سفیان

شرجیل بن حسنہ

فضل بن عباس

ابو جندل بن سہیل

ابو مالک اشعری

صفوان بن معطل

ابی بن کعب

حضرت بلالؓ (موذن خاص)

اُسید بن حضیر

براء بن مالک (برادر انس)

ام المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش

عیاض بن غنم

ابو ہیثم بن تیہان

خالد بن ولیدؓ

جارود (سردار قبیلۂ بنو قیس)

نعمان بن مقرن

قتادہ بن نعمان

اقرع بن حابس

ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ

عویم بن ساعدہ

غیلان ثقفی

ابو محجن ثقفی اور دیگر اعلام و مشہور صحابہ نے عہد فاروقی میں اس دار فانی سے کوچ فرمایا۔

✿✿✿✿✿

Scanned by CamScanner

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

امین امت...... بدری صحابی...... دو مرتبہ ہجرت کرنے والے...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام قبول کرنے والے...... عظیم سپہ سالار، رومیوں کی طاقت کو خاک میں ملانے والے...... اصحاب عشرہ مبشرہ میں سے ایک حضرت عامر بن عبداللہ القرشی (ابوعبیدہ) ہیں جو ہجرت نبوی سے ۲۳ یا ۴۰ سال قبل پیدا ہوئے۔

گیارہویں پشت میں آپ کا نسب رسول اللہ ﷺ سے جا ملتا ہے...... آپکی کنیت ابوعبیدہ ہے...... جراح آپ کے دادا کا نام ہے...... آپکی والدہ قبیلہ بنی حارث کی خاتون تھیں جو برکات اسلام سے بہرہ ور ہوئیں ①

آپ تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے رفیق سفر رہے...... غزوہ بدر میں آپ نے اپنے والد عبداللہ بن جراح کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا...... اس واقعہ پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی۔

"لَا تَجِدُ قَوْماً يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْا آبَائَهُمْ اَوْاَبْنَائَهُمْ"

اللہ اور قیامت پر ایمان رکھنے والوں کو تم کبھی نہ دیکھو گے کہ وہ خدا اور رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں سے محبت رکھتے ہوں اگر چہ وہ ان کے ماں باپ ہوں یا بیٹا، بیٹی۔

غزوہ اُحد کے دن جب حضور سرور کائنات ﷺ زخمی ہوئے تو آہنی خود کی لکڑیاں چہرہ مبارک میں کھب گئیں ... حضرت ابوعبیدہؓ نے اپنے دانتوں سے خود کی میخیں نکالیں...... جس کی وجہ سے آپکے سامنے والے دونوں دانت نکل گئے...... لیکن پہلے سے کہیں زیادہ حسین لگتے تھے ②

۹ ہجری میں نجران کے وفد کی آمد کے موقعہ پر آپکو بارگاہ رسالت سے امین الامت کا لقب ملا...... جبکہ حضرت انس ؓ کی روایت کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

''لکل امة امین و امین ھذاالامة ابوعبیدہ بن الجراح'' (۳)

''ہر امت کیلئے ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں''

آپ نے اپنی زندگی میں بیشمار جنگیں کیں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے دور میں آپ سات ہزار مجاہدین کے ہمراہ حمص روانہ ہوئے، بصریٰ اور مآب فتح کرتے ہوئے جابیہ جا پہنچے وہاں جب پہنچے تو آپ نے خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر ؓ کو مزید فوج بھیجنے کو کہا...... حضرت ابوبکر ؓ نے مزید امدادی فوج روانہ کردی...... جب یہ فوجیں پہنچیں...... تو ادھر سے سیف اللہ حضرت خالد بن ولید ؓ بھی آپ سے آملے دونوں نے مل کر اجنادین میں رومیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

۲۸ جمادی الاول ۱۳ ہجری کی شدید لڑائی کے بعد مسلمانوں نے رومیوں پر فتح پائی۔ (۴)

بعدازاں حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے دمشق کا محاصرہ کرلیا اسی دوران مدینہ میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے وفات پائی...... حضرت خالد بن ولید ؓ فصیل پھاند گئے اور شہر کے دروازے کھول دیئے فتح دمشق کے بعد حضرت ابوعبیدہ نے فحل کی لڑائی میں اردن کے شہر بیسان کو فتح کیا پھر مرج الروم اور حمص فتح کیا...... ان کے بعد حماۃ، شیزر، معرۃ النعمان اور لاذقیہ پر قبضہ کیا...... (۵)

ان عظیم فتوحات سے رومیوں کو بہت تکلیف ہوئی...... انہوں نے بدلہ لینے اور مسلمانوں کو شام سے نکالنے کیلئے اپنے تمام مقبوضہ علاقوں سے فوجیں طلب کرکے انطاکیہ میں جمع کردیں...... ان میں ارمینہ، الجزیرہ، اور قسطنطنیہ کے علاقے شامل تھے۔

ادھر سے مسلمان جرنیلوں نے باہمی مشاورت کے بعد...... تمام مقبوضہ علاقوں سے فوجیں ہٹالیں...... اور انہیں ایک جگہ دریائے یرموک کے کنارے جمع کردیا...... ان علاقوں کے باشندوں کو جزیے کی رقم واپس کردی گئی۔

مسلمانوں کی تعداد تیس اور چالیس ہزار کے درمیان تھی...... جبکہ رومی لشکر کی تعداد دو لاکھ کے قریب تھے...... اس خوفناک لڑائی میں ستر ہزار رومی مارے گئے...... اور باقی بھاگ گئے...... ہرقل بھاگ کر قسطنطنیہ چلا گیا...... حضرت ابوعبیدہ یرموک کی فتح کے بعد قنسرین، حلب اور انطاکیہ فتح کرکے بیت المقدس روانہ ہوگئے...... جہاں حضرت عمرو بن العاص ؓ نے پہلے ہی محاصرہ کیا ہوا تھا...... حضرت ابوعبیدہ ؓ کے وہاں پہنچتے ہی عیسائیوں نے ہمت ہاردی...... اور صلح کیلئے تیار ہوگئے لیکن شرط یہ رکھی کہ خلیفۃ المسلمین خود آکر معاہدہ صلح کریں۔

حضرت ابوعبیدہ ؓ نے صلح کے بارے میں حضرت عمر ؓ کو خط لکھا...... حضرت عمر ؓ چند مہاجرین وانصار کے ساتھ بیت المقدس تشریف لائے...... جابیہ کے مقام پر معاہدہ ہوا...... فتح بیت المقدس کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہ ؓ کو والی شام مقرر کردیا۔

۱۷ ہجری میں رومیوں نے ایک بڑے لاؤ لشکر سمیت حمص پر حملہ کردیا...... حضرت ابوعبیدہؓ نے انکا بھرپور انداز میں مقابلہ کیا...... اس طرح رومیوں کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہوگیا۔

ماہ محرم الحرام ۱۸ ھ میں حضرت ابوعبیدہ ؓ بن الجراح جہان فانی سے عالم بقا کی طرف انتقال فرماگئے...... طاعون پھیلا جس سے آپ بھی متاثر ہوئے۔

آپکی نماز جنازہ حضرت معاذ بن جبل ؓ نے پڑھائی۔ بیسان یا فحل میں دفن کیے گئے۔

---

(۱) اسد الغابہ/طبقات/اشرف الانساب۔
(۲) سیرت ابن ہشام ص ۷۵، ج ۲ بیروت/زادالمعاد ص ۴۹۲ بیروت۔
(۳) مشکوٰۃ ص ۵۶۶، ج ۲۔
(۴) اسد الغابہ۔
(۵) الفاروق/فتوح البلدان/تاریخ طبری/سیرت ابن ہشام۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

بدری صحابی..... دربار نبوی سے رَجُلٌ صَالِحٌ کالقب پانے والے..... راہ حق میں سب سے پہلا تیر چلانے والے..... کئی عظیم جنگوں کے فاتح فارس کے علاقوں کو مجوسیوں سے پاک کرنے والے، عشرہ مبشرہ صحابہؓ میں سے ایک..... حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ ہیں۔ جو ہجرت نبوی سے تیس سال قبل پیدا ہوئے۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب..... پانچویں پشت میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر مل جاتا ہے۔

آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت و تبلیغ سے سترہ یا انیس سال کی عمر میں بعثت نبوی کے ابتدائی دور میں مشرف باسلام ہوئے..... آپ تیسرے یا ساتویں مسلمان ہیں..... اور دار ارقم میں تربیت حاصل کی۔ ①

آپ اپنا واقعہ قبل اسلام خود بیان کرتے ہیں کہ

میں نے مسلمان ہونے سے پیشتر خواب دیکھا کہ میں کسی تاریک جگہ پر کھڑا ہوں..... جہاں نظر نہیں آتا..... یکا یک چاند روشن ہو گیا..... میں اسکی طرف چلا..... اور یہ دیکھ رہا ہوں کہ کون کون سبقت لے گئے ہیں..... میں نے زید بن حارثہ، علی ابن ابی طالب اور ابوبکر رضی اللہ عنہم کو دیکھا..... میں نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ یہاں کب پہنچے؟

وہ کہنے لگے ابھی ابھی..... اس خواب کے چند روز بعد سننے میں آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ دعوت اسلام دے رہے ہیں..... چنانچہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز عصر کے بعد اجیاد کی گھاٹی میں ملا اور مسلمان ہو گیا..... ②

آپ کے بارے میں سیر و رجال کی کتابوں میں لکھا ہے..... کہ آپ اپنی والدہ کے

بہت ہی فرمانبردار تھے..... جب آپکی والدہ کو معلوم ہوا کہ آپ نے اسلام قبول کر لیا ہے..... اس نے کہا سعد! یہ دین کیسا ہے؟..... مجھے قسم ہے جب تک تم اسکو ترک نہ کرو گے..... اس وقت تک میں نہ کھاؤں گی، نہ پیوں گی..... یونہی بھوکی پیاسی رہ کر جان دے دوں گی..... اور لوگ تجھے مطعون کرینگے..... حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا ماں تم مجھے بے حد عزیز ہو..... لیکن تمہارے قالب میں خواہ ہزار جانیں ہوں..... اور ایک ایک کر کے ہر جان نکل جائے..... تب بھی اسلام کو نہ چھوڑوں گا..... ③

آپ کی والدہ نے تین دن تو کھانہ پینا چھوڑا..... لیکن وہ آپ کے استقلال کو دیکھ کر کھانے پینے لگی..... اس واقعہ پر قرآن کریم میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

''وَاِنْ جَاهَدَاکَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَالَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا''

اگر تیرے ماں باپ یہ کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے..... جسکا تجھے کوئی علم نہیں تب تو اس وقت انکا کہنا نہ مان..... ہاں دنیا میں انکے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہ۔

بدر، احد، احزاب، حنین اور جمیع غزوات میں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے..... غزوہ اُحد کے دن آپ نے ایک ہزار تیر چلائے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

''ماسمعت النبی اجمع ابویه لاحد الا لسعد فانی سمعته یقول یوم احد یاسعد ارم فداک ابی وامی'' ④

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ایک کیلئے بھی ماں باپ دونوں کو جمع کرتے ہوئے نہیں سنا مگر احد کے دن میں نے ایسا فرماتے ہوئے سنا کہ اے سعد تیر چلا تجھ پر میری ماں اور باپ قربان ہوں

دوسری روایت میں یہ الفاظ ملتے ہیں

''ارم ایها الغلام الحزور''..... ⑤

اے زور آور نوجوان تیر چلا

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے آپ کے حق میں فرمایا

اللّٰھم استجب لسعد اذا دعاک......⑥

''اے اللہ سعد جب بھی دعاء کرے اسکی دعاء قبول فرما''

مشکوۃ میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

اللھم اشدد رمیته واجب دعوته......⑦

''اے اللہ اس کے تیر کو نشانہ پر بٹھا اور اسکی دعاء کو قبول فرما''

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیعت رضوان میں شامل تھے......اس بیعت میں شامل ہونے والے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو جنت کی بشارت ملی......فتح کے موقع پر حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ شدید بیمار ہو گئے......اور زندگی سے مایوس ہو کر حضور ﷺ سے عرض کی کہ میں مکہ کو راہ حق میں چھوڑ چکا ہوں...... یہاں نہیں مرنا چاہتا......سرور کائنات ﷺ نے ان کے چہرے اور شکم پر ہاتھ پھیرا اور شفا کیلئے دعاء فرمائی......دعاء قبول ہوئی......وہ تندرست ہو کر مدینہ منورہ پہنچے اور پھر ان کی قیادت میں مجاہدین اسلام نے ایرانیوں کا خوب مقابلہ کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپکو بنو ہوازن کا عامل مقرر فرمایا......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ۱۲ ہجری میں جنگ قادسیہ کیلئے بنو ہوازن کے تین ہزار مجاہدین......اور مدینہ کے چار ہزار سرفروشوں سمیت تیس ہزار کے لشکر کا امیر مقرر فرمایا۔

آپ عملی طور پر اس جنگ میں بوجہ بیماری کے حصہ نہ لے سکے......مگر آپ نے حضرت خالد بن عرفطہ کو اپنا نائب مقرر کیا......میدان جنگ کے قریب......زمانہ قدیم کے ایک محل کے بالا خانے کی دوسری منزل میں تکیے کے سہارے بیٹھ کر کاغذ کے پرزوں پر ہدایات لکھ کر حضرت خالد کو بھیجتے رہے......یہ جنگ تین دن شدت کیساتھ جاری رہی......اس میں ایرانی سردار رستم......حضرت مجاہد ہلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا......⑧

قادسیہ کی فتح کے بعد حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بابل اور آس پاس کے علاقے

فتح کیے......ایران کا پایہ تخت مدائن دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر واقع تھا......حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کیساتھ اسکی طرف بڑھے تو ایرانیوں نے دریا کا پل توڑ دیا......اور تمام کشتیاں دوسرے کنارے پر لے گئے......حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا......تمام مجاہدین اسلام نے بھی آپکی پیروی کی آخرکار سب دریا پار کر گئے۔

ایرانی پہلے تو حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں مجاہدین کو دریا پار کرتے دیکھتے رہے......پھر ''دیو آ گئے، دیو آ گئے'' کہتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے......حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مدائن میں داخل ہوئے تو ہر طرف سناٹا تھا۔ کسریٰ کے پُرشکوہ محلات......دوسری طرف عظیم الشان عمارتیں......اور سرسبز باغات اب سب کے سب غلامان محمد ﷺ کے قدموں میں تھے۔

دشت تو دشت ہیں صحرا بھی نہ چھوڑے ہم نے

بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

فتح مدائن کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جلولا، حلوان، موصل، تکریت اور ماسبذان کے علاوہ عراق عرب کی آخری حد تک علاقہ جات فتح کیے......ان تمام علاقہ جات کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپکو حاکم مقرر فرما دیا۔

آپ نے محرم الحرام ۵۵ھ میں اسی برس کی عمر میں مدینہ سے دس میل دور......مقام عقیق میں وفات پائی...... جنازہ کی نماز والی مدینہ مروان بن الحکم نے پڑھائی......اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔

---

① استیعاب/اصابہ/طبقات۔
② عشرہ مبشرہ ص۱۰۶۔
③ سوشیدائی/جرنیل صحابہؓ/استیعاب/اسد الغابہ/صحابہ کرام انسائیکلوپیڈیا ص۲۵۲، ج۲۔
④ صحیح بخاری و مسلم/مشکوۃ ص۵۶۵، ج۲/ترمذی ص۲۱۶، ج۲۔
⑤ ترمذی ص۲۱۶، ج۲/مشکوۃ ص۵۶۷، ج۲۔
⑥ ترمذی ص۲۱۶، ج۲۔
⑦ مشکوۃ ص۵۶۶، ج۲۔
⑧ طبقات/اسد الغابہ/سیر الصحابہؓ۔
⑨ سوشیدائی/سیرت ابن ہشام۔

فضلاء صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک...... حافظ الحدیث...... انصاری صحابی...... حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کے والد جندب کا انتقال ہوا تو انکی والدہ نے مری بن شیعان سے شادی کرلی...... سوتیلے باپ نے پرورش کی...... آپؓ انصار کے حلیف تھے اسلئے انصاری کہلائے...... آپؓ بارہ سال کی عمر میں اسلام لائے...... ۲ ہجری میں غزوہ بدر کے موقع پر کم سن تھے اس لئے شریک نہ ہوئے...... غزوہ اُحد کے موقعہ پر اپنے بڑی عمر کے ہم جولی صحابی حضرت رافع بن خدیج کو کشتی میں بچھاڑ دیا...... تو حضور سرور کائنات ﷺ نے خوش ہوکر جنگ میں شرکت کی اجازت مرحمت عطا فرمائی۔

اُحد کے بعد تمام غزوات میں سالار اعظم حضرت محمد ﷺ کے ہمدم رہے۔

آپ کو رسول اللہ ﷺ سے بے حد محبت تھی...... اور جہاد میں پیش پیش تھے آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ...... انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک خاص قسم کی تلوار حنفیہ دیکھی...... اس قسم کی تلوار بنوا کر اپنے پاس ہمیشہ رکھی ①

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت زیادہ صلاحیتوں سے نوازا تھا...... یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ آباد کیا تو...... حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بصرہ چلے گئے۔

۵۰ ہجری میں والی بصرہ وکوفہ زیاد بن سمیہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کردیا...... ②

اللہ تعالیٰ نے آپ کو زبردست قوت حافظہ سے نوازا تھا...... آپ کا شمار حفاظ حدیث میں سے ہوتا ہے...... خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"کان من الحفاظ المکثرین عن رسول اللہ اوروی عنہ جماعۃ"

"حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ ان حفاظ حدیث میں سے تھے جنہوں نے حضور ﷺ سے کثرت کیساتھ روایت کی ہے...... اور ان سے ایک جماعت روایت کرتی ہے...... ③

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بن جندب نے بذات خود ایک حدیث کا مجموعہ جمع کر رکھا تھا...... جو آپ کے بیٹے کے پاس محفوظ تھا...... اس کے متعلق علامہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علم کثیر موجود ہے...... ④

جس مجموعہ کو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مجموعہ حدیث کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ نسخہ کبیرہ ہے...... کتب رجال کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے...... کہ آپ تقریباً ایک سو تیئیس (۱۲۳) احادیث کے راوی ہیں۔

ماہ محرم الحرام ۵۴ ہجری میں بیمار ہوئے اور ۶۶ سال کی عمر میں انتقال فرماگئے۔

---

① اصابہ/اسد الغابہ
② تاریخ طبری
③ الاکمال ص ۶۰۱
④ تہذیب التہذیب ص ۲۳۶، ج ۴/اسد الغابہ/اصابہ

اہل مدینہ کے بڑے مفتی ..... فقیہ الامت ..... قرآن وحدیث کے بحرِ بے کراں علمی بصیرت رکھنے والے ..... ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی ..... احادیث کی کثرت سے روایت کرنے والے ..... شاعری اور خطابت میں مہارت رکھنے والے ..... حضرت عبداللہ بن عمر بن خطابؓ ہیں جو ۲ نبوی میں پیدا ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیساتھ ہی حلقہ اسلام میں داخل ہوئے ..... اور پھر ۱۳ نبوی میں اہل خانہ کے ہمراہ ہی مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی ..... اس وقت آپ کی عمر گیارہ سال تھی ..... ①

آپ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر ملال کے بعد ساٹھ سال تک زندہ رہے ..... علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

''ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی کوئی بات چھپی ہوئی نہ تھی''

سلمان بن یسار کہتے ہیں کہ

''میں نے تحصیل علم کے لئے اپنا وقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان تقسیم کر رکھا تھا''

امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''میں نے صحابہ میں حدیث روایت کرنے میں ان سے بڑھ کر کسی کو خدا سے ڈرنے والا نہیں پایا''

محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ

''آپ مفکر اسلام ہیں'' ..... ②

آپ نیکی کے کاموں میں سبقت لے جانے والوں میں سے تھے۔ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ مشہور تابعی آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ

''میں اگر کسی کے جنتی ہونے کی بشارت دے سکتا ہوں تو وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تھا'' ..... ③

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ

''بجز حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہم نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا ..... جسے دنیا نے اپنی طرف مائل کیا ہو اور وہ اس کی طرف مائل نہ ہوا ہو'' ..... ④

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے متعلق لکھتے ہیں کہ

''آپ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے ..... سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی تعریف کی ہے اور ان کی نیکوکاری اور صلاحیت کی شہادت دی ہے'' ..... ⑤

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کم سنی کی وجہ سے بدر و احد میں شریک غزوہ نہیں ہو سکے کیونکہ غزوہ بدر کے وقت ان کی عمر تیرہ برس تھی ..... اور احد میں وہ چودہ برس کے تھے۔ آپ غزوہ خندق میں ۵ ہجری کو پہلی مرتبہ شریک جنگ ہوئے ..... آپ غزوہ خیبر، فتح مکہ، حنین، طائف اور تبوک کے معرکوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ..... ⑥

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں آپ کے ایک عام سپاہی کی حیثیت سے ایران، شام اور مصر کی فتوحات میں حصہ لیا ..... اور ۲۷ ہجری میں تیونس، الجزائر اور مراکش پر لشکر کشی کرنے والی فوج میں شامل ہوئے ..... پھر ۳۰ ہجری میں خراساں اور طبرستان کی جنگوں میں حصہ لیا ..... جنگ جمل اور جنگ صفین میں کنارہ کش رہے ..... خلفائے راشدین کے بعد حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں قسطنطنیہ کی مہم میں بھی شریک ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اصحاب الشجر میں سے تھے ..... فقہ مالکی کا تمام دار و مدار آپ کے فتاویٰ پر ہے۔

حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں جو اختلاف جاری رہا ..... اس سے حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کنارہ کش رہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے

"یقتدی بعمر فی الجماعة وبابنه فی الفرقة"

لوگوں کے ساتھ اتحاد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی کی جائے...... اور لوگوں سے کنارہ کشی میں ان کے بیٹے کو نمونہ کیا جائے...... ⑦

اس اختلاف کے دوران جب کسی دوسرے فرد کو چلنے کی تجویز سامنے آئی تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے سوا کسی کو خلافت کا اہل نہیں سمجھتا...... مگر آپ نے انکار فرما دیا...... ⑧

آپ نے محرم الحرام ۷۴ ہجری میں ۸۴ سال کی عمر میں مکہ میں وفات پائی...... اور فخ مہاجرین کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

آپ سے ایک ہزار چھ سو (۱۶۰۰) احادیث مروی ہیں۔

① اصابہ رسیر الصحابہؓ / اسد الغابہ
② آثار التشریع ص۲۰۹، ج۲
③ تذکرۃ الحفاظ ص۵۰، ج۱
④ آثار التشریع ص۲۰۹، ج۲
⑤ تذکرۃ الحفاظ ص۵۱، ج۱
⑥ زاد المعاد ص
⑦ تذکرۃ الحفاظ ص۳۸، ج۱
⑨ آثار التشریع ص۲۰۹، ج۲

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

میزبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اتباع سنت میں پیش پیش...... جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی زندگی کی شام کرنے والے...... حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ جن کا اصل نام خالد بن زید رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ کا تعلق مدینہ طیبہ کے قبیلۂ بنو خزرج سے تھا...... بالکل ابتدا میں اسلام لائے...... اور آپ ہی وہ خوش نصیب صحابی ہیں...... جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مہینے تک میزبانی کا شرف حاصل ہوا...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ قضاء آپ ہی کے مکان پر آ کر رکی تھی...... ①

حضرت ابوایوب انصاریؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصرار کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالاخانہ میں رونق افروز ہوں اور ہم نیچے کے مکان میں رہیں۔

"یانبی الله بابی انت وامی، انی لاکره واعظم ان اکون فوقک وتکون تحتی فاظهر انت فکن فی العلو، وننزل نحن فنکون فی لسفل"

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ میں نیچے کے مکان میں رہوں...... چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے رہنے لگے...... حضرت ابوایوب انصاریؓ کہتے ہیں کہ

"فکان رسول الله الی سفله و کنافوقه فی المسکن، فلقد انکسر حب لنافیه ماء فقمت انا وام .أیوب بقطیفة لنا لحاف غیرها ننشف بها الماء تخوفا ان یقطر علی رسول الله امنه شیء فیؤذیه" ②

ایک مرتبہ یہ اتفاق ہوا کہ پانی کا برتن ٹوٹ گیا...... ہم نے گھبرا کر اس کے جذب کرنے کیلئے اپنا لحاف ڈال دیا...... کہ نیچے کے مکان میں نہ پہنچے...... میں اور ام ایوب دونوں جلد از جلد اس پانی کو لحاف سے جذب کرتے جاتے تھے...... اور ہمارے پاس اس کے سوا اور

کوئی کپڑا نہ تھا۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ ہم روزانہ آپ ﷺ کے لئے کھانا تیار کر کے بھیجا کرتے تھے ..... جو بچ جاتا۔

تیممت ان و ام ایوب موضع یده فاکلنامنه ینبغی بذالک البرکة

میں اورام ایوب جہاں رسول اللہ ﷺ کا انگلیوں کا نشان دیکھتے ..... وہیں سے تبرکاً انگلیاں ڈال کر کھاتے۔

ایک دن ہم نے کھانے میں لہسن اور پیاز شامل کر دیا ..... آپ ﷺ نے کھانا واپس فرما دیا میں نے جب دیکھا تو اس میں انگشتان مبارک کے نشان نہ تھے ..... گھبرا کر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ..... یارسول اللہ ﷺ آپ نے آج کھانا واپس فرما دیا ..... اس میں آپ کی انگلیوں کے نشان نہیں ہیں ..... میں اور ام ایوب برکت حاصل کرنے کے لیے اس جگہ سے کھایا کرتے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"انی وجدت فیہ ریح هذه الشجرة وانا رجل اناجی، فاما انتم فکلوه"

میں نے اس کھانے میں پیاز اور لہسن کی بو محسوس کی ..... تم کھاؤ میں چونکہ فرشتوں سے ہم کلام ہوتا ہوں ..... اس لئے اس کے کھانے سے احتراز کرتا ہوں۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ فرماتے ہیں

فاکلناه، ولم نصنع له تلک الشجرة بعد.

ہم نے اس کو کھالیا لیکن پھر کبھی ہم نے کھانے میں لہسن اور پیاز شامل نہیں کیا۔③

حضرت ابوایوب انصاریؓ تمام غزوات میں حضور سرور کائنات ﷺ کے ساتھ رہے۔ ..... حضرت علیؓ نے آپ کو مدینہ طیبہ کا گورنر بھی بنا دیا تھا ..... لیکن شوق جہاد

غالب رہا ..... حضرت علیؓ کے پاس ہی پہنچ گئے اور خوارج کے خلاف جہاد میں ان کے ساتھ شامل ہوئے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے صاحبزادے یزید کی سربراہی میں جو پہلا لشکر قسطنطنیہ پر حملے کیلئے روانہ کیا اس میں آپ بھی شامل تھے ..... یہاں طویل محاصرہ ہوا اور آپ سے پوچھا کہ کوئی خدمت بتائیے ..... حضرت ابوایوب انصاریؓ نے جواب دیا کہ "بس میری ایک خواہش اور ہے ..... اور وہ یہ کہ جب میرا انتقال ہو جائے ..... تو میری لاش کو گھوڑے پر رکھ کر دشمن کی سرزمین میں جتنی دور تک لے جانا ممکن ہو لے جانا ..... اور وہاں جا کر دفن کرنا۔

آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا آپ کو قسطنطنیہ کی دیوار کے قریب دفن کیا گیا۔④

آپ کی وفات محرم الحرام ۵۱ھ جنوری ۶۷۱ء کو ہوئی۔

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے ..... کہ سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ فتح کرنے کے بعد اہتمام کے ساتھ آپ کی قبر مبارک کی تلاش شروع کی ..... ایک بزرگ کی نشاندہی پر اس جگہ وہ دستیاب ہوگئی ..... سلطان محمد فاتح نے جامع ابوایوب کے نام سے یہاں مسجد تعمیر کرائی۔ ..... ⑤

---

① سیرت ابن ہشام ص ۴۴۹، ج ا بیروت۔
② سیرت ابن ہشام ص ۴۵۰، ج ا بیروت / سیرت مصطفیٰ ص ۴۱۰، ج ا۔
③ سیرت ابن ہشام ص ۴۵۰، ج ا بیروت۔
④ الاصابہ، ص ۴۰۵، ج ا
⑤ تاریخ دولت عثمانیہ از ڈاکٹر محمد عزیز ص ۱۲۱، ج ا، بحوالہ جہان دیدہ ص ۳۵۶

Scanned by CamScanner

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ

خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے...... ام المومنین سیدہ عائشہؓ کے حقیقی بھائی...... شجاع و بہادر...... تیراندازی میں غیر معمولی کمال رکھنے والے...... حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ ہیں...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سارا گھرانہ حلقہ بگوش اسلام ہوگیا...... مگر یہ عبدالرحمٰن اپنے آبائی دین پر قائم رہے...... ۲ہجری میں میدان بدر میں جب مسلمانوں کے مقابل تھے...... اس جنگ میں انہوں نے آگے بڑھ کر مبارزت کا نعرہ بلند کیا...... یہ نعرہ سن کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا...... اور خود بڑھ کر بیٹے کا مقابلہ کرنا چاہا...... لیکن حضورؐ نے آپ کو منع فرمادیا۔①

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ غزوہ احد میں بھی کفار مکہ کے ساتھ تھے...... لیکن صلح حدیبیہ کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دولت ایمان سے سرفراز فرمایا...... مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لائے...... اور یہاں مدینہ میں اپنے والد کے ہمراہ رہنے لگے سیدنا صدیق اکبرؓ کے نجی اور ذاتی معاملات زیادہ تر یہی انجام دیتے تھے...... اور نہایت اطاعت شعاری کے ساتھ سیدنا صدیق اکبرؓ کے غصہ کو برداشت کرتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ فطرتاً بہادر اور شجاع تھے...... تیراندازی میں بہت مہارت رکھتے تھے...... بدر واحد کے بعد جتنے غزوات ہوئے سب میں شریک ہوئے...... بڑی جانثاری اور جانبازی کے ساتھ عدوان اسلام کا قلع قمع کیا۔

عامہ کی جنگ میں آپؓ نے اپنی تیراندازی کا غیر معمولی مظاہرہ کیا...... اس جنگ میں آپؓ نے دشمنان اسلام کے سات بڑے بڑے سرداروں کو واصل جہنم کیا...... قلعہ عامہ کی دیوار ایک جگہ سے شق ہوگئی تھی مسلمان اس راستہ سے اندر گھسنا چاہتے تھے...... لیکن دشمن کا ایک سردار

محکم بن طفیل بڑی جراءت کے ساتھ اس جگہ ڈٹا ہوا مقابلہ کر رہا تھا...... حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ نے تاک کر اس کے سینہ پر ایک ایسا تیر مارا کہ وہ تڑپ کر وہیں ڈھیر ہوگیا...... مسلمان اس کے ساتھیوں کو روندتے ہوئے اندر گھس گئے اس طریقہ سے یہ قلعہ مسلمانوں کے لیے فتح ہوگیا۔②

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مدینہ چھوڑ کر مکہ چلے آئے تھے...... اور شہر سے قریباً ۱۰میل کے فاصلہ پر ''حبشی'' نامی ایک مکان میں رہنے لگے...... یہاں تک کہ محرم الحرام ۵۳ھ مطابق دسمبر ۶۷۲ء کو ایک روز...... ناگہانی طور پر گوشہ عزلت میں واصل بحق ہوئے۔

وفات کے دن حسب معمول سوئے...... مگر ایسی نیند سوئے کہ پھر نہ اٹھے...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں اس ناگہانی موت کے باعث شبہ پیدا ہوا...... کہ شاید کسی نے زہر وغیرہ دے کر مار دیا ہو...... لیکن کچھ دن بعد ایک عورت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئی وہ بظاہر توانا اور تندرست تھی...... ایک مرتبہ سجدہ کیا اور ایسا سجدہ کہ پھر اٹھ نہ سکی...... اس واقعہ سے حضرت عائشہؓ کا شبہ زائل ہوگیا۔③

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب بھائی کی وفات کی خبر موصول ہوئی تو حج کی نیت سے مکہ کی طرف روانہ ہوئیں...... اور بھائی کی قبر پر جب کھڑی ہوئیں تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو امڈ آئے...... کچھ اشعار کہے اور پھر بھائی کی روح سے مخاطب ہو کر فرمایا...... ''بخدا! اگر میں تمہاری وفات کے وقت موجود ہوتی تو اس قدر نہ روتی اور تم کو اسی جگہ دفن کرتی جہاں تم نے وفات پائی تھی'' ④

---

① مستدرک حاکم ص۴۷۴، ج۳
② الاصابہ ص۱۶۸، ج۴
③ مستدرک حاکم ص۴۷۶، ج۳
④ مستدرک حاکم ص۴۷۶، ج۳

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

عظیم عالم...... فصیح وبلیغ...... زاہد ومتقی...... یکتائے روزگار خطیب...... حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بن ابوحسن یسار بصری ہیں...... جنکی کنیت ابوسعید ہے...... والدہ کا نام خیرہ ہے...... جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی تھیں۔

علامہ ابن سعد لکھتے ہیں کہ!

''حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ خلافت فاروقی کے آخری دو سالوں میں پیدا ہوئے...... اور وادی القریٰ میں پروان چڑھے...... اور آپ بڑے فصیح وبلیغ عابد وزاہد اور یکتائے روزگار خطیب تھے...... سامعین ان کے وعظ سے بے حد متاثر ہوتے تھے...... آپ نے حضرت علیؓ، ابن عمرؓ، حضرت انسؓ اور کثیر صحابہ رضی اللہ عنہم سے حدیثیں روایت کیں ہیں'' ①

آپ قرآن وحدیث کے جید فاضل اور احکام حلال وحرام میں اعلیٰ پایہ کی بصیرت رکھتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے

''دینی مسائل حسن بصری سے پوچھا کریں...... انہیں وہ مسائل یاد ہیں اور ہم بھول گئے''۔

سلمان الیمی فرماتے تھے!

''حسن بصری اہل بصرہ کے استاذ ہیں''

قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے

''میں جس فقیہ کی صحبت میں بیٹھا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو اس سے بڑھ کر پایا''

اصحاب صحاح ستہ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت کی ہے...... آپ نے ۱۴ محرم الحرام ۱۱۰ھ میں بعمر اٹھاسی سال وفات پائی۔ ②

① تاریخ تفسیر ومفسرین ص ۱۱۹، مؤلفہ غلام احمد حریری۔
② تہذیب التہذیب ص ۲۶۳، ج ۲۔

علامہ فضیل بن عیاض الحنفی رحمۃ اللہ علیہ

عالم ربانی...... امام یزدانی...... زاہد ومتقی...... صالح ثقہ...... صاحب کرامت...... اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد...... علامہ فضیل بن عیاض حنفی رحمۃ اللہ علیہ سمرقند شہر میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی زمانہ میں آپ ڈاکو...... اور عاشق مزاج طبعیت رکھنے والے تھے...... ایک دفعہ کسی لونڈی کے عشق میں آپ دیوار پر چڑھ رہے تھے...... کسی نے قرآن کریم کی آیت

''اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا الخ''

بلند آواز سے پڑھی...... اس آیت مبارکہ کا آپ پر ایسا اثر ہوا...... وہیں فوراً توبہ کرتے ہوئے...... امام اعظم نعمان بن ثابت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی درسگاہ میں کوفہ کیطرف روانہ ہوئے۔ امام اعظم کی صحبت میں رہ کر حدیث اور فقہ کا علم حاصل کیا...... اور مہارت حاصل کی۔

امام شافعی، حضرت قطان، حضرت مہدی رحمہم اللہ نے آپ سے روایت کی...... پھر انہوں نے علم دین اور فقہ کی ایسی خدمت کی جس سے تمام فقہاء زندہ ہیں۔

آپ کے چہرہ پر اکثر سنجیدگی رہتی تھی...... بہت کم ہنسا کرتے تھے۔

علامہ ابوعلی رازی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں...... وہ فرماتے ہیں کہ

''میں آپ کی خدمت میں تیس سال کا عرصہ رہا...... اس عرصہ میں کبھی آپکو تبسم کرتے ہوئے نہیں دیکھا...... مگر جب آپکا بیٹا علی فوت ہوا تو علامہ فضیل خوب ہنسے...... اس پر میں نے تعجب کیا کہ حضرت یہ کون سا ہنسنے کا مقام ہے...... آپ ساری زندگی نہیں مسکرائے اور آج بیٹے کی وفات پر...... اسکی کیا وجہ ہے؟

جواباً فرمانے لگے

اللہ تعالیٰ نے جس بات کو پسند کیا ہے میں نے بھی اسے پسند کیا...... اور وفات کے

فیصلہ پر بذریعہ ہنسی اپنی رضا کا اظہار کیا...... اور صدمہ پر رونا عدم رضا کی علامت ہے...... چنانچہ اس وقت رو کر یہ ثابت کرتا...... کہ اس فیصلہ خداوندی پر ناراض ہوں۔ (معاذ اللہ)

آپ صاحب کرامت بزرگ تھے...... اور حقوق العباد کا خاص خیال رکھنے والے تھے آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ ڈاکہ ڈالنے کے زمانہ میں آپ لوگوں کو خوب لوٹتے...... اور قرضہ لے کر کھا جاتے...... اور واپس نہ دیتے تھے...... لیکن جب آپ نے توبہ کی...... تو احساس ہوا کہ جسکا مال کھا چکا ہوں انکو ہر ممکن راضی کیا جائے...... چنانچہ آپ نہایت عاجزی سے رو رو کر اپنے مدعیوں کو راضی کرتے...... مگر ایک یہودی جس سے آپ نے قرضہ لیا تھا وہ کسی صورت میں راضی نہ ہوتا تھا...... اس نے راضی ہونے کی ایک شرط لگائی...... کہ فلاں ریت کے ٹیلے کو اٹھا لو (جسکا اٹھانا بظاہر ناممکن تھا) تو میں پھر راضی ہو جاؤنگا...... اس شرط کو پورا کرنے کیلئے حسب تدبیر...... اسکو تھوڑا تھوڑا اٹھانا شروع کر دیا...... اس کوشش میں کافی مدت مشغول رہے...... آخر تھک کر مایوس ہو گئے...... تو اللہ تعالیٰ نے ایک رات ایسی ہوا چلائی جس سے وہ ٹیلہ صاف ہو گیا...... اور وہ شرط پوری ہو گئی...... یہودی اس واقعہ سے بہت حیران ہوا...... اور کہنے لگا شرط تو پوری ہو گئی...... لیکن ایک بات ابھی باقی ہے...... وہ یہ کہ میرے تکیہ کے نیچے سے کچھ اٹھا لاؤ...... پھر آپکا قرضہ معاف ہوگا...... علامہ تیار ہو گئے اس شرط کو پورا کرنے کیلئے نکلے...... اس کے تکیے کے نیچے مٹھی پھیر کر...... اس یہودی کے روبرو کھولی تو اسمیں سونا نکلا...... اس باکمال کرامت کو دیکھ کر...... وہ یہودی مسلمان ہو گیا...... علامہ نے پوچھا کہ تم نے تو قصور معاف کرنا تھا...... مسلمان کیسے ہو گئے؟...... اس پر یہودی نے کہا کہ میں نے تورات میں پڑھا ہے...... کہ جسکی توبہ قبول ہو جاتی ہے اسکے ہاتھ کی برکت سے مٹی بھی سونا بن جاتی ہے...... میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس پر ہمیشہ قائم رہونگا۔

یہ صاحب علم وکمال آخر ماہ محرم ۱۸۷ھ کو مکہ میں انتقال فرما گئے...... ①

---

① تاریخ فقہاء ص ۳۳، ۳۴۔

علامہ خالد بلخی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

اہل بلخ کے امام...... قابل قدر مفتی...... اور بہترین قاضی...... امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد علامہ خالد بن سلیمان جنکی کنیت ابو معاذ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمی دولت سے مالا مال کیا تھا...... نہایت ذہین و ذکی تھے...... لوگ آپکے فتویٰ پر اعتماد کرتے تھے۔

احکام شریعت میں ماہر تھے...... احکام شرع ایسے نافذ کرتے کہ ہر کوئی خوش ہو جاتا تھا۔

آپ نے بروز جمعہ ۸۴ سال کی عمر میں ۲۶ محرم ۱۹۹ھ میں وفات پائی...... آپ کے بعد آپ کی روحانی اولاد نے انکا علمی حق ادا کیا۔

علامہ ابراہیم بن جراح رحمۃ اللہ علیہ

بہترین عالم وفاضل ...... فقیہ ...... محدث اور امام ابو یوسف کے لائق شاگرد ......
علامہ ابراہیم بن جراح کوفہ میں پیدا ہوئے ...... اور پھر مصر میں مقیم ہوئے۔

آپ نے علم حدیث اور فقہ کو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم شاگرد امام ابو یوسف ؒ سے حاصل کیا ...... اس میں پھر محنت کر کے باکمال ہوئے۔

آپ کے حلقہ درس میں کثرت سے لوگ شریک ہوتے ...... اور بیسیوں شاگردوں نے حدیث وفقہ کا فیض حاصل کیا۔

آپ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور ابی معدیہ سے امالی کو لکھا ...... جس سے بعد میں ہزاروں علماء اور طلباء نے علمی فائدہ اٹھایا۔

آپ کی وفات ماہ محرم ۲۱۷ھ میں ہوئی۔①

---

① تاریخ الفقہاء ص ۱۱۔

علامہ عیسیٰ بن ابان رحمۃ اللہ علیہ

فقہ میں مہارت تامہ رکھنے والے، قاضی وعادل ...... امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص ...... علامہ عیسیٰ بن ابان رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ کے بارے میں محمد بن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

عیسیٰ بن ابان ایک خوبصورت جوان اور منور چہرے والے تھے ...... ہمارے ساتھ اکثر نماز پڑھا کرتے تھے ...... ہمیشہ ان کو امام محمدؒ کے حلقہ درس میں شریک ہونے کی دعوت دیتا ...... مگر وہ یہ کہتے ہوئے جان چھڑا جاتے ...... کہ جناب! ان کی مجلس میں میں نہیں جاتا ...... کیونکہ وہاں حدیث کی مخالفت ہوتی ہے ...... اور مخالفت حدیث توہین رسالت ہے۔

ایک دن صبح کی نماز کے فوراً بعد ...... میں زبردستی ان کو امام محمد کے درس میں لے گیا ...... امام محمدؒ جب درس سے فارغ ہوئے ...... تو میں انکو امام صاحب کے پاس لے گیا ...... اور جا کر کہا حضرت! آپ کے برادر زادے عیسیٰ بن ابان فرماتے ہیں کہ ...... میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں نہیں جاتا ...... کیونکہ وہاں حدیث پاک کی مخالفت ہوتی ہے ...... پھر امام محمدؒ علامہ عیسیٰ کیطرف متوجہ ہوئے ...... اور فرمایا بیٹے آپ نے ہماری کونسی مخالفت ملاحظہ کی ہے؟ ......

عیسیٰ بن ابان بیٹھ گئے ...... انہوں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے پچیس سوالات کئے ...... امام محمدؒ نے ہر ایک کا جواب بڑی شرح وبسط کے ساتھ دلائل سے دیا ...... عیسیٰ بن ابان ایسے قائل ہوئے کہ ...... چھ ماہ تک انہوں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ پڑھی ...... صحبت کو لازم قرار دیا۔

بکار بن قتیبہ سے ہے ...... کہ ہلال بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ...... کہ عیسیٰ بن ابان جیسا کوئی فقیہ اور قاضی دنیا میں نہیں پایا جاتا۔①

آپ بصرہ کے قاضی رہے...... عدل وانصاف سے ایسے فیصلے فرماتے کہ...... فریقین بخوشی اسے قبول کرتے۔

آپ بصرہ کے مقام میں ماہ محرم ۲۲۱ھ میں انتقال فرماگئے۔

① حدائق الحنفیہ ص ۱۴۴۔

علامہ ربعی نحوی رحمۃ اللہ علیہ
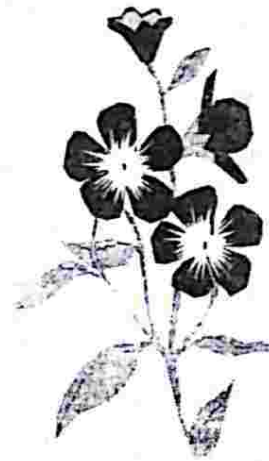
نحوی دنیا میں یگانہ حیثیت کے حامل...... علامہ علی بن عیسیٰ ربعی نحوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جنہوں نے ابوعلی فارسی سے بیس سال تک نحو پڑھی اور ساتھ ساتھ علامہ سیرانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پڑھتے رہے...... جو اپنے وقت کے امام اور علم نحو کے بہت بڑے خادم وماہر تھے۔

موصوف کو کتے مارنے کی بہت عادت تھی...... جہاں کتا ملتا...... اس کو مارنے کی پوری پوری کوشش کرتے...... ایک مرتبہ علامہ ربعی اور ابن جنی کہیں جارہے تھے...... علامہ ربعیؒ کو کھنڈر میں کتا نظر آیا...... اس کے مارنے کیلئے اندر گھس گئے...... اور ابن جنی کو راستہ میں کھڑا کردیا...... کہا کتے کا خیال کرنا کہ نکل نہ جائے...... لیکن ابن جنی رحمۃ اللہ علیہ کتا...... نہ روک سکے...... علامہ ربعی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے اے ابن جنی! تم نحو میں پیچھے ہو...... اور کتے کے مارنے میں بھی پیچھے ہو۔

لیکن علامہ ربعی رحمۃ اللہ علیہ کو علم نحو میں پوری مہارت تھی...... اس علم میں کسی سے کم نہیں تھے...... آپ کا شمار اکابر نحو میں سے ہوتا ہے۔

آپ کے بارے میں ابوعلی فرمایا کرتے تھے

''مشرق ومغرب میں تم جیسا نحو کا عالم نہیں پاؤنگا''

علامہ ربعی نحوی رحمۃ اللہ علیہ آخر ماہ محرم ۴۲۰ھ کو اس جہاں سے انتقال فرماگئے۔

علامہ جوالیقی نحوی رحمۃ اللہ علیہ

پوری زندگی سنت کی پابندی کرنے والے...... بحث مباحثہ میں نہایت انکساری کیساتھ پیش آنے والے...... علم لغت اور خوشخطی کے ماہر...... بغداد جیسے علمی شہر میں نشوونما پانے والے...... خلیفہ مستعصم باللہ کے امام...... سوچ و فکر میں ہمہ وقت محو...... خطیب ابو بکر زالوئی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں زانوئے تلمذ تہہ کرنے والے...... ابو القاسم منتمری رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم استاد سے حدیث کے اسباق پڑھنے والے...... ابن جوزیؒ جیسے نابغہ روزگار شخصیت کی تربیت کرنے والے...... علم نحو کو بے مثال عروج دینے والے...... علامہ ابو منصور بن احمد جوالیقی رحمۃ اللہ علیہ باب المواتب بغداد میں ۴۶۵ھ کو پیدا ہوئے۔

آپ نہایت عاجز و انکسار تھے...... لوگوں سے جھک کر ملا کرتے تھے...... ائمہ عصر میں سے تھے۔

آپ کے بارے میں لکھا ہے...... کہ ایک مرتبہ علامہ جوالیقی رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ وقت کی مجلس میں قدم رکھتے ہوئے کہا......

''السلام علی امیر المؤمنین''

اس مجلس میں ابن تلمیذ (جو زمرۂ اطباء میں سے تھا) موجود تھا...... اس نے کہا ایسا سلام خلیفہ کی بے ادبی ہے۔ آپ نے کہا سنت یہی سلام ہے...... ہم تو بھائی سنت کے ہی پابند ہیں...... ورنہ شریعت کی بے ادبی ہوگی۔

علامہ جوالیقی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح ادب الکاتب اور معرب لکھی...... جو اپنے فن میں بے مثال کتب ہیں۔

علامہ نے بروز یکشنبہ...... ماہ محرم ۵۳۹ھ کو بغداد میں وفات پائی...... اور قاضی القضات زینبی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی...... جس میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی...... لکھا ہے کہ اس میں بے شمار اولیاء بھی تھے۔①

① تاریخ علما نحو ص ۱۳۸۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

علمی دنیا کے امام..... ذی علم انسان..... فن شاعری اور فصاحت و بلاغت سے خاص واقفیت رکھنے والے..... عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ بن شمس الدین احمد اصفہانی..... جو جام شہر میں ۸۱۷ھ کو پیدا ہوئے..... آپ کا تخلص جامی ہے۔

مولانا جامی نے مختلف یگانہ روزگار اساتذہ سے علم حاصل کیا..... ابتدائی عمر میں جنید اصولی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں تشریف لائے..... پھر برائے تعلیم حضرت خواجہ علی سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے..... اس کے بعد حضرت شہاب الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں پڑھتے رہے..... پھر سمرقند میں قاضی موسیٰ رومی شارح چغمینی کے درس میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔

مولانا جامیؒ کے بارے میں قاضی مدرس رومی رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ میرے پاس جامی جیسا ذی علم انسان سمرقند میں آج تک نہیں آیا۔

علامہ عبدالرحمٰن جامیؒ نے مختلف کتب کی تصنیف کی..... ''شرح جامی'' علامہ جامیؒ کی مشہور کتاب ہے جو تمام مدارس عربیہ میں پڑھائی جاتی ہے۔

علامہ جامیؒ نے بروز جمعۃ المبارک ۱۸ محرم الحرام ۸۹۸ھ کو انتقال فرمایا..... ہرات میں دفن کئے گئے۔

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

اللہ کے نیک بندے..... اور اسکی یاد میں مصروف رہنے والے..... راہ معرفت طے کرنے میں بڑی مشقت اٹھانے والے..... صوم الدھر..... خشیت الٰہی کا بے حد غلبہ لئے ہوئے..... مشتبہ چیزوں سے کوسوں دور..... خواجگان چشت کے مایہ ناز..... نامور بزرگ..... حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ۵۶۹ھ کو ملتان کے قریب کھوت وال میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد گرامی کا نام مولانا کمال الدینؒ تھا جن کا تعلق کابل کے شاہی خاندان سے تھا۔

آپ کے والد نے آپ کو کھوت وال سے ملتان تعلیم کے حصول کیلئے بھیج دیا..... اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذہانت کی دولت سے خوب مالا مال کیا تھا..... تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن کریم حفظ کیا..... اور عربی کی کتابیں پڑھیں..... یہ وقت تھا کہ جب ملتان علماء وفضلا کا مرکز تھا..... اور شہر ملتان قبۃ الاسلام کہا جاتا تھا..... حفظ کے بعد حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ ملتان کے جلیل القدر علماء وفضلاء سے تکمیل علوم وفنون میں مشغول ہوئے۔

ایام طالب علمی میں حضرت ایک دن ایک مسجد میں کتاب ''نافع'' کا مطالعہ فرما رہے تھے..... اتفاق سے انہی دنوں حضرت قطب الاقطاب بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اوش سے ملتان تشریف لائے ہوئے تھے اور اسی مسجد میں جہاں حضرت مسعود رحمۃ اللہ علیہ فروکش تھے، نماز کی غرض سے تشریف لائے۔ حضرت کی جوں ہی نظر حضرت کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی تاباں درخشاں پیشانی پر پڑی..... فوراً تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے۔

حضرت کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا مسعود! کیا پڑھ رہے ہو؟..... عرض کیا حضرت! کتاب ''نافع'' کا مطالعہ کر رہا ہوں..... حضرت نے پوچھا کیا تمہیں یہ نفع بھی دے گی؟ حضرت

مسعود نے عرض کیا حضرت کیمیا کا محتاج ہوں یہ کہہ کر اٹھے اور اپنا سر شیخ کے قدموں میں ڈال دیا..... شیخ نے قدموں سے سر اٹھا کر سینہ سے لگا لیا..... اور بیعت کیلئے ہاتھ بڑھایا..... بیعت کے بعد جب پیر و مرشد دہلی جانے لگے تو مرید نے بھی دہلی آنے کی خواہش ظاہر کی..... لیکن مرشد نے ابھی تکمیل علوم وفنون کی تلقین کی..... اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ بے علم درویش نہایت خطرناک..... اور نقصان دہ ہوتا ہے۔

حضرت مسعود پھر ہمہ تن اپنی تعلیم میں مشغول ہو گئے۔

تکمیل علوم وفنون کے بعد آپ ہندوستان سے نکل کر غزنی، بغداد، بدخشاں وغیرہ کی سیاحت کرتے رہے..... اور ہر شہر میں وہاں کے اولیاء اللہ، علماء اور فضلاء سے ملاقاتیں کرتے رہے..... جن سے حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے خوب استفادہ کیا۔

اس سفر سے واپسی پر سیدھا اپنے پیر مرشد کے پاس دہلی چلے گئے..... آپ کے آنے سے خواجہ صاحب کو بہت خوشی ہوئی..... حضرت خواجہ نے آپ کو ایک حجرہ دے دیا..... اور آپ کی تربیت باطنی اور اصلاح میں مصروف ہو گئے..... نہایت ہی قلیل مدت میں آپ کے دل میں معرفت الٰہی کا چراغ روشن کر کے کمال درجہ تک پہنچا دیا۔

آپ کی عبادت وریاضت کو دیکھ کر خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے..... اپنے پیر و مرشد خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب ہو کر کہا! قطب الدین ایک عظیم شہباز تم نے پکڑا ہے..... اس کا آشیانہ بجز سدرۃ المنتہیٰ کے اور کہیں نہیں بن سکتا۔

دہلی میں آپ کی شہرت بڑھ گئی تھی..... اس کے بعد آپ ہانسی کے علاقہ میں آئے..... وہاں سے آپ پاکپتن کے علاقہ میں تشریف لائے..... اور یہاں مستقل قیام کیا..... خلق کثیر نے آپ کے دست پر توبہ کی..... اور خوب فائدہ اٹھایا۔

۵ محرم الحرام ۶۶۴ھ کو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ اس دنیا سے کوچ کر کے..... اپنے حقیقی مالک سے جا ملے۔

آپکا مزار پاکپتن میں موجود ہے۔

حضرت مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

شریعت، سنت پر کمال درجہ عمل کرنے والے..... عزیمت میں شان عظیم کے مالک..... صبر وقناعت، زہد وتقویٰ، ریاضت کو اپنے اندر لئے ہوئے..... گمنامی اور گوشہ نشینی کو پسند کرنے والے..... حضرت مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

ابتداء ہی سے آپ میں درویشانہ رنگ غالب تھا..... اکثر زندگی کے لمحات ویرانوں میں گذارتے..... ۱۵ سال تک خوب زہد، ریاضت میں مشغول رہے۔

ایک روز ایسا ہوا کہ آپ بھوک سے بالکل لاچار ہوئے اور آسمان کی جانب منہ اٹھایا..... پھر کیا دیکھتے ہیں..... کہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے..... اور فرمایا اگر صبر، قناعت چاہتے ہو تو خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جلد حاضر ہو جاؤ۔

حضرت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ماموں تھے..... آپ بہت جلد ہی ان کے پاس پہنچے..... مرتبہ کمال کو پہنچے..... اور حضرت خواجہ محمد زاہدؒ کے انتقال کے بعد انکے نائب ہوئے۔

آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ گمنامی کو حد درجہ پسند فرماتے تھے..... بچوں کو درس قرآن فرماتے..... اور اپنے حال کو پوشیدہ رکھتے..... تاکہ کسی کو آپ کے مقام ومرتبہ کا علم نہ ہو سکے۔

ایک مرتبہ کسی ترکی شیخ کا وہاں سے گذر ہوا..... تو انہوں نے فرمایا یہاں سے کسی مردِ حق کی خوشبو آتی ہے..... اور آپ کے صاحبزادے سے حضرت محمد درویش کی طرف اشارہ فرمایا۔

آپ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ..... آپؒ کے ظاہر ہونے کا واقعہ اس طرح پیش آیا..... کہ وقت کے بڑے شیخ حضرت نور الدینؒ امکینہ میں تشریف لائے..... تو آپ بھی میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے ان سے ملاقات کیلئے حاضر ہوئے..... جب آپ وہاں پہنچے تو انہوں نے میرے والد سے سخت معانقہ فرمایا..... اور دیر تک دونوں مراقب رہے..... والد

صاحب کے چلے جانے کے بعد انہوں نے حاضرین سے پوچھا..... ''کیا طالبان خدا آپ سے بہت مستفید ہو رہے ہونگے'' لوگوں نے جواب دیا حضرت! یہ شیخ تو نہیں ہیں..... یہ تو بچوں کو قرآن کریم پڑھاتے ہیں..... شیخ نورالدین کو بڑا تعجب ہوا..... فرمایا (سبحان اللہ) یہاں کے لوگ بھی نابینا اور مردہ ہیں..... ایسے عظیم بزرگ سے فائدہ نہیں اٹھا رہے..... چنانچہ شیخ نورالدین کی کہی ہوئی بات اطراف ملک میں بہت پھیل گئی..... لوگوں نے ہر طرف سے آنا شروع کر دیا اور خوب فیض حاصل کیا۔

اتنے باکمال بزرگ ہونے کے باوجود..... آپ نہایت ہی پوشیدگی سے رہنا پسند کیا کرتے تھے۔

شریعت وطریقت کے یہ عظیم امام مولانا درویش محمد ؒ ۹ محرم الحرام ۹۷۰ھ کو وفات پاگئے..... آپ کا مزار موضع استقرار جو شہر سبز ماوراء النہر میں ہے۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں ؒ

اصحاب محمدؐ اور اہل بیت کی محبت میں سرشار..... سنت کے پابند..... علوم اسلامیہ کے ماہر..... حضرت مرزا مظہر جان جاناں 11 رمضان المبارک 1111ھ بروز جمعہ..... بادشاہ اورنگ زیب کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد گرامی بادشاہ کی دربار میں اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے..... جب بادشاہ اورنگ زیب کو آپکی پیدائش کا علم ہوا..... تو آپکا نام اس نے ''جان جاناں'' رکھا۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں کا نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا کر ملتا ہے..... خود فرماتے ہیں کہ

''میری عمر نو سال کی تھی کہ میں نے حضرت ابرہیم خلیل اللہؑ کو خواب میں دیکھا کہ بکمال عنایت پیش آئے..... اور جب میں حضرت ابو بکر ؓ کا ذکر کرتا تو انکی صورت مبارک حاضر ہو جاتی..... فرمایا میں نے اکثر حضرت ابو بکر ؓ کو دیکھا..... اور اپنے حال پر نہایت مہربان پایا..... میں نے دیکھا ایک نور مثل آفتاب کے چمکا..... اور اس میں حضرت مجدد نے ظہور فرمایا..... اس واقعہ کو میں نے اپنے والد سے بیان کیا..... تو انہوں نے فرمایا..... ان شاء اللہ تمہیں ان کے طریقے سے فیض حاصل ہوگا۔

اس واقعہ کے بعد آپ کے والد گرامی نے آپکی تربیت پر خصوصی توجہ دی..... اور تمام علوم وفنون پڑھائے..... حضرت مرزا مظہر جان جاناں ؒ نے ہر فن میں کمال پیدا کیا..... آپ حضرت سید نور محمد بدایونی ؒ کے خلیفہ اول تھے..... اپنے شیخ سے بے حد محبت تھی..... کہ نسبت کے بعد آئینہ میں اپنی صورت کی جگہ حضرت سید ؒ کی صورت نظر آتی..... یہ محبت بڑھتی گئی..... انتقال کے بعد محبت کی وجہ سے چھ سال متواتر اپنے شیخ کی قبر پر جاتے رہے۔

اکثر فرمایا کرتے تھے کہ...... میں نے اپنے اعمال واوقات حدیث وفقہ سے درست کیے...... اگر کوئی عمل خلاف شرع مجھ سے سرزد ہو تو مجھے آگاہ کردیں۔

ایک مرتبہ ایک رافضی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں کچھ کلمات گستاخی منہ سے نکالے...... آپ نے فوراً خنجر اس کو مارنے کیلئے نکالا...... وہ گھبرا کر کہنے لگا...... حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے واسطے مجھے معاف کردیں...... حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا نام سنتے ہی آپکا غصہ ختم ہوگیا...... اور اس کو معاف کردیا۔

شہادت کی آرزو اکثر کیا کرتے تھے...... میں نے آپکے بارے میں پڑھا ہے کہ آپ ایک مرتبہ بوقت تہجد اُٹھے...... غسل کیا...... مسواک استعمال کی...... خوبصورت لباس پہنا...... عمدہ خوشبو لگائی...... اور خانقاہ میں تشریف لائے...... لوگوں نے دیکھ کر عرض کی حضرت آج خیر ہے؟...... فرمایا تم نے نہیں پڑھا

"تحفة المؤمن الموت"

مومن کا تحفہ موت ہے...... میں نے آج اپنے رب سے ملنا ہے...... صبح ایک رافضی نے آپ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا...... تو آپ نے اسکو جواب دیا...... اس نے کہا ایسے نہیں ایسے جواب دیں اس نے پستول نکالا اور آپ کی کنپٹی پر رکھ کر...... عاشورہ ۱۱۹۵ھ کی شب شہید کردیا۔

آپکا مزار دہلی میں موجود ہے۔

علامہ جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ

مفسر و محقق...... حق گو...... فہم وفراست میں اپنی مثال آپ...... تفسیر جلالین کے مصنف...... حضرت علامہ جلال الدین محمد بن احمد المحلی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں...... آپ ایک عظیم الشان عالم اور امام تھے۔ صاحب حسن المحاضرہ لکھتے ہیں کہ:

"آپ ۷۹۱ھ کو مصر میں پیدا ہوئے...... علوم فقہ کلام واصول ونحو...... ومنطق وغیرہ میں مہارت تامہ حاصل کی...... آپ نے بدر محمود اقصرائی برھان بیجوری شمس البساطی علاء بخاری وغیرھم اکابر سے کسب فیض کیا...... آپ فہم وفراست میں اپنی مثال آپ تھے...... وہ خود کہا کرتے تھے کہ میرا ذہن غلط بات کو قبول نہیں کرتا...... البتہ انکا حافظہ کمزور تھا"

آپ حد درجہ متقی اور صالح تھے...... امر بالمعروف ونہی عن المنکر آپ کا شعار تھا...... حق گوئی کے معاملہ میں آپ کسی کی پرواہ نہ کرتے تھے...... بڑے بڑے ظالم حکام کو بھی کلمۂ حق سنانے سے گریز نہ کرتے تھے...... جب ایسے لوگ آپ کے پاس آتے تو آپ ان کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے تھے...... اور نہ انہیں اپنے پاس آنے کی اجازت دیتے...... آپ کو عہدہ قضاء کی پیشکش کی گئی...... مگر آپ نے اسے ٹھکرادیا...... مدرسہ نویدیہ میں فقہ کے استاذ تھے...... آپ کا ذریعہ معاش تجارت تھا...... نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے...... علامہ جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی مفید کتابیں تصنیف کیں...... آپ کی تصانیف اختصار و تنقیع اور سلالت عبارت کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ چند مشہور تصانیف درج ذیل ہیں۔

۱۔ شرح جمع الجوامع فی الاصول۔ ۲۔ شرح المنہاج فی الفقہ الشافعیہ۔

۳۔ تفسیر جلالین۔

علامہ جلال الدین محلیؒ نے ماہ محرم الحرام ۸۶۴ھ میں وفات پائی...... ①

① شذرات الذہب ص ۳۰۳ ج ۷۔ طبقات المفسرین، از داؤدی ص ۳۱۹۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مسند الہند...... مفکر اسلام...... برصغیر کے عظیم سیاستدان...... ٹھوس استعداد اور بہترین صلاحیتوں کے مالک...... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۴ شوال ۱۱۱۴ھ بمطابق ۱۷۰۳ء کو ضلع مظفر نگر ہندوستان میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیمؒ اپنے وقت کے عظیم فقہ حنفی کے استاذ تھے...... اور آپ کا شمار ممتاز علماء میں ہوتا تھا...... شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے قبل عجیب و غریب خواب دیکھے...... جن سے ظاہر ہو رہا تھا کہ آپ کے گھر میں عنقریب بچہ پیدا ہونے والا ہے...... جو غیر معمولی اوصاف اور صلاحیتوں کا حامل ہوگا...... اور اس سے دین حق کی غیر معمولی خدمت لی جائیگی۔

چنانچہ عظیم والد نے عظیم بچے کی خوب تربیت فرمائی...... شروع سے حکمت و دانش کی باتیں سکھائیں۔

سات سال کی قلیل عمر میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ قرآن کریم حفظ کیساتھ ساتھ...... اہم ضروری مسائل سے بھی واقف ہو چکے تھے...... حفظ کے بعد آپ نے علوم دینیہ کی تحصیل اپنے والد صاحب سے شروع کی...... اور اپنی خداداد ذہانت و فطانت اور قوت حافظہ کی بدولت مختصر عرصہ کے بعد اپنے والد ہی کے ہاتھ تزکیہ باطن کیلئے بیعت فرمائی...... اور انہی کی نگرانی میں ذکر و اشغال میں مصروف ہو گئے...... آپ کے بارے میں لکھا ہے فرمایا کرتے تھے کہ

''بھائی! بچپن میں مجھے معلوم نہیں تھا کہ کھیل کیا ہوتی ہے''

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیمؒ کے مدرسہ رحیمیہ سے کیا...... وہاں آپ نے اپنے ہونہار فرزند کو اپنا جانشین مقرر فرما کر

اجازت حدیث عطا فرما کر اپنے مدرسہ و خانقاہ کا اہتمام و انتظام بھی سپرد کر دیا۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ دین کی متنوع خدمات انجام دیں...... جب آپ نے ہوش سنبھالا اس زمانہ میں مغلیہ سلطنت زوال کا شکار ہو چکی تھی...... آپ کی عمر ابھی چار سال کی تھی کہ ہندوستان کی تاریخ کے نامور سپوت...... سلطان محی الدین اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کا مثالی دور حکومت اپنے اختتام کو پہنچا...... اورنگزیب کی وفات کے بعد فتنے ہر طرف سے پھوٹ پڑے...... مسلمانوں کی بدقسمتی کہ کوئی ان کے پاس عالمگیر جیسا حکمران نہ تھا...... جس کی وجہ سے سلطنت زوال کا شکار ہو گئی۔

مفکر اسلام مولانا ابوالحسن ندویؒ لکھتے ہیں کہ

بارھویں صدی کا ہندوستان سیاسی، انتظامی، اخلاقی اور بہت حد تک اعتقادی حیثیت سے انحطاط و پستی کے اس نقطہ پر پہنچ گیا تھا①

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان حالات سے مایوس نہیں ہوئے...... بلکہ اصلاح کا بیڑا اٹھایا...... اور ہر میدان میں مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی...... اور مختلف بادشاہوں کو درد بھرے خطوط مکتوب فرمائے...... قرآن کریم کی تعلیمات و مطالب کو عام کرنے کیلئے فارسی زبان میں ترجمہ کیا...... حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیلئے آپ نے حجاز مقدس کا سفر فرمایا...... چنانچہ ۱۱۴۳ھ میں جب آپ نے حج کیلئے سفر کیا...... فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد وہاں کے نامور محدثین سے اکتساب علم کیا...... جس کا تذکرہ شاہ صاحب نے اپنی کتاب ''فیوض الحرمین'' میں کیا ہے...... اس سفر سے واپسی پر خوب حدیث کی خدمت کی۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف موضوعات پر بہترین کتب تصانیف فرمائیں...... جو اس وقت جید علماء کرام کیلئے ماخذ کا کام دیتی ہیں۔ تقریباً نصف صدی تک شرک و بدعت کے تاریک ماحول میں...... توحید و سنت اور ایمان و ایقان کی شمعیں روشن کرنے کے بعد...... ۲۹ محرم الحرام ۱۱۷۶ھ کو اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے۔

① تاریخ دعوت و عزیمت۔

حافظ ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہ

شہادت کے طالب ...... تصوف کے امام ...... حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ...... قافلہ حریت کے سالار ...... گورا رنگ ...... چہرے پر چیچک کے کچھ داغ ...... درمیانہ قد اور نہایت ہی متناسب ...... رعب دار چہرہ ...... بلند گردن ...... چہرہ پر تبسم ...... اور سنجیدگی ...... اللہ کے نیک بندے ...... حضرت حافظ ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حافظ صاحب نے ابتدائی تعلیم تھانہ بھون میں ہی حاصل کی ...... آپ نے کوئی مستقل تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔

جس زمانہ میں حافظ صاحب نے اپنی آنکھیں کھولیں ...... اس زمانہ میں لوگوں میں روحانیت کا شغف خوب تھا ...... حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آپ بھی حضرت حاجی میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو گئے۔

حکیم ضیاء الدین آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

''وقت عصر حضرت میاں جی قبلہؒ نے ارشاد فرمایا کہ تم آیت کریمہ ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ ختم کرلو ...... حضرت حافظ صاحب نے بعد عصر آیت کریمہ شروع فرمائی اور اگلی عصر تک ختم فرما کر اس جگہ سے اٹھے ...... اور اس ایک رات دن میں بجز حاجت ضروری یا نماز وغیرہ ضروریات کے کوئی بات نہ کی ...... جب میاں جی (صاحب) نے ذکر و اشغال تلقین فرمائے۔

اسی ہمت اور استقامت کے ساتھ انجام کو پہنچائے ...... سوائے اور اشغال کے چند روز میں حبس دم کی یہ مشق حاصل فرمائی تھی کہ ایک دم میں ذکر نفی و اثبات بعد شرائط پانسو مرتبہ تک پہنچا کر چھوڑ دیا ...... زیادہ حاجت نہ ہوئی ورنہ خدا جانے کہاں تک کثرت فرماتے ...... اور کئی سال تک فقط آدھ پاؤ کے بقدر کھانا تناول فرمایا کرتے تھے ...... اور ربط قلب شیخ کے ساتھ تو اس

قدر پیدا کیا تھا ...... کہ بالکل محو اور فنا فی الشیخ ہو گئے تھے ...... ۱۵ شعبان (شب برأت) سے آخر رمضان شریف تک ڈیڑھ مہینہ تمام شب مشغول رہتے تھے ...... شب کو لیٹنا، سونا بالکل موقوف کر دیتے تھے ...... چند روز میں کمال جذبہ کیساتھ سلوک طے فرمایا ...... اور اس قدر کمال توحید اور وسعت حال حاصل ہوئی کہ خارج از بیان ہے ...... اس وقت تمام درویش اہل فن تصوف میں پیشوا سمجھتے ...... اور خاص و عام دریافت حال و مقام میں حیران تھے'' ①

''حافظ ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہ میں اتباع شریعت کا جذبہ منزل عروج کو پہنچا ہوا تھا ...... ادنیٰ بدعت بھی جڑ سے اکھاڑ دیا کرتے تھے ...... اوامر و نواہی میں شان فاروقیت کا عروج ہوتا تھا''۔

آپ جذبہ حریت اور انگریز کے خلاف بغاوت کے سلسلہ میں سرخیل کا کام کر رہے تھے ...... حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ...... حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے ہمراہ جہاد کرتے رہے ...... ضلع مظفر نگر میں انگریز حکومت کا خزانہ تھا ...... اور یہیں پر توپ خانہ اور اسلحہ بھی موجود تھا ...... اس لئے ان حضرات نے اس جگہ لڑائی کی ...... یہ لڑائی کئی گھنٹوں تک جاری رہی ...... بالآخر حافظ محمد ضامن رحمۃ اللہ علیہ کی ناف کے نیچے گولی لگی ...... ۲۴ محرم الحرام ۱۲۷۴ھ بروز پیر بوقت ظہر ...... شاملی کے میدان میں ...... مسجد کے قریب ...... مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے زانو پر سر رکھا ...... اور اسی عالم میں یہ شہید الفت اپنے حقیقی محبوب سے جا ملے۔

عمر شہید ہونے کیلئے مرے عمر جاوداں کیلئے۔

---

① مونس یاراں بحوالہ تذکرہ نومبر ۱۹۶۱ء ص ۱۱۰

حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

بلند پایہ عالم و بزرگ...... مشتبہ چیزوں سے پرہیز کرنے والے...... نہایت سادہ زندگی بسر کرنے والے...... حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر...... حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلویؒ جو مولانا محمود بخش صاحب کے گھر پیدا ہوئے...... آپ مفتی الٰہی بخش کے حقیقی بھتیجے تھے۔

حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم مفتی الٰہی بخشؒ سے حاصل کی...... مفتی صاحب حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کے ممتاز ترین تلامذہ میں سے تھے...... عربی، فارسی اور اردو کی شاعری میں استاذانہ قدرت رکھتے تھے...... مولانا کاندہلویؒ، حضرت مفتی الٰہی بخشؒ اور شاہ محمد اسحاق اور حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ ہیں...... لیکن آپ مرید و خلیفہ حضرت شاہ محمد یعقوب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے...... آپ کے زھد و تقویٰ کے متعلق مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

"جناب مولوی مظفر حسین کاندھلویؒ آخری زمانہ میں قدماء کے نمونہ تھے، تقویٰ اللہ اکبر ایسا تھا اور اس سے وہ نسبت پیدا تھی کہ اگر مشتبہ چیز معدے میں پہنچ گئی...... تو اسی وقت قے ہو جاتی تھی"...... ①

حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلویؒ سواری پر کبھی سوار نہ ہوتے تھے...... اور سامان سفر لوٹا، لنگی، لکڑی، مشکیزہ ہوتا تھا...... جہاں شام ہوئی وہیں رات گذار لی...... ایک مرتبہ کہیں سفر پر جا رہے تھے کہ...... راستہ میں شام ایک ایسے گاؤں میں ہوئی کہ...... جہاں سب ہندو رہتے تھے...... حضرت نے وہاں کے رہنے والوں میں سے ایک سے کہا...... کہ مجھے رات کیوقت رہنے کیلئے جگہ کی ضرورت ہے۔

اس نے گاؤں سے باہر ایک جگہ کی نشاندہی کر دی...... حضرت وہاں چلے گئے حضرت نے معمول کے مطابق وہاں قرآن کریم کی تلاوت کرنا شروع کر دی...... اتفاقاً وہی شخص رات کو کسی کام کیلئے جنگل میں آیا...... تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف پایا۔

وہ شخص حضرت کی تلاوت قرآن سن کے بہت متاثر ہوا...... تمام رات بے تابی سے گذاری...... صبح کو حاضر ہو کر عرض کیا کہ رات کو جو آپ پڑھ رہے تھے...... وہی جلدی سے مجھے بھی پڑھا دیں...... اس کے بعد آپ کو اپنے گھر لے گیا...... وہاں اس کے بیوی بچے سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

آپکی زندگی کے عجیب حالات ہیں...... جس کے لئے ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے...... مختصر یہ کہ آپ کی پوری زندگی عبادت سے عبارت تھی۔

مولانا نے تقریباً پیدل سات حج کئے ہیں...... ۲۳ جمادی الثانی ۱۲۸۲ھ میں جب آپ مکہ معظمہ پہنچے تو اسہال شروع ہو گئے...... آپ نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ سے عرض کیا کہ میری خواہش ہے کہ میں مدینہ میں جا کر مروں...... حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ فرمایا...... پھر فرمایا کہ آپ مدینہ منورہ ان شاء اللہ پہنچ جاؤ گے...... مدینہ طیبہ پہنچنے میں ابھی ایک منزل باقی تھی کہ...... آپ پھر بیمار ہوئے...... ۱۰ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ مئی ۱۸۶۶ء کو اس جہاں فانی سے پردہ فرما گئے۔

حضرت عثمانؓ کے مزار مقدس کے قریب مدفون ہوئے۔

---

① سوانح عمری ص ۸، بحوالہ تذکرہ اولیاء دیوبند ص ۱۱۰۔

حضرت مولانا مفتی غلام مصطفیٰ قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

خوبصورت اور بارونق چہرہ...... آنکھیں اور ناک نہایت دلکش...... قناعت واستغناء میں بے مثال...... صداقت وعدالت کے پابند...... سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ حضرت مولانا مفتی غلام مصطفیٰ قاسمی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ نے ابتدائی کتب اپنے بزرگ ماموں پیر احمد اللہ صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں...... بعد ازاں باقی تمام منقولات ومعقولات اور علوم وفنون کی کتابیں...... اپنے بزرگ چچا علامہ غلام رسول قاسمی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں...... تکمیل علوم وفنون کے بعد اپنے چچا کی سرپرستی میں...... درس وتدریس، وعظ وتبلیغ اور تحریر وتسوید کا سلسلہ شروع کیا...... اپنی محنت واچھے کردار کے باعث اپنے عظیم استاذ کے عظیم وصحیح جانشین مقرر ہوئے...... اور زندگی کے آخری لمحات تک جانشینی کے فرائض انجام دیتے رہے۔

آپ کی نیک وپاکیزہ زندگی کے باعث امرتسر کے لوگ آپ کا بہت احترام کیا کرتے تھے...... اہل محلہ کہا کرتے تھے کہ

''ہمارے بچے بیمار ہوتے ہیں تو آپ کی دعا اور دم کی برکت سے تندرست ہو جاتے ہیں'' ①

اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرم وحیا جیسی عظیم دولت سے نوازا تھا...... مسجد سے مکان اور مکان سے مسجد تک آنے جانے میں غضِ بصر کے حکم کی پابندی کرتے تھے...... آپکو دائیں بائیں تاکنے جھانکنے کی عادت نہیں تھی۔

آپ کی زندگی کا اکثر حصہ درس وتدریس میں گذرا ہے...... انفرادی طور پر طلبہ کو لوجہ اللہ پڑھاتے رہے...... کبھی بھی کسی سے کوئی معاوضہ نہیں لیا...... مدرسہ نصرۃ الحق حنفیہ میں کار

اہتمام سالہا سال تک بلا معاوضہ انجام دیا...... پوری جوانی اور بڑھاپہ اسی مخلصانہ جدوجہد میں گزارا...... جب اہل وعیال میں اضافہ ہوا...... تو بعض علماء کے اصرار پر اہتمام مدرسہ سے مستعفی ہو کر صدر مدرس مقرر ہوئے...... اور مشاہرہ لینا منظور فرما لیا...... کچھ عرصہ بعد جب نظر کمزور ہوئی...... تو مدرسہ سے علیحدہ ہو گئے...... آنکھ کا آپریشن کرانے کے بعد بھی مطالعہ کا شغل برابر جاری رہا...... جب نقاہت اور کمزوری بڑھ گئی تو سب مشاغل چھوڑ کر اللہ کے ذکر میں مشغول ہو گئے۔

فتویٰ نویسی کے سلسلے میں آپ مرجع انام تھے...... نہایت محققانہ جواب لکھتے تھے...... ملک کے ہر حصہ سے آپ کے پاس استفتاء آیا کرتے تھے۔

آپ بہترین محقق، مصنف، ادیب بھی تھے...... مختلف موضوعات پر آپکی ڈیڑھ درجن کتابیں موجود ہیں۔

آپ مذہباً حنفی اور مشرباً نقشبندی مجددی تھے...... آپ حضرت خواجہ دین محمدؒ سے بیعت تھے...... چاروں سلسلوں کی اجازت اور سند خلافت آپکو مرشد کامل کی طرف سے حاصل تھی...... آپ کے بارے میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے

''میں جن دنوں حضرت مولانا مفتی غلام مصطفیٰ قاسمی رحمۃ اللہ علیہ سے سبق پڑھا کرتا تھا تو میں...... کتاب سے زیادہ مفتی صاحب کی آنکھوں کا مطالعہ کیا کرتا تھا...... جن میں غضب کی نورانیت اور کشش تھی''

جب آپ کی عمر اسی سال ہوئی تو آپ کو نمونیہ کا عارضہ لاحق ہوا...... تھوڑے دنوں بعد یکم محرم الحرام ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۶ راپریل ۱۹۳۲ء بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب کو اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال کر گئے۔

آپ کے جنازہ میں بیس ہزار لوگوں نے شرکت کی۔

---

① تذکرۂ اسلاف ص ۱۴۰ / تذکرہ اولیائے دیوبند ص ۷...

حضرت مولانا غلام رسول ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

بہترین ذہین...... صاحب نقط...... علوم عقلیہ ونقلیہ کے ماہر...... حضرت مولانا غلام رسول ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ...... ضلع ہزارہ کے رہنے والے تھے۔

ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے تمام علوم اسلامیہ دارالعلوم دیوبند سے حاصل کئے...... اور تیس سال تک علم کی خدمت کی...... ہزاروں طلبہ نے آپ سے استفادہ کیا...... علوم نقلیہ وعقلیہ کے زبردست حافظ تھے...... درس وتدریس میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔

آپ نے ۱۸ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ کو دارالعلوم میں ہی وفات پائی۔

مولانا سید میاں محمد اصغر حسین دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

انتہائی سادگی اور عاجزی سے زندگی بسر کرنے والے...... خدمت خلق میں پیش پیش...... مولانا سید میاں محمد اصغر حسین دیوبندی صاحب دیوبند میں پیدا ہوئے۔

آپ نے اپنے والد گرامی سید محمد حسن سے قرآن شریف اور فارسی پڑھ کر ۱۳۱۰ھ میں دارالعلوم دیوبند کے درجہ فارسی کے اخیر سال میں داخل ہوئے...... اور ترقی کرتے رہے...... ۱۳۲۰ھ میں دارالعلوم سے ہی فراغت حاصل کی...... ۱۳۲۱ھ میں شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ مسجد اٹالہ جونپور صدارت وتدریس پر بھیج دیا...... ۱۳۲۷ھ تک وہاں درس دیتے رہے...... جب ۱۳۲۸ھ میں دارالعلوم دیوبند میں ماہنامہ ''القاسم'' کے اجراء کا فیصلہ ہوا تو آپ کو دیوبند بلایا گیا...... اور القاسم کیساتھ متعدد اسباق بھی سپرد ہوئے...... آپکو علوم دینیہ حدیث وتفسیر، فقہ وفرائض سے مناسبت تامہ تھی...... تا وفات دارالعلوم سے وابستہ رہے...... بیعت حضرت شاہ سید محمد عبداللہ شاہ (م ۱۳۱۰ھ) سے ہوئے...... اجازت بھی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل تھی...... آپ نے تین حج کئے...... ارشاد وبیعت کا سلسلہ اخیر عمر تک جاری رہا۔

آپ راند تشریف لے گئے تو وہیں آپ بیمار ہوئے اور وہیں ۲۲ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ بوقت اذان ظہر مالک حقیقی سے جا ملے۔

موصوف کی متعدد تصانیف ہیں...... آپ کے تفصیلی حالات آپ کی سوانح میں آپ دیکھ سکتے ہیں۔①

---

① مشاہیر دارالعلوم [illegible] تھے؟ سوانح حضرت مولانا سید محمد اصغر صاحبؒ

مولانا مفتاح الدین محدث سواتی رحمۃ اللہ علیہ

بہترین قاضی...... تدریسی سلسلہ میں شب وروز مصروف عمل...... مولانا مفتاح الدین محدث سواتی رحمۃ اللہ علیہ...... قلعہ ''کئی'' سوات میں فراش الدین بن فضل کے گھر پیدا ہوئے۔

مولانا نے ابتدائی تعلیم علاقہ کے علماء سے حاصل کی...... اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔

۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء کو امام العصر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری، مولانا سید اصغر حسین، مولانا رسول خان ہزاروی، مولانا اعزاز علی وغیرہم رحمہم اللہ حضرات سے دورۂ حدیث پڑھ کر...... سند الفراغ حاصل کی۔

تکمیل علوم کے بعد مولانا نے کئی مدارس میں تدریسی فرائض انجام دیے...... آخر میں ''جورہ'' سوات میں ۱۸ سال تک دیگر کتب کے علاوہ کتب حدیث کی تدریس کی...... آپ سوات کے قاضی بھی تھے...... مگر کم مقدمات لیتے تھے...... تاکہ تدریس میں فرق نہ آئے۔

موصوف کی کئی اچھی اچھی تصانیف موجود ہیں...... جن میں قابل ذکر یہ ہیں

(۱) اصلاح الرسوم

(۲) جمال القرآن کا پشتو میں ترجمہ

(۳) تحقیق حرف ضاد۔

آپ کا ۱۲/محرم الحرام ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء بروز جمعۃ المبارک بوقت عصر ''جورہ'' سوات میں وصال ہوا...... اور وہیں سپرد خاک کئے گئے۔①

---

① دارالعلوم نمبر ص ۳۰۸۔

مولانا انعام الحسن کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

داعی کبیر...... امیر جماعت تبلیغ...... پورے عالم کے لوگوں کیلئے دل میں کڑھن لئے ہوئے...... سب مسلمانوں کے غم کو اپنا غم سمجھنے والے...... تواضع وللہیت...... علم وفضل...... دعوت وتبلیغ...... جہد وعمل...... ورع وتقویٰ...... میں قرون اولیٰ کی یاد تازہ کرنے والے...... ہزاروں افراد کے شیخ ومربی...... حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کاندھلہ میں پیدا ہوئے۔

آپ کا نسبی تعلق ''کاندھلہ'' ضلع مظفر نگر (انڈیا) کے مشہور ومحترم ''صدیقی شیوخ'' خاندان سے تھا...... اس خاندان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار عنایات سے نوازا تھا...... سینکڑوں علماء فضلاء اور مقبولان الٰہی اس خاندان میں پیدا ہوئے۔

دعوت وتبلیغ کا وہ عظیم الشان کام جس کی نظیر اسوقت عالم اسلام میں ملنی مشکل ہے...... اس کے منبع وسرچشمہ حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی خاندان کے چشم وچراغ تھے...... مولانا انعام الحسن کے والد ماجد...... مولانا اکرام الحسنؒ...... مولانا الیاسؒ کے حقیقی بھانجے تھے...... مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ مظاہر العلوم سہارنپور سے ۱۳۵۴ھ میں علوم دینیہ کی تکمیل سے فارغ ہوئے...... دینی علوم کی تعلیم وتدریس میں بہت عمدہ استعداد کے مالک تھے...... ۱۳۷۴ھ میں جب نظام الدین کے مدرسہ ''کاشف العلوم'' میں دورۂ حدیث کا اجراء ہوا...... تو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ''بخاری شریف'' کا درس آپ کے ذمہ تجویز ہوا۔

حضرت مولانا یوسفؒ کے امیر تبلیغ بننے کے بعد آپ ان کے سفر وحضر کے رفیق کار رہے...... بعد میں مولانا انعام آپ کے جانشین بنے...... آپ نے پورے عالم میں اللہ کے دین کی اشاعت کیلئے خوب کام کیا۔

آپ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ کو نظام الدین میں دار فانی سے دار باقی کی طرف انتقال فرما گئے۔

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

نامور مفسر..... زاہد اعصر..... ممتاز علمی و روحانی خاندان کے چشم و چراغ..... تواضع وفنائیت میں اسلاف امت کے نمونہ..... حضرت قاضی زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حضرت قاضی صاحب دارالعلوم دیوبند کے نامور فرزند..... اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ کے تلمیذ رشید تھے..... شروع میں تو آپ کا تعلق بیعت واصلاح میں حضرت مدنی کے ساتھ رہا..... حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ملال کے بعد..... شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاحی تعلق قائم کیا..... اور ان کی طرف سے اجازت بیعت وخلافت سے مشرف ہوئے۔

۱۹۳۲ء میں آپ نے دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی..... بعد ازاں اپنے آبائی گاؤں شمس آباد میں تعلیم وتدریس کیساتھ ساتھ رد قادیانیت کیلئے خوب کام کیا..... ۱۹۳۹ء میں آپ اٹک تشریف لے گئے..... اور جامع مسجد کے خطیب مقرر ہوئے..... پھر حضرت علامہ سید سلمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر ۱۹۵۱ء میں گورنمنٹ کالج میں عربی واسلامیات کی لیکچر شپ قبول کی۔

کالج اور باہر آپ نے خوب کام کیا..... اکثر پروفیسر صاحبان اور نوجوانوں کی زندگیاں آپ کے علم وعمل، زہد وتقویٰ اور اخلاص وللہیت کی تاثیر سے بدل گئیں..... ۱۹۷۲ء میں آپ اٹک کالج سے ریٹائر ہوئے تو..... تمام اوقات درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور ذکر وتصنیف کیلئے وقف ہو گئے۔

قاضی صاحب کو مطالعہ قرآن اور درس کا بڑا شغف تھا..... آپ کے دروس ۲۸ جلدوں میں طبع ہو چکے ہیں..... اس کے علاوہ بیس کے قریب مختلف قرآنی موضوعات پر وقیع

علمی کتابیں آپ نے ترتیب وتالیف فرمائیں، چند ایک کے نام یہ ہیں۔

(۱) رحمت کائنات ﷺ (۲) باعمد باوقار ﷺ
(۳) نجات دارین (۴) چراغ محمدؐ (سوانح حضرت مدنیؒ)
(۵) انوار الحدیث (۶) ضرورت حدیث
(۷) معارف القرآن (۸) آغوش رحمت
(۹) دامان رحمت (۱۰) روحانی تحفہ وغیرہ

یہ علوم قرآنی کا بحر بے کراں محرم الحرام ۱۴۱۸ھ ۔ ۱۲ مئی ۱۹۹۷ء کو اس جہاں سے کوچ کر گیا۔

مولانا محمد عمر پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ

داعی الی اللہ...... اپنے دل میں اشاعت دین کی تڑپ لئے ہوئے...... پرتاثیر واعظ...... حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا انعام الحسن رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد حضرت مولانا محمد عمر صاحب کی شخصیت علم وعمل، تقدس وتقویٰ اور جہد وعزیمت میں متفق علیہ تھی۔

تبلیغ کی عالمی محنت کے روح رواں ہونے کی وجہ سے...... مولانا کا تعارف پورے عالم اسلام میں تھا...... ہندوستان، بنگلہ دیش، پاکستان، عرب کی بیسیوں ریاستیں، افریقی ممالک...... اور مغربی دنیا میں ہونے والے تبلیغی اجتماعات میں...... مولانا محمد عمر پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتہائی اثر انگیز...... پرسوز اور روح پرور بیانات ہوئے۔

راقم کو بھی اکثر بیانات سننے موقعہ ملا ہے...... تین تین چار چار گھنٹے تک مسلسل بیان...... سب لوگ بڑی دلجمعی کے ساتھ سنتے تھے...... آواز میں کڑک تھی...... ایک بار میں نے سوچا کہ مولانا کو دیکھوں تو سہی کہ اتنے بڑے عالم ہیں...... میں جب اسٹیج کے قریب ہوا تو کیا دیکھا...... وہ تو ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ ہے...... لیکن آواز نوجوانوں کی طرح...... یہ وہ غم ہے جو بلواتا ہے...... رائے ونڈ جب آخری مرتبہ تشریف لائے تو فرمانے لگے...... بھائی آج میرے بیان میں لوگ ایسے مصروف ہیں...... جیسے بکری کے بچے اپنی ماں کے تھنوں سے دودھ پینے میں مصروف ہوتے ہیں۔

باوجود علالت ومعذوری کے مسلسل بیانات...... اور کئی کئی جگہ...... یہ آپ کی قوت ایمانی کا مظہر تھے۔

یہ عظیم صفات جمیلہ کا حامل انسان...... ہزاروں لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب لانے والا...... آخر ۱۴ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ/۲۱ مئی ۱۹۹۷ء کو انتقال کر گیا۔

حضرت مولانا عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ

قرآن کریم کے بہترین مفسر...... عظیم واعظ...... ذی استعداد مدرس...... دار العلوم دیوبند کے فاضل...... حضرت مولانا عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو ۱۳۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔

حضرت بہلوی رحمۃ اللہ علیہ ابتدائی وثانوی تعلیم کے بعد اعلیٰ تعلیم وتربیت کے لئے ۱۳۳۳ھ میں دار العلوم دیوبند میں داخل ہوئے...... جامع ترمذی کے ابتدائی کچھ اسباق حضرت شیخ الہند سے پڑھے...... دورہ حدیث کے اسباق کی تکمیل خاتم المحدثین مولانا محمد انور شاہ کشمیری، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا سید اصغر حسین دیوبندی رحمہم اللہ سے کی۔

دیوبند سے فراغت کے بعد مولانا حسین علیؒ کے پاس ترجمہ قرآن پڑھا اور سلوک تصوف کی تعلیم حاصل کی...... اگلے سال حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر پڑھی۔

حضرت بہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف بزرگوں کی صحبت حاصل کی بعد میں حضرت تھانویؒ سے تعلق کے بعد مطمئن ہو گئے...... اور عمر بھر اسی مسلک تھانوی کے مطابق کام کرتے رہے...... سفر حرمین کے دوران شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے ملاقات کی تو انہوں نے بھی تبرکاً آپ کو اجازت وخلافت مرحمت فرمائی۔

آپ نے ساری زندگی درس وتدریس اور ارشاد وتبلیغ میں گزاری سینکڑوں علماء نے آپ سے سند حدیث حاصل کی اور ہزاروں نے درس تفسیر میں شرکت کی...... حکیم العصر مولانا عبد المجید لدھیانوی مدظلہ کو بھی حضرت سے اجازت حدیث کی سند حاصل ہے۔

ہزاروں طالبان علم ومعرفت کو سیراب کرتے ہوئے حضرت بہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ کو رحلت فرما گئے۔

مولانا عبدالباری ندوی رحمۃ اللہ علیہ

جدید علوم وفنون اور فلسفہ کے ماہر...... علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد...... اور حضرت تھانویؒ سے بیعت...... حضرت مولانا عبدالباری ندوی رحمۃ اللہ علیہ جو ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۰۶ھ، یکم اگست ۱۸۹۰ء کو پیدا ہوئے۔

آپ کے والد گرامی حکیم عبدالخالق صاحب اپنے وقت کے مشاہیر فضل وکمال میں سے تھے...... اور حضرت مولانا محمد نعیم فرنگی محلی کے مرید تھے...... آپ کے والد کا اصل وطن سترکھ ضلع بارہ بنکی تھا...... بعدازاں آپ کے والد لکھنوء میں آ گئے تھے، اس لئے لکھنوی کہلائے۔

مولانا عبدالباری نے ابتدائی تعلیم مولانا فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ سے اور مولانا توکل حسینؒ سے اپنے علاقہ میں حاصل کی...... پھر شوال ۱۳۱۹ھ کو دارالعلوم ندوہ میں داخلہ لیا...... کچھ عرصہ تک تو مولانا محمد ادریس ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا اور پھر علامہ شبلی نعمانی کے زیر سایہ دارالعلوم ندوہ میں تعلیم وتربیت حاصل کی...... خود مولانا عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ:

”دارالعلوم ندوہ میں علامہ شبلی نعمانی کی نظر شفقت علامہ سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مولانا عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ اور اس ناکارہ پر رہی“

موصوف کی ابتداء ہی سے طبعیت تاریخ وادب کی بجائے فلسفہ ومعقولات کی طرف مائل تھی...... اسی وجہ سے آپ علامہ شبلی نعمانی کے گرویدہ تھے...... آپ نے ۱۹۱۰ء کو دارالعلوم ندوہ سے فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد مولانا انگریزی سیکھنے میں مشغول ہو گئے...... اپنی ذاتی کوشش ومحنت سے انگریزی زبان میں وہ مہارت حاصل کی کہ فلسفہ کی کئی ٹکسالی کتابوں کے بہترین تراجم اردو میں کر کے بڑے بڑے ڈگری یافتوں کو پیچھے کر گئے۔

۱۹۱۵ء کو آپ مولانا سید سلیمان ندویؒ کی جگہ بمبئی یونیورسٹی کے مشہور کن کالج میں لیکچرار مقرر ہوئے...... اس دوران آپ کو فلسفہ کے عمیق مطالعہ کا موقع ہاتھ آیا۔

چند ماہ گجرات کالج احمد آباد میں گئے تو اسی اثناء میں سوات میں آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس ہوا جہاں مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی کے اصرار پر آپ نے وہ معرکۃ الآراء لیکچر دیا جو بعد میں ”مذہب وعقلیت“ کے نام سے چھپ کر نہ صرف جدید وقدیم اصحاب علم میں مقبول عام ہوا بلکہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو ”دین کا آہنی قلعہ“ قرار دیا۔

مولانا عبدالباری ندویؒ ۱۹۲۰ء کو گجرات کالج سے علیحدگی کے بعد حیدرآباد دکن آئے...... یہاں مولانا محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی تو ان سے کئی ماہ تک تعلق وعقیدت قائم رہا...... یکم دسمبر ۱۹۲۰ء میں علامہ سید سلیمان ندویؒ کی دعوت پر دارالمصنفین اعظم گڑھ آ گئے...... اگست ۱۹۲۲ء تک یہاں علمی کاموں میں مصروف رہے...... اس کے بعد ستمبر ۱۹۲۲ء میں آپ باضابطہ طور پر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن سے وابستہ ہو گئے اور اسی جگہ مستقل قیام فرمایا۔

آپ کا روحانی سلسلہ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ سے تھا...... کمال اتباع وانقیاد اور قوت استفادہ کی بدولت آپ محبت کی منزل سے گزر کر محبوبیت کے اوج پر پہنچ گئے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز قرار پائے...... اور پھر اپنے ساتھ علمی کمال اور قلمی قوت کو صرف فرما کر اپنے شیخ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے سینکڑوں مواعظ، ہزارہا ملفوظات اور بیسیوں تصانیف میں فکر غوطہ زنی کر کے تعلیمات اشرفیہ کو چار مجلدات میں جمع فرمایا۔

(۱) تجدید دین (۲) تجدید تصوف
(۳) تجدید معاشیات (۴) تجدید تعلیم وتبلیغ

اس کلام کے لئے مولانا نے اپنی ساری جمع پونجی خرچ کر دی۔

آخر علماء ربانیین کے ایک ممتاز فرد، عالم وعارف، صوفی باصفا، سراپا اخلاص اور ورع تقویٰ کا پیکر عمر بھر خدمت اسلام میں گزارتے ہوئے ۲۸ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ، ۲۰ جنوری ۱۹۷۶ء کو انتقال کر گئے۔

مولانا محمد احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

تبحر عالم دین...... مادہ ہائے تاریخی کے استخراج میں یکتائے وقت...... حضرت مولانا محمد احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں...... آپ ۱۳۳۱ھ میں اپنے ننھیال راجو پور ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے۔

مولانا محمد احمد نسبتاً فاروقی النسل ہیں...... آپ کے والد ماجد مولانا حافظ سعید احمد علی گڑھ کالج میں پروفیسر تھے...... مولانا نے ابتدائی تعلیم وتربیت اپنی والدہ اور برادر کبیر مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی...... پھر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مدرسہ اشرفیہ تھانہ بھون میں آپ کو داخل کرادیا گیا...... تھانہ بھون کے بعد آپ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں داخل ہوئے...... جہاں تمام علوم وفنون کی کتب پڑھکر ۱۳۵۲ھ میں سند الفراغ حاصل کی...... آپ نے وقت کے بڑے بڑے اصحاب علم وکمال سے علم حاصل کیا جن میں قابل ذکر مندرجہ ذیل ہیں۔

مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری، مولانا عبداللطیف صاحب، مولانا اسعد اللہ صاحب اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ جیسے اساتذہ قابل ذکر ہیں۔

تکمیل علم کے بعد کئی سال اپنے اساتذہ کی نگرانی میں مدرسہ مظاہر العلوم میں ہی تدریسی فرائض انجام دیتے رہے...... پھر اپنے بڑے بھائی مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر چونڈہ ضلع سیالکوٹ کے ایک مدرسہ میں مدرس ہوکر گئے...... قیام پاکستان تک وہاں علمی خدمات بطریق احسن انجام دیں۔

آپ نے اپنا روحانی تعلق حضرت تھانویؒ سے جوڑے رکھا...... حضرت تھانویؒ کے وصال پُرملال کے بعد آپ نے حضرت مفتی محمد حسن صاحب، مولانا ظفر احمد عثانی، مولانا مفتی

محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی واصلاحی تعلق قائم رکھا...... بعد میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کی طرف سے مجاز بیعت مقرر ہوئے...... آپ نے صوبہ سندھ کے ضلع سکھر میں "مدرسہ اشرفیہ سکھر" کے نام سے ایک عظیم دینی درسگاہ کی بنیاد رکھی...... وہاں ساتھ ساتھ عوام میں دینی روح بیدار کرنے کیلئے وعظ ونصیحت کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور آخر دم تک درس وتدریس اور تبلیغ واشاعت میں مصروف رہتے ہوئے...... ۷ محرم الحرام ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۷۶ء کو اس دنیا سے کوچ کر گئے۔

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ

سعودی عرب کے مفتی اعظم...... اکابر علماء کی مجلس شوریٰ اور رابطہ عالم اسلامی کی مجلس تاسیسی کے صدر نشین...... اور ادارہ تحقیقات علمی کے سربراہ...... مسلک حنبلی کے بہت بڑے راہنما...... اکابر علماء احناف کے قدردان...... اور جہاد افغانستان ، طالبان کے سرپرست روح رواں...... تبلیغی جماعت کے عظیم کام اور خدمات کے معترف سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ ایک بلند پایہ عالم ربانی، مسلک حنبلی کے ثقہ اور پختہ کار مفتی اور جلیل القدر محدث تھے۔ موصوف غیر معمولی حافظہ کے مالک تھے...... کسی بھی مسئلہ پر گفتگو کرتے تو دلیل وبراہین کا انبار لگا دیتے باوجودیکہ آپ ضریر البصر تھے...... لیکن آپ کے استحضار علمی، قوت استدلال اور حفظ واتقان کو دیکھ کر کوئی شخص یہ باور نہیں کر سکتا تھا کہ آپ بینائی سے معذور ہیں۔

آپ دین اور دینی معاملات میں لایخاف لومۃ لائم کی سچی تصویر تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی عوام میں بے حد مقبولیت تھی...... لوگ آپ پر دیوانہ وار جان چھڑکتے آپکا فتویٰ عوام وخواص میں حرف آخر کا درجہ رکھتا تھا...... آپکا فیصلہ آخری فیصلہ ہوتا تھا...... ارباب اقتدار کی بھی آپ کے سامنے دم مارنے کی ہمت نہ ہو سکتی تھی۔

آپ علماء دیوبند کے قدردان تھے...... آپ کے مولانا خیر محمد مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے بہت اچھے تعلقات تھے۔

آخر یہ علم وعمل اور فتویٰ کا عظیم بادشاہ بروز خمیس ۲۷ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۳ مئی ۱۹۹۹ء بوقت صبح اپنے آبائی شہر "عودہ" طائف میں رحلت فرما گئے۔

جناب محمد زکی کیفی رحمۃ اللہ علیہ

ذہانت وذکاوت اور حاضر جوابی میں بے مثال...... وسیع المطالعہ اردو فن شعر وادب میں یکتائے روزگار...... اہل علم وذکر کی مجلس میں بکثرت شرکت کرنے والے عظیم باپ کے عظیم فرزند جناب محمد زکی کیفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ کو دیوبند میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد مفتی اعظم مولانا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں...... آپ کا نام "محمد زکی" حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تجویز فرمایا تھا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم دارالعلوم دیوبند میں شروع کی اور فارسی وریاضی کی تکمیل کے بعد درس نظامی شروع کیا...... مگر بعض حالات کی بناء پر چوتھے سال کے بعد درس نظامی کی تعلیم جاری نہ رکھ سکے...... اس کے باوجود جناب زکی کیفی میں بزرگوں کی صحبت اور وسیع مطالعہ کی وجہ سے آپ میں علم کی وہ عظیم خوشبو تھی جو بڑے بڑے فضلاء میں ڈھونڈنے سے دستیاب نہیں ہوتی تھی...... وسعت مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ دین ومذہب، شعر وادب اور تاریخ وسیاست کا کوئی موضوع ایسا نہ تھا جو آپ کے مطالعہ کی حدود سے خارج ہو...... گویا کہ آپ کو مطالعہ سے عشق تھا...... کوئی نئی کتاب نظر آتی تو فوراً اس کو حاصل کر کے مطالعہ میں محو ہو جاتے تھے...... آپ کی زندگی کا نمایاں وصف استغراق مطالعہ ہے۔

جناب زکی کیفی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۴۵ء سے باقاعدہ شعر کہنے شروع کر دئے...... آپ کا مجموعہ کلام "کیفیات" کے نام سے منظر عام پر موجود ہے جو مقبول خاص وعام ہے۔

حضرت تھانویؒ سے خاص تعلق تھا کئی مرتبہ آپ کے سر کی مالش کرنے کا موقع بھی ملا ہے...... آپ اکثر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پان پیش کیا کرتے تھے......

قیام پاکستان کے بعد آپ لاہور میں تشریف لائے...... یہاں آپ نے "ادارہ اسلامیات" کے نام سے دینی کتب کا عظیم کتب خانہ بنایا...... جو آج بھی اچھی خدمت انجام دے رہا ہے۔

یہ عارف وقت باعمل وباکردار انسان، اور عاشق رسول ﷺ صدق وصفا کا پیکرِ عظیم ۱۰ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ بمطابق ۱۹۷۵ء کو وہاں انتقال کر گئے جہاں سب نے جانا ہے۔

خزائن الحدیث
خزائن القرآن
معارف السلوک
حدیث
عربی کیسے بولیں
کتابوں کی درس گاہ میں
سید عطاء اللہ شاہ بخاری
تحریک ختم نبوت
مکتبۃ الحق
ماڈرن ڈیری جوگیشوری ممبئی ۱۰۲
200/-
Noor Graphics